Amar ... 

राम बरशा

लेखक :- स्वामी रामतीर्थ

# رام برشا

## حصۂ اوّل و دوم

جس میں سوامی رام تیرتھ جی ایم۔ اے۔ و دیگر مہاتماؤں کے وہ بھجن۔ لاؤنیاں۔ اور غزلیات مطابق مضامین ۱۲ ادھیاؤں (ابواب) میں منقسم ہیں۔ کہ جو سوامی جی ممدوح کی نوٹ بکوں تحریروں اور اپدیشوں میں درج ملے

مرتبہ

ر۔ ایس نارائن سوامی شاگرد رشید سوامی رام تیرتھ جی مہاراج ایم اے

جسکو

شری سوامی رام تیرتھ پبلکیشن لیگ
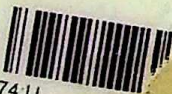
مطبع گلشن ابراہیم لکھنؤ میں باہتمام مولوی محمد ابراہیم صاحب چھپایا

۱۹۲۹ء

# تمہید

آتما (ذات) کا محض دلیلی علم دل کو شانتی و تشفی نہیں بخشتا۔ البتہ انکشافِ ذات سے تسکین و راحتِ کُلّی ملتی ہے۔ اور یہ انکشافِ الٰہی علمِ معرفت کے بار بار سُننے وِرد کرنے (منن کرنے) اور اُسکے معنوں میں عین ایک ہونے سے حاصل ہوتا ہے۔

आत्मा वा अरे द्रष्टव्यः श्रोतव्यो
मन्तव्यो निदिध्यासितव्यः ॥

(برہدارنیک اُپنشد۔ ادھیائے ۴ - برہمن ۵ - منتر ۶)

اِس علمِ معرفت کے منن کرنے کا آسان و سہل طریق عوام کے لئے بھجنوں کا روزمرہ بلاناغہ گانا اور سُننا ہے۔ اوّل تو بھجنوں کی میٹھی سُر دل کو دُنیا کے مخمصوں سے ہٹا کر اپنی طرف کھینچ لیتی ہے۔ دُوم اگر بھجنوں کے سُر کے ساتھ اُسکے معنے اور مطلب بھی سمجھ میں آتے جائیں تو برتی کو اپنی ذات میں کچھ عرصہ کے لئے بالکُل محو اور مستغرق کر دیتی ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ہندو مذہب کی قریبًا تمام مستند کتابیں (گیتا - وید - مہابھارت - رامائن - یوگ باسشٹھ - گرنتھ صاحب - کبیر بیجک - وغیرہ، قریبًا سب مست مہاتماؤں کے اُپدیش) راگوں - غزلوں - لاؤنیوں - اور میٹھی لے - یا سُر والے منتروں و شعروں میں لکھی پائی جاتی ہیں۔

بھجنوں کا زیادہ اثر دِل پر اس وجہ سے بھی ہوتا ہے کہ اُن میں بہت بڑا پھیلا ہُوا خیال تھوڑی جگہ گھیرے ہُوئے ہوتا ہے۔ گویا سمندر ایک کُوزے میں ہوتا ہے۔ جس سے ایک شعر حیت پر اتنی چوٹ لگاتا ہے جتنی کہ کُل کتابِ وسیع کا مطالعہ۔

جس طرح دماغ کی ترقّی کی ضرورت ہے اُسی طرح یا اُس سے زیادہ قلبی ترقّی کی بھی از حد ضرورت ہے۔ اور قلبی ترقّی دلیل و حجت سے نہیں بلکہ بھجنوں و غزلیات کے گانے اور سُننے سے یا اعلٰی خیالات کے وِرد کرنے سے ہوتی ہے۔ یہ قلبی غذا مہیا کرنے کی خاطر ایک چھوٹی سی رام برشا پہلے رائے بہادر لالہ بیجناتھ صاحب بی اے ریٹائرڈ جج نے چھپوائی تھی۔ جس میں سوامی رام جی مہاراج کی وہ غزلیں و لاؤنیاں

تھیں جو ۱۹۰۲ء تک اُنکے آنند بھرے دِل سے بہی تھیں - مگر وہ جلد ایسی چھوٹی اور خراب چھپی تھی کہ اُس سے مدعائے تالیف حاصل نہیں ہوتا تھا اور نہ اُسکے بھجن حسب مضامین مرتب اور ابواب پر منقسم تھے -
چنانچہ اِس اشاعت کے بالکل ختم ہو جانے پر اشاعتِ ثانی بہت ترمیم اور اصلاح کے ساتھ شائع کی گئی تھی اِس طبع ثانی میں علاوہ ۱۹۰۲ء تک کے بھجن و غزلیات کے اور بیشمار بھجن ولاؤنیاں بھی درج تھیں جو سوامی جی مرحوم کی قلم سے آخری دم تک لکھی گئی تھیں - اور نیز جو اُنکی نوٹ بکوں میں پائی گئی تھیں - اور ساتھ ہی یہ کُل بھجن مضمون کے مُطابق نو ابواب میں بھی تقسیم کئے گئے تھے - اور جو غزلیات بوجہ مختلف خیالات کے اِن ابواب میں شامل نہیں کیجا سکیں - اُنہیں بالکل علیحدہ کیا گیا تھا - اور وہ کُل ایک متفرق باب میں مجتمع ہو کر دوسری جلد میں شائع کی گئی تھیں - اور اس دوسری جلد کے شروع دیباچہ میں سوامی جی ممدوح کی مختصر و واضح سوانحعمری بھی درج کی گئی تھی -
اِسی رام برشا کی ایک ہندی اشاعت بھی ہوئی تھی اُس میں اور اشاعتِ ثانی میں زیادہ فرق تو یہ تھا کہ ہندی رام برشا میں فارسی زبان کی غزلیں جو سوامی جی کی نوٹ بکوں میں درج تھیں نہیں دی گئیں - علاوہ اسکے چند غزلیات اُن نوٹ بکوں میں ترمیم شدہ ملی تھیں جو ہندی رام برشا میں چھپنے نہیں پائیں - اگرچہ ہندی زبان کے بھجن بہ نسبت اُردو رام برشا کے اُس میں زیادہ تھے اِس لئے وہ اپنی حالت میں دلچسپ تھی - اور یہ اپنی حالت میں کُلّی طور پر ہر دو تقریباً یکساں تھیں :-
اسکے بعد اُردو تصانیف رام کی اشاعت کے لئے ایک فنڈ جمع کیا گیا تھا جسکی مدد سے اس رام برشا کی بھی اشاعت سہ بارہ کی گئی - وہ بھی ہاتھوں ہاتھ بِک گئی تھی - اُس وقت دہلی کے لالہ امیر چند مرحوم اِن اُردو کُتب کے پبلشر و منیجر تھے - اُنکے مرگ باش ہونے کے بعد اُردو اشاعت کا کام بالکل بند ہو گیا تھا - پھر جگہ جگہ کے رام بھگتوں نے ملکر ۱۹۱۹ء میں سوامی رام کی کُل کُتب (تصنیف و تقریر) کو بزبانِ اُردو - ہندی - انگریزی میں مکمل طور پر شائع کرنے کے مقصد سے ایک جماعت قائم کی جس کا نام سوامی رام تیرتھ پبلیکیشن لیگ رکھا گیا - اور اس لیگ (جماعت) نے سب سے پہلے سوامی رام کی کُل تقریر و تحریر کے ہندی ترجمہ کے چھپوانے کا کام ہاتھ میں لیا - جو تقریباً چھ برس میں ختم ہوا - پھر انگریزی کُتب کی اشاعت کا کام شروع کیا گیا - جو تقریباً تین برس میں ختم ہوا - اسی عرصہ کے اندر اندر

باباگنبھاشنگہ عارف کی اُردو تصانیف اور اُسکے ہندی ترجمہ شائع کئے گئے اور راقم کی شرح گیتا بھی ہندی میں تقریباً دوہزار صفحوں کے اندر اندر دو جلدوں میں شائع کی گئی۔ سوامی رام کے ہندی گرنتھوں کے اندر رام برشا بھی ہندی زبان میں شائع کی گئی تھی۔ جو فوراً مقبولِ عام ہوئی۔ بہت تھوڑے ہی عرصہ کے اندر اندر یہ سب بک گئیں۔ پھر اسکی سہ بارہ اشاعت بہت مفصل و مسلسل ترتیب سے کی گئی جو ہاتھوں ہاتھ بکتی جا رہی ہے۔

ہندی زبان میں اس اعلیٰ اشاعتِ سوم کو دیکھ کر اُردو دانوں کے اندر بھی اس کا اشتیاقِ مطالعہ دن دوگنی رات چوگنی ترقی پانے لگا۔ جنکی پے درپے درخواستوں پر اس ہندی کی مفصل و صاف اشاعتِ سوم کے مطابق رام برشا اُردو کی بھی یہ چہارم اشاعت کی گئی ہے اِس چہارم اشاعتِ رام برشا میں ہندی رام برشا کے تو کل بھجن شامل ہیں۔ انکے علاوہ فارسی زبان میں تقریباً ۵۰ کے غزلیں جو سوامی رام کی نوٹ بکوں میں پائی گئی تھیں) اور درج کردی گئی ہیں۔ اِس طرح سے اِس جلد چہارم میں تقریباً ۵۰۴ بھجن و غزل شامل ہیں۔

حتی الامکان یہ جلد اعلیٰ لکھائی، چھپائی و ترتیب سے عمدہ و صاف شائع کی گئی ہے۔ اگر رام پیاروں نے اِس اشاعتِ چہارم کا غور سے ملاحظہ فرمایا۔ اور اسکے بھجنوں و غزلوں کو سُر سے گا گا کر یا روزمرّہ سُنکر اپنے دِل کو ایشور بھگتی سے پُر کرلیا۔ اور اس طرح سے عالمِ محویت کا مزہ لوٹا تو نارائن سمجھے گا کہ اُسکی محنت سپھل ہوئی ہے۔

ایشور کرے کہ یہ نہایت مفید اشاعت مطالعہ کنندگان کے دلوں کو ہرا بھرا یعنی محظوظ کرے۔ اور جس طرح راقم خود ان سے خوب آنند لے رہا ہے۔ ویسے ہی وہ بھی خوب لیں اور یہ جلد ہر ایک پیر و جوان کو مفید ثابت ہو۔ آمین (تتھاستو)

آر۔ ایس۔ نارائن۔ سوامی

# فہرست بھجن مضمون وار

## حصّۂ دوم
## ویدانت

اوم

# منگلاچرن (حمدِ باری تعالیٰ)

(۱) دوہرا۔ راگ بہاس

نارائن سب رم رہیا نہیں دوَیت[1] کی گندھ
وُہی اک بہو[2] روپ ہے پہلا بولوں چھند
کرپا ست گورو دیو سے کٹی اودیا پھند
مَیں تو شُدھ برہم ہُوں دُوتیا بولوں چھند
سوہ سُروپ رام کو لکھیں[3] ایک سچدانند
وہ میرو ہے آتما ترتیا بولوں چھند
سوانس سوانس انُوبھو کروں رام کرشن گوبند
سو ہیں ہی کوئی بھِنّ[4] نہ چترتھ یہ بولوں چھند

(۱) ثنویت (۲) بہت۔ انیک (۳) انوبھو کروں (۴) علحیٰدہ۔ الگ

(۲) راگ پیلو۔ تال دیپ چندی

رفیقوں میں گر ہے مُروّت[1] تو تجھ سے
خزانوں میں جو کچھ ہے دولت تو تجھ سے
حکیموں میں ہے علم و حکمت تو تجھ سے
ہے رو کر یہ تکرارِ الفت تو تجھ سے

عزیزوں میں گر ہے محبّت تو تجھ سے
امیروں میں ہے جاہ و صَولت[2] تو تجھ سے
یا رونقِ جہاں یا ہے برکت تو تجھ سے
کہ اتنی ہو یہ میری قسمت تو تجھ سے

[1] مہربانی۔ شفقت [2] دبدبہ۔

میرے جسم و جاں میں ہو حرکت تو تجھ سے
اُڑے مادمنی کی وہ شرکت تو تجھ سے

ملے صدقہ ہونے کی عزت تو تجھ سے
سدا ایک ہونے کی لذت تو تجھ سے

اُڑیں ٹیڑھی بانکی یہ چالاکیاں سب
سپر پیتنیک ڈھونڈوں سلامت تو تجھ سے

۱ مہربانی۔ شفقت ۲ دبدبہ ۳ آخبکار
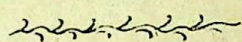
## (۴۳) راگ شام کلیان

کیا کیا رکھے ہیں رام! سامان تیری قدرت
بدلے ہے رنگ کیا کیا ہر آن تیری قدرت

سب مست ہو رہے ہیں پہچان تیری قدرت
زہتر پکارتے ہیں سبحان تیری قدرت

کوئل کی کوک میں بھی تیرا ہی نام ہیگا
اور مور کی زٹل میں تیرا ہی پیام ہیگا

یہ رنگ سولہ ڑے کا جو صبح و شام ہیگا
یہ اور کا نہیں ہے تیرا ہی کام ہیگا

بادل ہوا کے اوپر گھنگھور ناچتے ہیں
بھنورک اچھل رہے ہیں اور مور ناچتے ہیں

بولیں بئے بٹیرے قمری پکارے کوکو
پی پی کریں پپیہا پنکھے پکاریں تو تو

کیا فاختوں کی حق حق کیا ہدہدوں کی ہوہو
سب رٹ رہے ہیں تجھ کو کیا پنکھ کیا پکھیرو

جنگل سب اپنے تن پر ہریالی سج رہے ہیں
گل پھول جھاڑ بوٹے کر اپنی دھج رہے ہیں

بجلی چمک رہی ہے بادل گرج رہے ہیں
اللہ کے نقارے نوبت کے بج رہے ہیں

سبزوں کی لہلہاہٹ کچھ ابر کی سیاہی
اور چھا رہی گھٹائیں سرخ اور سفید کاہی

سب بھیگتے ہیں گھر گھر لے ماہ تا بماہی
یہ رنگ کون رنگے تیرے سوا الٰہی

۱ شفق۔

## (۴) مسدس - نال ڈہنس

(۱) کہیں کیواں ستارہ ہوکے اپنا نور چمکایا | زحل میں جا کہیں چمکا کہیں مریخ میں آیا
کہیں سورج ہو گیا کیا نیر جلوہ آپ دکھلایا | کہیں ہو چاند چمکا اور کہیں خود بنگیا سایا

تو ہی باطن میں پنہاں ہے تو ظاہر ہر مکاں پر ہے
(ٹیک) تو مُنیوں کے منوں میں ہے تو رِندوں کی زباں پر ہے

(۲) ترا ہی حکم ہے اِندر جو برساتا ہے یہ پانی | ہوا اٹکھیلیاں کرتی ہے تیری زیرِ نگرانی
تجلّی آتشِ سوزاں میں تیری ہی ہے نورانی | پڑا پھرتا ہے مارا مارا ڈر سے مرگِ حیوانی

(ٹیک)

(۳) تو ہی آنکھوں میں نورِ مردمک ہو آپ چمکا ہے | تو ہی ہو عقل کا جوہر سروں میں سب کے دمکا ہے
ترے ہی نور کا جلسہ ہے قطرہ میں جو نم کا ہے | تو رونق ہر چمن کی ہے تو دِلبر جامِ جم کا ہے

(ٹیک)

(۴) کہیں طاؤس زریں بال بنکر رقص کرتا ہے | دکھاکر ناچ اپنا مورنی پر آپ مرتا ہے
کہیں ہو فاختہ کوکو کی سی آواز کرتا ہے | کہیں بلبل ہے خود ہے باغباں پھر اس سے ڈرتا ہے

(ٹیک)

(۵) کہیں شاہیں بنا شہپر کہیں شکرہ ہے مستانہ | شکاری آپ بنتا ہے کہیں ہے آب اور دانہ
لٹک سے چال چلتا ہے کہیں معشوق جانانہ | صنم تو برہمن ناقوس تو خود تو ہے بتخانہ

---

۱ ستارہ کا نام یا ساتواں آسمان ۲ سینچر تارہ ۳ منگل تارہ ۴ آنکھ کی پتلی کی روشنی۔ ۵ بادشاہ کا پیالہ یعنی مستی کا دلبر ۶ مور ۷ پرندوں کے نام

(ٹیک)

(۶) توہی یاقوت میں روشن توہی پکھراج اور دُر میں | توہی لعل بدخشاں میں توہی ہے خود سمندر میں
توہی کہسار و دریا میں توہی دیوار میں در میں | توہی صحرا میں آبادی میں تیرا نور نیّر[1] میں

(ٹیک)

[1] سورج

## (۵) راگ بروا۔ تال تین

(۱) عجب حیران ہوں بھگون تمہیں کیونکر رجھاؤں میں
کوئی وستو نہیں ایسی جسے سیوا میں لاؤں میں

(۲) کروں کس طرح آواہن کہ تم موجود ہو ہر جا
بڑا ڈر ہے بلانے کو اگر گھنٹی بجاؤں میں

(۳) تمہیں ہو مورتی میں بھی تمہیں ویاپک ہو پھولوں میں
بھلا بھگوان پر بھگوان کو کیسے چڑھاؤں میں

(۴) لگانا بھوگ کچھ تم کو یہ اک اپمان کرنا ہے
کھلاتا ہے جو سب جگ کو اُسے کیسے کھلاؤں میں

(۵) تمہاری جیوتی سے روشن ہیں سورج چاند اور تارے
مہا اندھیر ہے تمکو اگر دیپک دکھاؤں میں

(۶) بھجائیں ہیں نہ سینہ ہے نہ گردن ہے نہ پیشانی
تو ہے نرلیپ نارائن کہاں چندن لگاؤں میں

## (۶) راگ ہنڈول

(۱) تیری قدرت تُو ہی جانے اور نہ دُوجا جانے
جسنوں کرپا کرے تُو پیارے سوئی تجھے پہچانے

(۲) تیری سیوا تجھ سے ہووے اور نہ دُوجا کرتا
بھگت تیرا سوئی تدھ بھاوے[۱] جسنوں تو رنگ[۲] دھرتا

(۳) تُو بڑ دانا۔ تو بڑ[۳] دانا اور نہیں کوئی دُوجا
تُو سمرتھ سوامی میرا۔ ہوں[۴] کیا جانا تیری پوجا

(۴) تیرا محل اگوچر[۵] میرے پیارے بکھم[۶] تیرا ہے بھانا
کہو نانک ڈھہ[۷] پیا دوارے۔ رکھ لیوو مگدھ[۸] اجانا

---

۱ تجھے پسند آوے ۲ جسکے ہردیہ کو تُو رنگتا ہے ۳ بڑا دانا ۴ میں ۵ اندریوں کی پہنچ سے باہر ۶ کٹھن مشکل ۷ گر پڑا ۸ مُورکھ یا بے وقوف ÷

## (۷) بھجن

(۱) ہے اچیت! ہے پار برہم! او ناشی اگھناش[۱]
ہے پُورن! ہے سرب مئے! دُکھ بھنجن گُن ناس[۲]

(۲) ہے سنگی! ہے نرانکار! ہے نرگُن سب ٹیک
ہے گوبند! ہے گُن ندھان[۳]! جاکے سدا دویک

---

۱ پاپ کے ناشک ۲ اُس کا ۳ صفتوں کا خزانہ ÷

(۳) ہے اپرمپر ہر ہرے - ہے بھی - ہووَن ہار
ہے سنتان کے سہا سنگ نردھار آدھار

(۴) ہے ٹھاکر ہوُن داسڑو - میں نرگن گن نہیں کوے
نانک دیجے نام دان راکھو ہیئے پروے

ا؎ میں داسوں کا داس - اپنے ہردیہ میں پروکر مجھے راکھئے ✤

(۸) شلوک

(۱) اُونچا اگم اپار پربھو کتھن نہ جائے اکتھ
نانک پربھو سرناگت راکھن کو سمرتھ

(۲) باسدیو سرب تر ہیں اُون نہ کتھوں ٹھائے
انتر باہر سنگ ہے نانک کاے دُرائے

(۳) لال گوپال گوبند پربھو اگہر گمبھیر اتھاہ
دُوسر ناہیں اور کوئے نانک بے پرواہ

(۴) رُوپ نہ ریکھ نہ رنگ کچھ - تر ے گن تے پربھو بھن
تس ہی بجھائے نانکا جس ہووے سو پرسن

ا؎ پہنچ سے دُور ۲؎ ناقابل بیان ۳؎ خالی - نہیں ۴؎ جگہ ۵؎ کیوں دوڑ رہا ہے ✤

(۹) راگ تلنگ (محلہ ۵)

(۱) تُدھ بن دُوجا ناہیں کوء
تُوں کرتار کریں سو ہوء
تیرا زور تیری من ٹیک
سدا سدا جپ نانک ایک
راہو - سب اُوپر پار برہم داتار
تیری ٹیک تیرا آدھار

(۲) ہے تُو ہے تُو ہووَن ہار
اگم اگادھ اُوچ اپار
جو تُدھ سیوے تِن بھؤ دُکھ ناہیں
گور پرشاد نانک گن گاہیں

ا؎ تمہارے بغیر ۲؎ پہنچ سے باہر ۳؎ انتھاہ - بہت گہرا ۴؎ سنسار کا دُکھ -

(۳) جو دِسے سو تیرا رُوپ
سمر سمر سمرے جن سوئی
گن ندھان گوبند انُوپ
نانک کرم پراپت ہوئی

(۴) جن جپیا تِسکو بلہار
کہو نانک پربھو تو چاپُور
تِسکے سنگ ترے سنسار
سنت جنوں کی باچھوں دھُور

؎ نظر آئے ؎ پوری طرح سے دِکھائی ؎ سادھوؤں کی قدموں کی خاک کا خواستگار ہوں۔

(۱۰) طرز ٹھمری۔ راگ کماچ۔ تال تین

(ٹیک) جو تم ہو سو ہم ہیں پیارے — جو تم ہو سو ہم ہیں

پربت میں تم ندین ہیں تم
چھوں دِش تم ہی ہو بستارے
برکھ لتا میں تم ہی براجو
سُورج چندر تم ہی ہو تارے ؎ سمجھ
ورتمین بھی تم ہو کال بھی تم ہو
تم ہی ہو سب کے آدھارے
الکھ برہم ہے نام تہارو
مایا سے تم نت ہو نیارے وہ
رُوپ نہیں۔ نہیں گن ہے تم میں
بستو کریا سے دُور سدا رے
تینوں لوک میں تم ہی ہیا پو
تہوں اُن تے ہوت تم نیارے
جو دھیاوے سو یہ ہی پاوے
تم اُن کے ہو ہو جیون پیارے
رامانند اب جان لیہو یوں
آنند چیتن نہیں دو نیارے

؎ چاروں طرف ؎ مکان ؎ زمان۔ وقت ؎ الگ الگ ؎

## (۱۱) راگ بروا۔تال تین

(۱) ہے عارفوں کے دل میں بھگون! مکان تیرا
اور وید پاٹھیوں کے لب پر ہے نام تیرا
(۲) کاشی کے بتکدوں میں کچھ تو نہیں مقید
ہر جا ہے تیرا مندر۔ہر جا ہے دھام تیرا
(۳) جیتے ہیں تم کو پیارے دنیا کے جیو سارے
ہستی کا تیری شاہد ہر ایک کام تیرا
(۴) دل صاف کر لیا ہے دنیا کی مل[۱] سے جسنے
وہ دیکھتا ہے دل میں درشن مدام تیرا
(۵) آزاد کو سکھا دو پریت کی راہ اپنی
جس سے امر[۲] ہو پی کے امرت کا جام تیرا

[۱] دنیا کی میل۔کیچڑ [۲] لازوال +

## (۱۲) غزل

(۱) نہ آسمان و نہ سہ آفتاب و خلد بریں
نہ انجم و نہ ملایک نہ کس عیاں نہ نہاں
(۲) نہ دوزخ و نہ بہشت و نہ ملک نے مملوک
و لے یکے است کہ در جملہ ظاہر است و نہاں

(۳) دو کون اوست وے بوالعجب کمال است ایں
نہ عقل داند و نے فہم نے خرد نہ بیاں
چگونہ عقل برد پے کمال حسرتِ اوست
نہ ظاہر است و نہ باطن نہ آشکار و نہاں

(۱) نہ وہ آسمان ہے نہ چاند ہے نہ سورج اور نہ بہشتِ اعلیٰ ہے۔ نہ وہ تارا ہے نہ فرشتہ۔ نہ کوئی ظاہر ہے نہ پوشیدہ +

(۲) نہ دوزخ ہے نہ بہشت نہ ملکیت اور نہ مملوک۔ لیکن وہ ایک ہے جو سب میں ظاہر و پوشیدہ ہے۔

(۳) دونوں جہان وہی ہے لیکن تعجب اور کمال یہ ہے کہ نہ اُس کو عقل جانتی ہے نہ سمجھ اور نہ طاقتِ بیان۔

(۴) اُس کا کھوج عقل نہیں لگا سکتی! یہ بڑے افسوس کا مقام ہے۔ کیونکہ نہ وہ ظاہر ہے نہ باطن اور نہ کُھلا اور نہ پوشیدہ +

# درشنائے رام (گورو ستتی)

(۱۳) راگ پیلو۔ تال دیپ چندی

تری میرے سوامی یہ بانکی ادا ہے
کہیں داس ہے تو کہیں خود خدا ہے
کہیں کرشن ہے تو کہیں رام ہے تو
کہیں سنگی ہے تو کہیں تو جدا ہے
پلایا ہے جب سے مجھے جام تو نے
میری آنکھ میں کیا نیا گل کھلا ہے
ترے عشق کے بحر میں مست ہوں میں
بقا میں فنا ہے فنا میں بقا ہے
منزہ[1] تیری ذات تشبیہہ سے فارغ
مگر رنگ تشبیہہ کا تجھ پر چڑھا ہے
نظارہ تیرا رام ہر جا پہ دیکھوں
ہر اک نغمہ اے جان تیری صدا ہے

[1] پاک

(۱۴) سویّا۔ راگ دھنا سری

بانکی ادائیں دیکھو چندر کا سا مکھڑا پیکھو (ٹیک)
بادل میں بہتے جل میں۔ وایو میں تیری مٹکیں
تاروں میں نازنیں میں موروں میں تیری ٹھکیں
چلتا ٹھمک ٹھمک کر بالک کا روپ دھر کر
گھونگٹ ابر الٹ کر۔ ہنسنا یہ بجلی بن کر
شبنم گل اور سورج۔ چاکر ہیں تیرے پد کے
یہ آن بان سج دھج اے رام تیرے صدقے

(۱۵) بطرز بلوچاں ظالماں۔ راگ امین کلیان

لکھوں[2] کیا آپ کو اے اب پیارے!
انباشی کب واچک شبد تمہارے
جہاں گتی روپ کی نہ نام کی ہے
وہاں گتی ٹھیک ہمارے رام کی ہے
وہی اک روپ سے پی پریم شربت
ندی جنگل میں جا دیکھے ہیں پربت

[2] بیان کروں۔ کہوں سمجھوں۔ پہچانوں۔

وہی اِک رُوپ سے نگروں میں پھرتا
عجب مایا ہے تیری شاہ دُنیا
نہ تُجھکو پاسکا کوئی جہاں میں
تُجھے سمجھا کئے نشو کوس اب تک
تُوہی ہے رام اور تُوہی ہے یادو

کسی کے کھوج میں ڈگروں میں پھرتا
کہ جس سے ہے مری تیری یہ دُنیا
نہ دیکھا جس نے تُجھکو ہر مکاں میں
نہیں سمجھا مگر افسوس اب تک
تُوہی سوامی تُوہی ہے آپ مادھو

(۱۶)

(نوٹ) ایشا داسیہ اُپنشد کے آٹھویں منتر کا بھاو ارتھ (ترجمہ) اِس نظم میں رام سے پروایا ہوا ہے

ہے محیط و مُنزہ و بے ابدان
وہ بری ہے گُناہوں سے رندِ زماں
وہ بُزرگِ بزرگاں ہے راحتِ جاں
وُہی خود ہے جُناں و بروں زبیاں
یہی رام ہے ویدوں میں سب کے نہاں

رگ و پے ہے کہاں؟ ہمہ بیں ہمہ داں
بد و نیک کا اُس میں نہیں ہے نشاں
وہ ہے بالا سے بالا و نُورِ جہاں
دیئے اُس نے ازل میں ہیں رنگت و نشاں
یہی رام ہے بحر میں بر میں عیاں

(۱۷) راگ پیلو۔تال دیپ چندی

پاک۔ ہے

جو تُو ہے سو میں ہُوں۔جو میں ہُوں سو تُو ہے　　(ٹیک)

نہ کچھ آرزو ہے۔ نہ کچھ جُستجُو ہے

بسا رام مجھ میں۔میں اب رام میں ہُوں

نہ اِک ہے نہ دو ہے سدا تُو ہی تُو ہے جو....

اُٹھا جبکہ مایا کا پردہ یہ سارا
کیا غم خوشی نے بھی مجھ سے کنارا۔ جو....
زباں کو نہ طاقت نہ من کو رسائی
ملی مجھ کو اب آپنی بادشاہی۔ جو....

## (۱۸) ساکی یا سوّیا

بیٹھت رام ہی اُوٹھت رام ہی بولت رام ہی رام رہیو ہے
کھاوت رام ہی پیوت رام ہی دھام ہی رام ہی رام گھیو ہے
جاگت رام ہی سووت رام ہی جووت رام ہی رام لہیو ہے
دیت ہو رام ہی لیت ہو رام ہی سُندر رام ہی رام رہیو ہے

## (۱۹) راگ دیو گندھاری (محلہ ۵)

(۱) مائی گورو چرنی چت لائیے (ٹیک)
پربھو ہووے کرپال کمل پرکاشے سدا سدا ہر دھیائے
(۲) انتر ایکو۔ باہر ایکو۔ سب میں ایک سمائیے
گھٹ[1] اوگھٹ رمیا سب ٹھائیں[2] ہر پورن برہم دکھائیے

[1] دل کے بھیتر باہر۔ [2] سب جگہ۔

(۳) استُت کریں سیوک مُنی کیتے تیرا انت نہ کتھوں پائے
سُکھ داتے دُکھ بھنجن سوامی۔ جن نانک صدقے بل جائے

(۳) تعریف (۴) کتنے ہی (۵) کبھی بھی (۶) سوبار قربان ہو جائیں ×

(۲۰) شلوک (محلہ پہلا)

(۱) بلہاری گورو اپنے دیو ہاڑی صد بار | جن مانس (۲) سے دیوتے کئے کرت نہ لاگی بار
(۲) جے (۳) سو چندا اُگوے سورج چڑھیں ہزار | ایتے (۵) چانن ہُندیاں گورو بِن گھور اندھار

(۱) دن بھر سو بار (۲) منش جونی سے (۳) اگر (۴) سو چندر ماں بھی چڑھ آئیں۔
(۵) اتنے پرکاش ہونے پر بھی بغیر گورو کے بھاری اندھیرا ہی ہے۔

(۲۱) پوڑی

(۱) جن انتر ہردیہ سُدھ ہے۔ تِس جن کو سبھی نمسکاری
جس اندر نام ندھان (۱) ہے۔ تِس جن کو ہوں (۲) بلہاری
(۲) جس اندر بُدھی ویک ہے ہری نام مُراری
سو ستگورو سبھناں (۳) کا متر ہے۔ تب تِس ہی پیاری
سب آتم رام پسریا گورو بُدھی بچاری

(۱) رام نام کا خزانہ (۲) میں قربان جاتا ہوں (۳) سب کا۔

(۲۲)

ایں نعرہ و ایں نعرہ زن و نیز ایں صحرا | اشجار و کہستان و شب و روز و نگارا
باد انجم و گنگا جل و ابر و مہ تاباں | معشوق و خدا خاص۔ وصال و دم ہجراں
کاغذ قلم چشمت و مضمون و تو خود جان | رام است ہمہ نیست دگر۔ اوست ہمہ آن

(۳)

(۲۳) ترجمہ شلوک کین اُپنشد

(ادھیائے پہلا)

[1]چکشو جنہیں دیکھیں نہیں چکشو کی آنکھ[2] جان — سو پرماتم دیو توں کر نشچہ نہیں آن[3]

جاکو بانی نہ جپے جو بانی کی جان — سو پرماتم دیو توں کر نشچہ نہیں آن

شرو[4] تر جاکو نہ سنیں جو شروتر کے کان — " " " "

پرانوں کر جیوت[5] نہیں جو پرانوں کے پران — " " " "

من بدھ جاکو[6] نہ لکھیں[7] پرکاشک پہچان — " " " "

---

[1] آنکھ اندریہ۔ قوت دید [2] چشم۔ آنکھ [3] غیر۔ دوسرا [4] کان [5] پران یا جان سے یا جان کے سبب سے [6] جس کو [7] سمجھیں۔ سوچ سکیں۔

## (۲۴) راگ پہاڑی۔تال چلنت

سادھو دُور دُوئی جب ہووے
ایسا کون نشنہ تُم پپیا
سِندھ[1] بکھے زنجیگ[2] سم دیکھیں
چمکے نُور ہیچ سب تیرا
تُوہی رام بھُوپ پتی راجا

ہمری کون کوئی پت کھووے
اُلٹو آپ سہی ناہیں کیا
آج نہیں پربت سَم پیکھیں
تیرے نین کا ہے اندھیرا
تُوہی تین لوک کو ساجا

[1] ابھی تک [2] سمندر کے بیچ میں [3] چھوٹے چھوٹے سے (۴) کیُوں یعنی تیری آنکھیں اندھیرا کیُوں دیکھ رہی ہیں ۔

## (۲۵) راگ دیش۔تال دادرا

زندہ رہو رے جیا! زندہ رہو رے (ٹیک)

تُو سدا اکھنڈ چد آنند گھن
آیاہی نہیں تو جائیگا کون رگرہ[1]؟
اُپجاہی نہیں تو بنسیگا[2] کس طرح؟
تُو نہیں دیہہ بُدھی پران من
تیرا نہیں نفع لقصان دھن
جاگ رے لالن! جاگ رے
سورج وَنت[3] گرتے[4] بھاگ رے

موہ بھے شوک کیوں کرو رے؟
سویاہی نہیں تو کہاں جاگے؟
وہم اور روگ سب ہرو رے (۱)
تیرو نہیں مان اُپمان جن[5]
تم جیتا خوف کو ترو رے (۲)
گھر تیرے سدا ہو سوہاگ رے
سب فکر کو پرے کر دھرو رے (۳)

[1] گھر [2] جنا [3] ناش ہوگا [4] اے پُرش! آدمی [5] سُورج کی مانند طلوع ہُوئے ۔

ہے رام تو سدا ہی پاس رہے | ہنس کھیل کیوں ہُوا اُداس رہے
آنند کی ٹیکھر پر باش رہے | ہر سوانس میں سوہم کو بھرو رہے (۴)

ٹیکھر = چوٹی ۔ ہاش = کلمہ یا منتر سے مُراد ہے ؛

(۲۶)

(۱) مرے نہ ٹرے نہ جرے ہرے تم پرمانند سو پائیو
منگل مود بھرئیو گھٹ بھیتر گُورو شُرتی برہم تومیو بتائیو
(۲) ٹُوٹی گرنتھی اوِدیا ناشی ۔ ٹھاکر ست رام ابناشی
لے مجھ میں سب گیو رہے باقی ۔ واسا دیو سوہم کر جھانکی
(۳) اُہ نش کا سُورج میں ناش ۔ اہم پرکاش پرکاش پرکاش
(۴) سُورج کو ٹھنڈک لگے ۔ جل کو لگے پیاس ؛
آنند گھن مم رام سے کیا آشا کو آس

(۱) جو آنند نہ ناش ہوتا ہے نہ دُور ہوتا ہے نہ جلتا ہے ۔ بلکہ جو اندھیرے کو دُور کر دیتا ہے وہ تم پاؤ ۔ آنند منگل جو ہردیہ میں بھرا ہُوا ہے اُس برہم کو گورو شرتی مجھے ہی بتاتی ہے ؛

(۲) دل کی گانٹھ جب ٹُوٹ جاتی ہے تو ابناشی ٹھاکر سچا رام ہی ہر طرف دکھائی دیتا ہے جب مجھ میں سب باقی مستغرق ہو جاتے ہیں تو پھر واسدیو میں ہی ہُوں ایسا درشن مجھے ہوتا ہے ؛

(۳) رات دن کا سورج میں اُبھاؤ ہوتا ہے۔ مَیں پرکاش مَیں پرکاش ہی پرکاش ہی چاروں طرف ہوتا ہے۔

(۴) سورج کو بھلا کبھی ٹھنڈک اور جل کو کبھی پیاس لگ سکتی ہے؟ ہرگز نہیں۔ ایسے ہی مجھ آنند سروپ رام سے اُمید کو کاہے کی اُمید ہو سکتی ہے؟
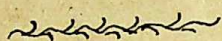
## (۲۷) غزل بھیروی

شاہنشاہِ جہاں ہے سائل ہُوا ہے تُو
پیدا کُن زمان ہے ذلیل ہُوا ہے تُو

سَو بار غرض ہووے تو دھو دھوئیں قدم
کیوں چرخ و مہر و ماہ بہ مائل ہُوا ہے تُو

خنجر کی کیا مجال کہ اِک زخم کر سکے
تیرا ہی ہے خیال کہ گھائل ہُوا ہے تُو

کیا ہر گدا و شاہ کا رازق ہے کوئی اور
افلاس و تنگدستی کا قائل ہُوا ہے تُو

طائر ہے نہرے جُحرے کے موقعہ کی تاک میں
کیوں ڈر سے اُسکے مفت میں زائل ہُوا ہے تُو

ہم بغل تجھ سے رہتا ہے ہر آن رام تو
بن پردہ اپنی وصل میں حائل ہُوا ہے تُو

لے وقت

## (۲۸) راگ نٹ نارائن۔ تال دادرا

منوا[1] رے نادان! ذری مان مان مان (ٹیک)

آتم گیان۔ سنگ جنگ بشٹا میں غلطاں۔ منوا رے نادان....

شاہنشاہی چھوڑ کے تو کیوں ہُوا حیران۔ منوا رے نادان....

[1] اے مَن۔ دل۔

شنکر شو سروپ تیاگ شو[۱] نہ بن رہی جان ! منوا رے نادان ....

اُدے است[۲] راج تیرا۔ تین لوک ساج تیرا۔ پھینکدے اگیان منوا رے

ہائے برہم گھات کرکے کرے تو کھان پان ۔ منوا رے نادان ......

تو تو روی روپ رام شوک موہ سے کاہے کام

تم[۳] کی سنتان ۔ منوا رے نادان ....

۱؎ مُردہ ۲؎ سورج کے غروب و طلوع کے اندر اندر راج یعنی اس قدر راج جہاں سورج کبھی بھی غروب نہ ہونے پاوے۔ مراد کُل دُنیا سے ہے ۳؎ اگیان۔ جہل۔ اندھیرا۔

(۲۹) راگ نٹ نارائن ۔ تال دادرا

منواوے مار یا ننگ بازی لاء (ٹیک)

ننگ بازی لاء رے ننگ بازی لاء ۔ منواوے.....

محل اور ماڑی۔ اُچ[۱] اٹاری۔ دم بھر دے وچ ڈھا ۔ منواوے...

جھگڑے۔ جھیڑے سب کر کوتاہ[۲] اپنے آپ ہیں آ ۔ منوا.......

۱؎ اونچا محل ۲؎ کم کر۔ فیصل کر۔
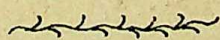
(۳۰) راگ کلیان ۔ تال دادرا

گنج نہاں کے قفل پہ سرہی تو مُہر شاہ ہے

توڑ کے قفل و مُہر کو کنز کو خود نہ پائے کیوں؟

دیدۂ دل ہُوا جو وا[1] کھُب گیا حُسن دلرُبا

یار کھڑا ہو سامنے آنکھ نہ پھر لڑائے کیوں؟

جب وہ جمالِ دلفروز صُورتِ مہرِ نیم روز

آپ ہی ہو نظارہ سوز پردے میں منہ چھپائے کیوں

دشنۂ[2] غمزہ جاں ستاں ناوکِ ناز[3] بے پناہ

تیرا ہی عکسِ رُخ سہی سامنے تیرے آئے کیوں؟

آپ ہی ڈال سایہ کو اُسکو پکڑنے جائے کیوں

سایہ جو دوڑتا چلے کیجئے وائے وائے[4] کیوں؟

اہل وعیال و مال و زر سب کا ہے بار رام پر

اسپ پہ ساتھ بوجھ دھر۔ سر پہ اُسے اُٹھائے کیوں؟

---

[1] کھُل گیا [2] آنکھ کے اِشارے کی کٹاری [3] نخرے کا تیر [4] ہا ہا کا شور مچانا۔
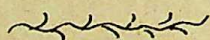
## (۳۱) راگ شنکرا بھرن۔ تال کیروا

آپے لاڑا[1] آپے لاڑی آپے ماپے ہو۔ فقیرا آپے اللہ ہو

آپ ودھائیاں[2] آپ سیاپے آپ الاپے ہو۔ فقیر آپے اللہ ہو۔

---

[1] دولھا [2] اشیرباد۔

رانجھا[1] تُوہیں تُوہیں رانجھا بُھل ہیر[2] نہ بیلے رو۔ فقیرا آپے اللہ ہو
تیرے جیہا[3] سانوں ایتھے[4] اوتھے کوئی نہ جاپے او
کوئی نہ جاپے او میرے سوہنیا! آپے اللہ ہو۔ فقیرا.....
گھنڈ[5] کڈ کے کیوں چن[6] موہنہ اُتے اوہلے رہیوں کھلو۔ فقیرا...
تُوہیں سب دی جان پیاری۔ تینوں[7] طعنہ لگے نہ کوء۔ فقیرا......
بولی طعنہ یاری۔ سیوا۔ جو دیکھیں تُوں سو۔ فقیرا...
شولی صلیب زہر دے کٹے[8]۔ کدے نہ مکدا جو۔ فقیرا!......
بُکل[9] وچ وڑ یار جو سُتے۔ اوتھے تیری لوء[10]۔ فقیرا!.....
تُوہیں مستی وچ شراباں۔ ہر گل دی خوشبو۔ فقیر آپے اللہ ہو....
راگ رنگ دی مٹھی سُرنوں۔ لیں کلیجہ[11] ٹو۔ فقیرا!.....
لاہ[12] لیڑے یوسف گھُٹ[13] رل لے[14] دوئی دے پٹ[15] ڈھو۔ فقیرا!....
آٹھویں عرش تیرا نور چمکدا ہور بھی اُونچا ہو۔ فقیرا!
ایہہ دُنیا تیرے نونہاں[16] دے وچ ہتھ[17] گل[18] لے رکھ نہ رو۔ فقیرا!
جے[19] رب بھالیں[20] باہر کدھرے ایس گلوں[21] منہ دھو۔ فقیرا!...
تُو مولا ہیں بندا چندا جھوٹھ دی چھڈ دے خوء[22]۔ فقیرا!....
پون اندر تیری نیڈاں ڈھونڈے کیوں تینوں کتے نہ ڈھو۔ فقیرا!..

[1] ایک عاشق مزاج کا نام [2] معشوق (پیارے) کا نام [3] مانند [4] یہاں [5] اور وہاں [5] پردہ کرکے [6] چاند جیسے خوبصورت مکھڑے پر [7] تجھے [8] ختم ہونے پر [9] بغل میں گھسکر [10] چاندنا۔ روشنی [11] دل کو چُٹکیاں بھرتا ہے [12] کپڑے اُتار کر [13] خوب زور سے بغلگیر ہوئے [14] غیریت۔ ثنویت [15] تختے توڑ یا پردے پھاڑ [16] ناخنوں کے بیچ [17] ہاتھ [18] رخسارہ [19] اگر [20] ڈھونڈیں [21] اِس بات سے [22] عادت

کاہنوں[1] پیا کھیڈنا ہیں بھوں بھوں تلیاں۔ بیٹھ نچلا ہو۔ فقیرا!....

تیرے تارے[2] سورج ٹھنڈی تھئی نچڑے تُوں بہ جا کر چوء[3]۔ فقیرا!...

تیچے نہ تینوں سکھ بے اوڑک۔ ایہو گرائی[4] کھوء۔ فقیرا!........

دکھ ہرتا[5] تے سکھ کرتا۔ تینوں تاپ گئے کد پوہ۔ فقیرا!......

چور نہ پئے۔ تینوں بھوت نہ چمڑے۔ ہور گیوں کیوں ہو۔ فقیرا!.....

توں ساکھی[6] کیڑھی کیہاں ماریں۔ من تھک کر چلیاں ہیں سوں۔ فقیرا!..

کھلیاں تینوں بھاؤ نہ کھاندے۔ کک کٹ[7] فیدہ نہ ہو۔ فقیرا!....

وحدت نوں کر کثرت دیکھیں۔ گیوں بھلینگا کدھروں ہو۔ فقیرا!...

تاج تخت چھڈ[8] ٹھٹی تلی۔ ایس گلوں توں رو۔ فقیرا!

چھڈ کے گھر دیاں کھنڈاں[9] کھیراں۔ کی لوڑ چباویں توء[10]۔ فقیرا!...

تیرے گھٹ وچ رام وسیندا ہائے کٹ کٹ بھر نہ بھوء[11]۔ فقیرا!

رام رحیم سب بندے تیرے۔ تیتھوں بڑا نہ کوء۔ فقیرا!....

آپ بھاگیرتھ آپ ہی تیرتھ۔ بن گنگا مل دھو۔ فقیرا!

پردے فاش ہوویں رب کر کے ننگا سورج ہو۔ فقیرا!......

چھڈ موہرا[12] سن رام دوہائی۔ اپنا آپ نہ کوء[13]۔ فقیرا!......

---

[1] کیوں [2] تیری برکت سے [3] نچلا ہو کر بیٹھ [4] بدہضمی [5] دکھ ناش کرنے والا [6] شاہد۔ ساکھشی۔ [7] چھپ چھپ [8] چھوٹی جھونپڑی [9] دودھ مصری [10] بھس۔ توڑی [11] سوکھا گھاس [12] وشیوں والی زہر چھوڑ [13] مار۔ قتل کر۔

(۳۲)

آنکھ ہووے تو دیکھ بدن کے پردے میں اللہ
پردے میں اللہ قلب کو صاف کرو واللہ۔
جب تپ دان یگیہ تیرتھ سے یہی کام بھلا[1]
انت سمے پربھو! ساتھ نہ جاوے اِک چھلا۔ آنکھ
بھو ساگر سے پار لنگھانے کو ست گور پلا[2]
جھوٹا ہے دار است متّتر مفت کا رلا[3]۔ آنکھ
تو تیرا میں میرا شُوبھے کا سا ہے ہلا[4]
اپنا جان مکھی ہو جاوے یہی نیک صلاح آنکھ
آج انباشی آتم جانے ہوئی خیر صلّہ[5]
نربھے برہم روپ رنج جانے ہوا پاک پلا[6]۔ آنکھ

[1] بہتر۔ نیک [2] پلا [3] شور [4] اجتماع [5] لازوال [6] پاک دامن۔

(۳۳)

جاگو رے سنساری پیارے۔ اب تو جاگو میرے پیارے (ٹیک)
گھور[1] اودیا کے بس ہو کر۔ سوامی سے تم بھیو ہو کنکر[2]
بشین کے کیچڑ میں پھنس کر۔ سمرتی نہیں ہو تم سنبھارے

[1] گہری لاعلمی کے ماتحت ہو کر [2] غلام۔ داس۔

(۲) گیان بڑائی کھوئی ہے تُم نے | جھوٹی وِدّیا پڑھی ہے تُم نے
مایا کو نہیں چِینا[۱] تُم نے۔ اب تو سوچو ٹُک مرے پیارے

(۳) جن کو نِت اُٹھ تُم ہو گاوو | مُورت جنکی ہوت بناوو
سِکھشا اُنکی چِت ہیں لاوو | دیکھو اُنکی طرف نہارے[۲]
(۴) شِو سنک آدی جسکو دھیاویں | نیتی نیتی[۳] سے وید لکھاویں
من بُدھ جاکا پار نہ پاویں | وہ تُم ہی ہو ہِتر پیارے
(۵) بِشیَن سے اب رِت کو کھینچو | پریم کے جل سے ہِردیہ[۴] کو سینچو
جیوتی سے مت نَین رِیچو | تُم جیوتن[۵] کے جیوت ہو پیارے
(۶) مہا واکیہ کو من میں گاوو | اہم برہم یہ نِت اُٹھ گاوو
اونکار سے الکھ جگاوو | آنند سے تم نہیں ہو نیارے[۶]

۱ پہچانا ۲ نظر کرکے غور کرکے ۳ یہ نہیں ہے۔ یہ نہیں ہے ایسے الفاظ سے وید جسکی پہچان دلاتے ہیں ۴ ہِردیہ ۵ نُور کے نُور۔ پرکاشوں کے پرکاش ۶ الگ۔ علیٰحدہ۔

(۲۴) راگ پیلو۔ تال دھمار

ششی شُور پاوک[۱] کو کرے پرکاش سو نج دھام ہے (ٹیک)
اِس جام سے تج نِیہ[۲] تو اُس دھام کر وِشرام ہے

۱ سورج۔ چاند۔ اور آگ ۲ موہ۔ پیار۔

اِک وِنک تیری پائے کے سب چمکدا سنسار ہے
جھٹ چین[1] برہم آنند کو جگ[2] نیرتے ہووے پار ہے

منصور نے سولی سہی پر بولتا وہی بَین[3] ہے
بندہ نہ پایو خلق میں جب دیکھیو نج نَین[4] ہے

عاشق لکھاویں[5] سَین[6] جو لکھ سَین کو کر چین ہے
تُو آپ مالک خود خدا کیوں بھٹکدا دن رَین ہے

بھاکھے[7] گیانی سُن پرانی نیر[8] نہ دھر دھیر ہے
آپا[9] بھلائیو جگ بنایو سب اپنی تقصیر ہے

---

[1] پہچان لے [2] دنیا کا سمندر [3] بچن۔ الفاظ یا کلام [4] اپنی آنکھوں سے [5] سمجھادیں۔ [6] اشارہ [7] کہے [8] جل۔ پانی۔ [9] اپنے آپ کو

## (۳۵) جھنجوٹی۔ تال دادرا

(۱) غفلت سے جاگ دیکھ کیا لُطف کی بات ہے
نزدیک یار ہے مگر نظر نہ آت ہے (ٹیک)

(۲) دُوئی کی گرد سے چشم کی روشنی گئی
محبوب کے دیدار کی طاقت نہیں رہی
اِسی بات سے تُو دُنیا کے پھندے میں پھات ہے۔

غفلت سے جاگ دیکھ کیا لُطف کی بات ہے

(۳) ب یار طلب ہے اگر تجھے دیدار کی
مُرشد کے سخن سے چلو گلی وچار کی
جس سے پلک ہیں سب پھندار ٹُوٹ جات ہے
غفلت سے جاگ دیکھ کیا لُطف کی بات ہے

(۴) جس کے جلُوس سے تیرا روشن وجود ہے
خلق کی سبھی خُوبیوں کا بھی جو خُوب ہے
سوئی ہے تیرا یار۔ یہ سب ویَد گات ہے
غافل تُو جاگ دیکھ کیا لُطف کی بات ہے

(۵) کہتے ہیں برہما نند نہیں تیرے سے جُدا
وہی ہے تُو قرآن میں لکھا ہے جو خُدا
جگر ہیں[1] پَیک سمجھنا مشکل کی بات ہے
غفلت سے جاگ دیکھ کیا لُطف کی بات ہے

---

[1] لیکن کا مخفف ہے۔

(۳۶)

غافل تُو جاگ دیکھ کیا تیرا سرُوپ ہے

کس واسطے پڑا جنم مرن کے کُوپ ہے (ٹیک)

(۱) یہ دِیہ گرہ ناش وان ہے نہیں ترا - برہما اِبھان ذاتی ہیں پھرے کہاں گھیرا
تُو تو سدا بناش سے پرے انُوپ ہے (ٹیک)

(۲) بھید درشٹی کین جبھی دِین ہو گیا — سو بھاؤ اپنے سے ہی آپ دِین ہو گیا
بچار دیکھ ایک تو بھُوپوں کا بھُوپ ہے (ٹیک)

(۳) ترے پرکاش سے سَریر چت چیتتا — تُو دِیہ تین درشیہ کو سدا ہے دیکھتا
درشٹا نہیں ہوتا کبھی درشیہ رُوپ ہے (ٹیک)

(۴) کہتے ہیں برہما نند برہما نند پایئے — اِس بات کو وِچار سدا دِل میں لایئے
تُو دیکھ جُدا کر کے جیسے چھایا دُھوپ ہے (ٹیک)

۱ جسم ۲ گھر ۳ فانی ۴ بیفائدہ ۵ شاہنشاہوں کا شہنشاہ ۶ منن کرتا ہے ۷ تین اجسام کا نظارہ

(۳۷) جھنجوٹی - تال دادرا

(۱) اجی! مان مان مان کہیا مان لے میرا
جانے بنا سُروپ غم نہ جاوے ہے کبھی
ہوشیار ہو آزاد - بار ڈار ہیں میرا

جان جان جان رُوپ جان لے تیرا
کہتے ہیں وید بار بار بات یہ سبھی
اجی! مان مان مان کہیا مان لے میرا

(۲) جاتا ہے دیکھنے جسے کاشی دوار کا
لیکن بنا وِچار کسی نے نہیں ہیرا

مقام ہے بدن میں تیرے اُسی یار کا
اجی مان مان مان کہیا مان لے میرا

۱ پایا - پراپت کیا -

(۳) نینن کے نین جو ہے سو ہین کے بین ہے
پہچان لے بجوب سو سُروپ ہے تیرا
(۴) اے پیاری جان! اجان تو بھو بوں کی بھوپ ہے
سنبھال اپنے کو۔ وہ تجھے کرے نہ گھیرا
(۵) کہتے ہیں برہم گیانی۔ برہمانند تو سہی
وچار دیکھ بیٹھے جنم مرن کا پھیرا

جس کے بنا شریر میں نہ پلک چین ہے
اجی! مان مان مان کہیا مان لے میرا
ناچت ہے پرکرتی سدا مجرا انوپ ہے
اجی! مان مان مان کہیا مان لے میرا
بات یہ پوران وید گرنتھ ہیں کہی
اجی! مان مان مان کہیا مان لے میرا

۱ آنکھ کی آنکھ ۲ اندرونی آنکھ۔ دیدۂ معرفت ۳ بادشاہوں کا بادشاہ۔

(۳۸) راگ بھیروی تال ٹھمری

دلبر پاس وسدا ڈھونڈن کیتھے جاؤں نا (ٹیک)

(۱) گلی تے بازار ڈھونڈو۔ شہر تے دیار ڈھونڈو
گھر گھر ہزار ڈھونڈو۔ پتہ نہیں پاؤں نا دلبر۔۔۔
(۲) مکّے تے مدینے جایئے تتھے چار میت گھمایئے
اُچی کوک بانگ سنایئے۔ مل نہیں جاؤں نا دلبر۔۔۔
(۳) گنگا بھاویں جمنا نہا دو کاشی تے پراگ جا دو
بدری کیدار جا دو۔ مڑ گھر آؤنا۔ دلبر۔۔۔
(۴) دیش تے دسور ڈھونڈو۔ دلّی تے پشور ڈھونڈو۔

بھاویں ٹھُور ٹھُور ڈھونڈو۔ کسے نہ بتاؤنا۔ دلبر...

(۵) ہنو جوگی تے بیراگی۔سنّیاسی - جگت تیاگی

پیارے سے نہ پریت لاگی بھیس کی وٹاؤنا۔ دلبر...

(۶) بھاویں گلے مالا ڈال۔چندن لگاوو بھال

پیار نہیں سائیں نال۔جگت نوں دکھاؤنا۔ دلبر...

مومنا ندی شکل بناویں۔کافراں دے کم کماویں

متھے تے محراب لگاویں۔مولوی کہاؤنا۔ دلبر...

۱ کیا بدلنا ۲ کام۔افعال۔

(۳۹) راگ بھیروی۔ تال تین

برائے نام بھی اپنا نہ کچھ باقی نشاں رکھنا
تعلق توڑ دینا چھوڑ دینا اسکی پابندی
ملیگی کیا مدد تجھکو مددگارانِ دُنیا سے
بہت مضبوط گھر ہے عاقبت کا دارِ دُنیا سے
اُٹھا دینا تصورِ غیر کی صورت کا آنکھوں سے
کسی گھر میں نہ گھر کر بیٹھنا اس دارِ فانی میں

نہ تن رکھنا نہ دِل رکھنا نہ جی رکھنا نہ جاں رکھنا
خبردار اپنی گردن پر نہ یہ بارِ گراں رکھنا
اُمیدِ یاوری اُن سے نہ یاں رکھنا نہ واں رکھنا
اُٹھا لینا یہاں سے اپنی دولت اور وہاں رکھنا
فقط سینے کے آئینے میں نقشِ دِلستاں رکھنا
ٹھکانہ بے ٹھکانہ اور مکاں برلامکاں رکھنا

(۴۰)

کلجگ نہیں کرجگ ہے یہ یہاں دن کو دے اور رات لے
کیا خوب سَودا نقد ہے اِس ہاتھ دے اُس ہاتھ لے } ٹیک

(۱) دُنیا عجب بازار ہے کچھ جنس یہاں کی ساتھ لے
نیکی کا بدلا نیک ہے بَد سے بدی کی بات لے
میوہ کِھلا میوہ ملے۔ پھل پھول دے پھل پات لے
آرام دے آرام لے۔ دُکھ درد دے آفات لے
ٹیک

(۲) کانٹا کسی کے مت لگا گو مثل گل پھولا ہے تُو
وہ تیرے حق میں تیر ہے کِس بات پر جُھولا ہے تُو
مَت آگ میں ڈال اور کو۔ کیا گھاس کا پُولا ہے تُو؟
سُن رکھ یہ نقطہ بے خبر! کس بات پر بُھولا ہے تُو
(ٹیک)

(۳) شوخی شرارت مکر و فن سب کا بیکھا ہے یہاں
جو جو دکھایا اور کو وہ خود بھی دیکھا ہے یہاں
کھوٹی کھری جو کچھ کہی تِس کا پرکھا ہے یہاں
جو جو پڑا تلتا ہے مول رَتی تِل کا لیکھا ہے یہاں
ٹیک

(۴) جو اَور کی بستی رکھے اُس کا بھی بستا ہے پُرا[۱]
جو اور کے مارے چُھری اُس کے بھی لگتا ہے چُھرا
جو اَور کی توڑے گھڑی اُس کا بھی ٹُوٹے ہے گھڑا
جو اَور کی چیتے بدی اُس کا بھی ہوتا ہے بُرا
(ٹیک)

(۵) جو اَور کو پھل دیوے گا وُہ بھی سدا پھل پاوے گا
گیہوں سے گیہوں جَو سے جَو چاول سے چاول پاوے گا
جو آج دیوے گا یہاں ویسا ہی وہ کل پاوے گا
کل دیویگا کل پاویگا۔ پھر دیوے گا پھر پاوے گا
(ٹیک)

(۶) جو چاہے لے چل اِس گھڑی سب جنس یہاں تیّار ہے
آرام میں آرام ہے آزار میں آزار ہے
دُنیا نہ جان اِس کو میاں دریا کی یہ منجدھار ہے
اَوروں کا بیڑا پار کر تیرا بھی بیڑا پار ہے
(ٹیک)

(۷) تُو اَور کی تعریف کر۔ تجھکو ثنا خوانی ملے

---

۱؎ قصبہ۔نگر۔گاؤں۔

کر مشکل آساں اَور کی تُجھکو بھی آسانی ملے
تُو اَور کو مہمان کر۔ تُجھکو بھی مہمانی ملے
روٹی کِھلا روٹی ملے پانی پِلا پانی ملے
(ٹیک)

(۸) جو گُل کِھلاوے اَور کا اُس کا ہی گل کِھلتا بھی ہے
جو اَور کا رِکیلے ہے مُنہ اُس کا ہی مُنہ کِلتا بھی ہے
جو اَور کا چھیلے جگر اُس کا جگر چِھلتا بھی ہے
جو اَور کو دیوے کپٹ اُس کو کپٹ مِلتا بھی ہے
(ٹیک)

(۹) کر چُک جو کچھ کرنا ہے اب یہ دم تو کوئی آن ہے
نُقصان میں نُقصان ہے احسان میں احسان ہے
تُہمت میں یہاں تُہمت ملے طُوفان میں طُوفان ہے
رحمان کو رحمان ہے شیطان کو شیطان ہے
(ٹیک)

(۱۰) یہاں زہر دے تو زہر لے شکّر میں شکّر دیکھ لے
نیکوں کو نیکی کا مزہ مُوذی کو ٹکّر دیکھ لے
موتی دیئے موتی ملے پتھر میں پتھّر دیکھ لے

گر تجھ کو یہ باور نہیں تو تو بھی کر کے دیکھ لے

(ٹیک)

(۱۱) اپنے نفع کے واسطے مت اور کا نقصان کر
تیرا بھی نقصاں ہو ویگا اس بات پر تو دھیان کر
کھانا جو کھا سو دیکھ کر پانی پئے سو چھان کر
یہاں پاؤں کو رکھ پھونک کر اور خوف سے گزران کر

(ٹیک)

(۱۲) غفلت کی یہ جگہ نہیں صاحب ادراک[1] رہے
دلشاد رکھ دل شاد رہے غمناک رکھ غمناک رہے
ہر حال میں بھی تو نظیر اب ہر قدم کی خاک رہے
یہ وہ مکاں ہے او میاں! یاں پاک رہے بیباک رہے

(ٹیک)

[1] ہوشمند ۔ سمجھ دار ۔

## (۴۱) غزل موہنی

کچھ دیر نہیں اندھیر نہیں انصاف اور عدل پرستی ہے
اِس ہاتھ کرو اُس ہاتھ ملے ۔ یہاں سودا دست بدستی ہے } ٹیک

(۱) دُنیا ہے جس کا نام میاں یہ عجب طرح کی ہستی ہے

جو مہنگوں کو تو مہنگی ہے اور سستوں کو یہ سستی ہے

یہاں ہر دم جھگڑے اُٹھتے ہیں ہر آن عدالت لگتی ہے

گر مست کرے تو مستی ہے اور پست کرے تو پستی ہے

(ٹیک)

(۲) جو اور کسی کا مان رکھے تو اُسکو بھی اور مان ملے

جو پان کھلاوے پان ملے جو روٹی دے تو نان ملے

نقصان کرے نقصان ملے۔ اِحسان کرے احسان ملے

جو جیسا جسکے ساتھ کرے پھر ویسا اُسکو آن ملے

(ٹیک)

(۳) جو اور کسی کی جاں بخشے تو حق اُسکی بھی جان رکھے

جو اور کسی کی آن رکھے تو اُسکی بھی حق آن رکھے

جو یہاں کا رہنے والا ہے یہ دِل میں اپنے ٹھان رکھے

بہت تُرت پھرت کا نقشہ ہے اِس نقشہ کو پہچان رکھے

(ٹیک)

(۴) جو پار اُتارے اوروں کو۔ اُسکی بھی ناؤ اُترنی ہے

جو غرق کرے پھر اُسکو بھی یہاں ڈُبکوں ڈُبکوں کرنی ہے

شمشیر تبر بندوق سناں اور نشتر تیر نہرنی ہے

یاں جیسی جیسی کرنی ہے پھر ویسی ویسی بھرنی ہے

(ٹیک)

(۵) جو اور کا اُونچا بول کرے۔ تو اُس کا بول بھی بالا ہے
اور دے پٹکے تو اُسکو بھی کوئی اور پٹکنے والا ہے
بے جُرم و خطا جس ظالم نے مظلوم ذبح کر ڈالا ہے
اُس ظالم کے بھی لہُو کا پھر بہتا ندی نالا ہے

(ٹیک)

(۶) جو مصری اور کے مُنہ میں دے۔ پھر وُہ بھی شکّر کھاتا ہے
جو اور کے تئیں اب ٹکّر دے پھر وہ بھی ٹکّر کھاتا ہے
جو اور کو ڈالے چکّر میں۔ پھر وُہ بھی چکّر کھاتا ہے
جو اور کو ٹھوکر مار چلے پھر وُہ بھی ٹھوکر کھاتا ہے

(ٹیک)

(۷) جو اور کسی کو ناحق میں کوئی جھُوٹی بات لگاتا ہے
اور کوئی غریب بچارے کو ناحق میں جو لُٹ جاتا ہے
وُہ آپ بھی لُوٹا جاتا ہے۔ اور لاٹھی مُکّی کھاتا ہے
وہ جیسا جیسا کرتا ہے۔ پھر ویسا ویسا پاتا ہے

(ٹیک)

(۸) ہے کھٹکا اُس کے ہاتھ لگا۔ جو اور کسیکو دے کھٹکا
وہ غیب سے جھٹکا کھاتا ہے جو اور کسی کو دے جھٹکا
چیرے کے بدلے چیرا ہے۔ ٹپکے کے بدلے ہے ٹپکا
کیا کہیئے اور نظیر آگے یہ ہے تماشہ جھٹ پٹ کا
(ٹیک)
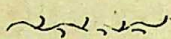
(۴۴) لادنی

نام رام کا دِل سے پیارے کبھی بھلانا نہ چاہیئے
پاکر نر کا بدن رتن کو خاک رلانا نہ چاہیئے } (ٹیک)

(۱) سُندر ناری دیکھ پیاری۔ من کو لُبھانا نہ چاہیئے
جلتی اگن میں جان پتنگ سمان سمانا نہ چاہیئے
بن جانے پرنام کام کو ہاتھ لگانا نہ چاہیئے
کوئی دن کا خیال کپٹ کا جال بچھانا نہ چاہیئے (ٹیک)

(۲) یہ مایا بجلی کا چمکا۔ من کو جمانا نہ چاہیئے
رہ بچھڑے گا سنیوگ بھوگ کا روگ لگانا نہ چاہیئے
لگے ہمیشہ رنگ سنگ دُرجن کے جانا نہ چاہیئے
ندی ناؤ کی ریت کسی سے پریت لگانا نہ چاہیئے

(۳) باندھو[1] جن کے ہیت[2] پاپ کا کھیت جمانا نہ چاہیئے

اپنے پاؤں پہ اپنے کر[3] سے چوٹ لگانا نہ چاہیئے

اپنا کرنا بھرنا دوش کسی پہ لانا نہ چاہیئے

اپنی آنکھ سہے مند۔ چند کو دو بتلانا نہ چاہیئے (ٹیک)

(۴) کرنا جو شُبھ کاج آج کر۔ دیر لگانا نہ چاہیئے

کل جانے کیا حال۔ کال کو دُور بتلانا نہ چاہیئے

دُرلبھ تن کو پاسے کر وِشیوں میں گنوانا نہ چاہیئے

بھو ساگر میں ناؤ پاسے چکر میں ڈُبانا نہ چاہیئے

(۵) دار[4] آدک سب گھیر پھیر رِن میں اٹکانا نہ چاہیئے

کرہی بمن[5] کے اُوپر پھر کر رول لٹکانا نہ چاہیئے

جان آپنو رُوپ کوپ[6] رگرہ میں لٹکانا نہ چاہیئے

پورے گورُو کو کھوج مذہب کا بوجھ اُٹھانا نہ چاہیئے (ٹیک)

(۶) بچا چاہے پاپن سے۔ من سے موت بھُلانا نہ چاہیئے

جو ہے سُکھ کی لاگ[7] تو کر سب تیاگ پھنسانا نہ چاہیئے

جو چاہے تُو گیان۔ وِشے کے بان چلانا نہ چاہیئے

جو ہے موکھش کی آش[8] سنگ[9] کی پاش[10] بڑھانا نہ چاہیئے

---

[1] رشتہ دار [2] کارن کے لئے [3] ہاتھ [4] بیوی بچے وغیرہ [5] تے یا اُلٹی کی ہوئی [6] کنواں روپی خانہ (۷) لگن۔ اشتیاق (۸) اُمید (۹) صحبت (۱۰) بندھن۔ قید ؛

(۷) پرمیشور ہے تن میں۔ بن میں کھوجن جانا نہ چاہیئے
کستوری ہے پاس۔ مرگ کو گھاس سونگھانا نہ چاہیئے
کر ست سنگ بچار۔ بہار۔ کبھی بسرانا نہ چاہیئے
رام سُکھ کو بھوگ۔ بھوگ میں پھر بھٹکانا نہ چاہیئے

## (۴۳) لاونی
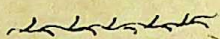
چیتو چیتو جلد مسافر! گاڑی جانے والی ہے
لائین کلیر لینے کو تیار گارڈ بن مالی ہے } ٹیک

(۱) پانچ دھاتو کی ریل ہے جس کو من انجن لے جاتا ہے
اندری گن کے پہیوں سے وہ خوب ہی تیز چلاتا ہے
میل ہزاروں چلنے پر بھی تھکنے وہ نہیں پاتا ہے
کٹھن بجر لوہے جیسا ہو کر چنچلتا دکھلاتا ہے
بڑے گارڈ بن مالی سے ہوتی اُس کی رکھوالی ہے (ٹیک)

(۲) جاگرت سوپن سُشُپتی تُریا چار سُکھ اسٹیشن ہیں
آٹھ پہر پھرا نہیں میں بچرے۔ ریل سہت یہ انجن ہے
کرم۔ اُپاسن۔ گیان ٹکٹ گھر۔ لیتا ٹکٹ ہر ایک جن ہے

(۱) ہوش سنبھالو۔ ہوشیار ہو :

پھرسٹ سیکنڈ اور تھرڈ کلاس لے جتنا چلے شبھ دھن ہے

بیٹھ نہ پاوے ہرگز وہ نر جو اِس زر سے خالی ہے (ٹیک)

(۳) رہگیروں کے للچانے کو نانا[۱] روپ سے سجنی ہے

رتین گھنٹیکا بال[۲] ترن[۳] اور جرا[۴] کی اِس میں بجتی ہے

تیسری گھنٹی ہونے پر جھٹ جگہ کو اپنی تجتی ہے

آتے جاتے سیٹی دیکر روتی اور چلاتی ہے

دھرم سناتن لائن چھوڑ کے رہنت[۵] بگڑنے والی ہے (ٹیک)

(۴) پاپ پُن کے بھار کا بنڈل اکثر ساتھ ہی رکھتے ہیں

کام کرودھ لوبھ آدک[۶] ڈاکو کھڑے راہ میں تکتے ہیں

سٹیشن سٹیشن پر انیک روگ آدک رِپو[۷] بھٹکتے ہیں

پولیس ہَیں ست گورو اُپدیشک رکھشا سب کی کرتے ہیں

رنر بھے وہ[۸] ہی جاتا ہے جو ہووے پورا گیانی ہے (ٹیک)

---

[۱] طرح طرح کے روپ [۲] بچپن [۳] جوانی [۴] بڑھاپا [۵] فوراً۔ بہت جلد [۶] وغیرہ [۷] دشمن [۸] شاعر کا نام اور نڈر سے مراد بھی رکھتا ہے۔

(۴۴) طرز لیلیٰ مجنوں

پربھو پریتم جس نے بِسارا ہائے جنم امولک بگاڑا (ٹیک)

(۱) دھن دولت مال خزانہ | یہ تو انت کو ہووے بیگانہ
ستیہ دھرم کو ناہیں بچارا | بھولا پھرتا ہے مگدھ[۱] گنوارا (ٹیک)
(۲) جھوٹے موہ میں تن من دینا | ناہیں بھجن پربھو کا کینا
پتر پوتر اور پریوارا[۲] | کوئی سنگ نہ چلن ہارا (ٹیک)
(۳) بھراتری بھاؤ نہ پریت پرسپر | کپٹ چھل ہے بھرا من اندر
کچھ بھی کیا نہ پر اوپکارا | کھوٹے کرموں کا لیا اہارا[۳] (ٹیک)
(۴) تیرا جوبن اور جوانی | ڈھلتی جاوے جوں برف کا پانی
بیٹھی نیند میں پاؤں پسارا | چڑیاں چگ گئیں کھیت تمہارا (ٹیک)
(۵) دھوکے بازی کے دام پھیلائے | وشے بھوگ کے چین اڑائے
پُن دان سے رہا نیارا[۴] | ایسے پرشوں کو ہو دھکارا (ٹیک)
(۶) جو جو شاستر وید بکھانے | مورکھ الٹا ہی انکو جانے
سبھے کھویا ہے کھیل میں سارا | ست سنگ سے کیا کنارا (ٹیک)
(۷) ایسے جینے پر تو ابھمانی | ٹیلہ ریت کا جوں بیچ پانی
کیوں نہ گئی اور کرم سدھارا | مانش جنم نہ ہو بارمبارا (ٹیک)
(۸) تیرے کرم ہیں ناؤ[۵] سمانا | جس میں بیٹھا ہے تو انجانا
گہری ندیا ہے دور کنارا | کوئی دم میں تو ڈوبن ہارا (ٹیک)

۱ مورکھ بیوقوف ۲ کٹنب ۔قبیلہ ۳ ٹھیکہ ۴ تبلاوے ۵ کشتی کی مانند ۔

(۹) اپنے دل میں تو جاگ رے بھائی
کچھ تو کرلے رے نیک کمائی
سنگ جائے نہیں سُت دارا
ستیہ دھرم ہی دیگا سہارا ٹیک

(۴۵) راگنی بھیاس تال تین

تو کچھ کرم اپکارا جگت ہیں۔ تو کچھ کر اُپکار
مانُش جنم امولک تجھ کو ملے نہ بار مبار } ٹیک

شیل[1] سنتوش[2] پرسوارتھ[3] رتی[4] دیا کھشما[5] اُر دھار[6]
بھوکے کو بھوجن پیاسے کو پانی دیجے بھا ادھکار۔ تو کچھ...
کٹھن سمے میں ہوویں گے ساتھی تیرے سر شبھ[7] آچار
اس لئے اُنکا کر تو سنگرہ[8] سُکھ ہو سرب پرکار۔ تو کچھ...
ہو اگیانی کہے بندہ گندہ رِس کو ہے دھکار
ہے گیان ہی اوشد سب اوگن[9] کی کرتے وید پکار۔ تو کچھ

[1] نیک اخلاق [2] صبر [3] دوسرے کی مطلب براری۔
[4] آنند سکھ [5] معافی [6] ہردیہ میں دھارن کر۔
[7] نیک اعمال [8] ذخیرہ [9] نقص

## (۴۶) راگ دھنا سری تال تین

کاہے شوک کرے نر من ہیں- وہ تیرا رکھوارا ہے رے (ٹیک)

(۱) گربھ واس سے جب تُو نکلا
دوُدھ ستنوں ہیں ڈارا ہے رے

بالک پن ہیں پالن کینو
ماتا موہ دوارا ہے رے (ٹیک)

(۲) ان رچا منشوں کے کارن
پشوؤں کے ہت چارا ہے رے

پکشی بن ہیں پان پھول پھل
سُکھ سے کرت آہارا ہے رے (ٹیک)

(۳) جل ہیں جل چر رہت نرنتر
کھاویں ماس کرارا ہے رے

ناگ بسیں کھونتل کے ماہیں
جیویں برس ہزارا ہے رے (ٹیک)

(۴) سُورگ لوک ہیں دیون کے ہت
بہت سُدھا کی دھارا ہے رے

برھمانند فکر سب تج کے
سمرو سرجن ہارا ہے رے (ٹیک)

## (۴۷) راگ بھوپال تال دادرا

وشو پتی کے دھیان ہیں جس نے لگائی ہو لگن
کیوں نہ ہو اُسکو شانتی- کیوں نہ ہو اُس کا من مگن (ٹیک)

(۱) کام کرودھ- لوبھ- موہ- یہ ہیں سب مہا بلی
اِن کے ہنن کے واسطے جتنا ہو تجھ سے کرتن (ٹیک)

(۲) ایسا بنا سوبھاؤ کو چت کی شانتی سے تُو

لہ مارنے کے لئے-

پیدا نہ ایرکھا کی آنچ دِل میں کہیں کرے جلن (ٹیک)

(۳) متر نا سب سے من میں رکھ ۔ تیاگ دے وَیر بھاؤ کو
چھوڑ دے ٹیڑھی چال کو ٹھیک کر اپنا تو چلن (ٹیک)

(۴) جس سے اُدھار نہ ہے کوئی رجس نے رچا ہے یہ جگت
اُس کا ہی رکھ تو آشرا ۔ اُسکی ہی تو پکڑ شرن (ٹیک)

(۵) چھوڑ کے راگ دویش کو ۔ من میں تو اپنے دھیان کر
تو نشچہ تجھکو ہو ویگا ۔ یہ سب ہیں میرے آتمن (ٹیک)

(۶) جیسا کسی کا ہو عمل ۔ وَیسا ہی پاتا ہے وہ پھل
دُشٹوں کو کشٹ ملتا ہے سجنوں کا ہوتا دکھ ہرن (ٹیک)

(۷) آپ ہی سب تو رُوپ ہے ۔ اپنا ہی کر تو آشرا
کوئی دُوسرا ناہیں ہوگا سہائے جو چھیدے تیرے دکھ کٹھن (ٹیک)

۱ حسد ۔ دویش ۲ بھلے لوگوں کا ۔ ۳ مددگار

(۴۸) راگ جنگلا

نام جپن کیوں چھوڑ دیا پیارے!

(۱) جھوٹ نہ چھوڑا ۔ کرودھ نہ چھوڑا ۔ ست بچن کیوں چھوڑ دیا پیارے! (ٹیک)

(۲) جھوٹے جگ میں دل للچا کر ۔ اصل وطن کیوں چھوڑ دیا پیارے! (ٹیک)

(۳) کوڑی کو تُو خُوب سنبھالا۔ لال رتن کیُوں چھوڑ دیا پیارے (ٹیک)

(۴) جیہں سُمرن تے اُتی سُکھ پاوے۔ سو سُمرن کیُوں چھوڑ دیا پیارے (ٹیک)

(۵) خالص اِک بھگوان بھروسے۔ تن من دھن کیُوں نہ چھوڑ دیا پیارے (ٹیک)

(۴۹) راگنی پیلو۔ تال تین

نیک کمائی کرلے پیارے
جو تیرا پرلوک سُدھارے (ٹیک)

اِس دُنیا کا ایسا لیکھا
جیسا رات کو سُوپنا دیکھا (ٹیک)

جیُون سوپنے میں دولت پائی
آنکھ کھُلی تو ہاتھ نہ آئی (ٹیک)

کُٹمب قبیلہ کام نہ آوے
ساتھ ترے اِک دھرم ہی جاوے (ٹیک)

سب دھن دولت پڑا رہے گا
جب تُو یہاں سے کُوچ کریگا (ٹیک)

توشہ کچھُ نہیں سفر ہے بھارا
کیونکر ہوگا تیرا گذارا (ٹیک)

اب تک غافل رہا تُو سویا
وقت امول اکارتھ کھویا (ٹیک)

ٹیڑھی چال چلا تُو بھائی
پگ پگ اُوپر ٹھوکر کھائی (ٹیک)

خُوب سوچ لے اپنے مَن میں
سمے گنوایا ہے مُورکھ پن میں (ٹیک)

بُدھی اب بھی نہیں تُو جتن کریگا
پچھتانا تجھ کو پڑے گا (ٹیک)

کر ست سنگ اور ودیا اوچین
تب پاوے تُو سُکھ اور چین (ٹیک)

ایک پربھو بن آور نہ کوئی
جس کے سمرے مکتی ہوئی (ٹیک)

اُسی کا کیول[۱] پکڑ سہارا
کیوں پھرتا ہے مارا مارا (ٹیک)

[۱] حسابہ حال ۵۲ اگر ۳۵ صرف لیکن شاعر کا بھی تخلص ہے۔

## (۵۰) راگ سورٹھ۔تال دادرا یا بجے جے ونتی (محلہ ۹)

رام سمر رام سمر۔یہی تیرو کاج ہے (ٹیک)

(۱) مایا کو سنگ تیاگ — پربھو جی کی شرن لاگ

جگت سکھ مان متھیا[1] — جھوٹو ہی سب ساج ہے (ٹیک)

(۲) سوپنے جیسا دھن پہچان — کاہے پر کرت مان

بالو کی سی بھِت[2] جیسے — بسودھا[3] کو راج ہے (ٹیک)

(۳) نانک[4] جن کہت بات — بنس[5] جایو تیرو گات[6]

چھن چھن کر گیو کال — تیسے جات آج ہے ٹیک

[1] جھوٹا [2] ریت کی دیوار [3] دھن۔دولت [4] گورو نانک دیو سے مراد ہے [5] ناش ہو جاوے [6] اعضا۔انگ۔

## (۵۱) راگ جے جے ونتی (محلہ ۹)

رام بھج۔رام بھج۔جنم سرات ہے (ٹیک)

(۱) کہوں کہا بار بار — سمجھت نہ کیوں گنوار

بنست نہ لاگے بار — اوُرے[1] سم گات ہے (ٹیک)

(۲) سگل[2] بھرم ڈار دے — گو بند کو نام لے

انت بار سنگ تیرے — یہ ایک جات ہے (ٹیک)

(۳) وِشیا[3] وِش جوں بسار — پربھو کویش[4] ہیہ[5] دھار

[1] گل رہا۔ناش ہو رہا [2] اولہ کی طرح [3] تمام [4] بھوگ کے پدارتھ [5] بھول [6] ہردیہ

نانک جن کہہ پُکار + اوسر[۱] بہات[۲] ہے۔

(۱) عُمر۔ وقت (۲) گذر رہا ہے۔

(۵۴) راگ تلنگ (محلّہ ۹)

(۱) چیتنا[۱] ہے تو چیت لے نِشدن[۲] میں پرانی
چھن چھن اودھی[۳] بہات[۴] ہے پھوٹے گھٹ[۵] جیون پانی } ٹیک

(۲) ہری گُن کاہے نہ گاؤ ہیں۔ مُورکھ اگیانا
جھُوٹے لالچ لاگ کے نہیں مرن پہچانا

(۳) اجہوں[۶] کچھُ بگڑیو نہیں جو پربھو گُن گاوے
کہو نانک تِہہ[۷] بھجن سے نربھے پد پاوے

(۱) سمجھنا یا ہوشیار ہونا ہے (۲) ہر روز (۳) عُمر (۴) گذر رہی۔ بہ رہی (۵) پھُوٹے گھڑے میں پانی کی طرح
(۶) ابھی تک (۷) اِس پربھو کے

(۵۵) گوڑی محلّہ ۹

سادھو! من کا مان تیاگو (ٹیک)

(۱) کام کرودھ سنگت دُرجن کی تا[۱] تے اہ نِش بھاگو۔

(۲) سُکھ دُکھ دونوں سم کر جانے اور مان[۳] اپمانا
ہرش شوک سے رہے اِتیتا۔ تِن جگ تتو پچھانا ٹیک

(۱) اِس سے (۲) دن رات (۳) بدنامی۔

(۳) اُستت نندا دوؤ تیاگے - کھوجے پد نربانا
جن نانک یہ کھیل کٹھن ہے کنہوں گورمکھ جانا ٹیک

(۱) تعریف و نندا (۲) مکتی (۳) کسی کسی -

(۵۴) راگ گوڑی یا دھناسری - تال دھمالی - (محلّہ ۹)

سادھو! گوبند کے گن گاوو (ٹیک)

(۱) مانش جنم اموک پائیو - برتھا کاہے گنوایو

(۲) پتت پنیت دین بندھو ہری شرن تاہیں تم آوو
گج کو تراس مٹیو جیہیں سمرت - تم کاہے بسراوو (ٹیک)

(۳) تج ابھمان موہ مایا پھنی - بھجن رام چت لاوو
نانک کہت مکتی پنتھ یہ - گورمکھ ہووے تم پاوو

(۱) بیفائدہ (۲) ہاتھی (۳) خوف (۴) جیکے سمرن سے (۵) کیوں بھولتے ہو (۶) پھر (۷) راستہ +

(۵۵) راگ رام کلی (محلّہ ۹)

پرانی! نارائن شاردھ لے (ٹیک)

(۱) چھن چھن اودھ گھٹے نش واسر برتھا جات ہے دیہ

(۲) ترونا پو بشین سنگ کھویو - بال پنا اگیانا
برِدھ بھیو اجھوں نہیں سمجھے - کون مکتی ارجھانا (ٹیک)

(۱) عمر (۲) رات دن (۳) جوانی (۴) ابھی تک -

(۳) مانُش جنم دیو جس ٹھاکر سوتیٗ کیوں بسرایو
مُکتی ہوت نر جاکے سمرے نمِش نہ تاکو گایو۔ (ٹیک)

(۴) مایا کو سنگ کہا کرت ہے۔ سنگ نہ کاہُو جائی
نانک کہت چیت چنتا منی۔ ہوت ہے انت سہائی (ٹیک)

(۵) تُونے (۲) ایک پلک بھر (۳) اہنکار مستی (۴) کیا۔

(۵۶) راگ بلاول (محلہ ۹)

جا ہیں بھجن رام کو ناہیں (ٹیک)

(۱) تے نر جنم اکارتھ کھویا۔ یہ راکھو من ماہیں۔
(۲) تیرتھ کرے برت پُن راکھے۔ نہ منوا بس جا کو
نشپھل دھرم تاہیں تم مانو۔ ساچ کہت ہیں یا کو (ٹیک)
(۳) جیسے پاہن جل ہیں راکھیو۔ بھیدے ناہیں تہیں پانی
تیسے ہی تم ناہیں پچھانو۔ بھگتی ہین جو پرانی (ٹیک)
(۴) کلو ہیں مکتی نام تے پاوت۔ گورو یہ بھید بتاوے
کہو نانک سوئی نر گروا جو پربھ کے گُن گاوے (ٹیک)

(۱) جس میں (۲) وہ (۳) پھر (۴) قابو جیکے نہیں (۵) اُسکو (۶) پتھر (۷) چھیدے (۸) کل یگ میں
(۹) رمز (۱۰) اعلیٰ۔ بڑا۔ اچھا۔

## (۵۷) راگ رام کلی (محلہ ۹)

رے من اوٹ[1] لیو ہری ناما (ٹیک)

(۱) جاکے سمرن دُرمتی ناسے۔ پاویں پد نربانا

(۲) بڑ بھاگی[2] تہیں[3] جن کو جانو۔ جو ہری کے گن گاوے

جنم جنم کے پاپ کھوئے کے۔ پُنی[4] بیکنٹھ سدھاوے

(۳) اجامل کو انت کال ہیں۔ نارائن سُدھی آئی۔

جا گتی کو یوگی شر[5] باچھیت۔ سوگتی چھن ہیں پائی۔

(۴) ناہیں گن ناہیں کچھ وِدّیا۔ دھرم کون گج[6] کینا

نانک وِرد[7] رام کا دیکھو۔ انبھے دان تیں دینا (ٹیک)

(۱) سہارا (۲) بڑا خوش قسمت (۳) اُس آدمی (۴) پھر (۵) دیوتا (۶) ہاتھی (۷) حسان۔ ریش۔

## (۵۸) شلوک۔ (محلہ ۹)

(۱) گن گوبند گایو نہیں۔ جنم اکارتھ[1] کین

کہو نانک ہری بھج منا! جہی ودھی جل کو مین[2]

(۲) وشین[3] سیوں کاہے رچیو۔ نمش[4] نہ ہووے اُداس

کہو نانک بھج ہری منا! پڑے نہ یم کی پھاس

(۳) ترونا[5] پو یونہی گہیو۔ لیو جرا[6] تن جیت

(۱) بیفائدہ (۲) جل کی مچھلی (۳) بھوگ پدارتھوں کے ساتھ (۴) پلک بھر یا پل بھر بھی (۵) جوانی (۶) بڑھاپا۔

کہو نانک بھج ہری منا اَودھ[1] جات ہے بیت

(۴) بِردّھ بھیو سُوجھے نہیں۔ کال پہنچیو آن
کہو نانک نر باورے! کیوں نہ بھجے بھگوان

(۵) دھن دارا سمپتی سگل۔ جن اپنی کر مان
اِن میں کچھ سنگی نہیں۔ نانک ساچی جان

(۶) پتت اُدھارن بھے ہرن۔ ہری اناتھ کے ناتھ
کہو نانک تہی جانئے۔ سدا بست تُم ساتھ

(۷) تن دھن جہیں[۳] تو کو دیو۔ تاسیئوں[۴] نیہ نہ کین
کہو نانک نر باورے! اب کیا ڈولت دین

(۸) تن دھن سمپے[۶] سُکھ دیو۔ اور جہیں[۷] نیکے[۸] دھام
کہو نانک سُن رے منا! سمرت کاہے[۹] نہ رام

(۹) سب سُکھ داتا رام ہے۔ دُوسر ناہیں نہ کوئے
کہو نانک سُن رے منا! نہیں سمرت گتی ہو

(۱۰) جہیں سمرت گتی پایئے۔ تہیں بھج رے تیں میت[۱۰]
کہو نانک سُن رے منا۔ اَودھ گھٹت ہے نیت[۱۱]

(۱) عمر (۲) اُسے (۳) جنے (۴) اُس سے (۵) پریتی (۶) سمپتی۔ جائداد (۷) جس نے (۸) اچھا مقام۔
(۹) کس لئے۔ کیوں (۱۰) متر۔ دوست (۱۱) نیتہ۔ ہمیشہ۔

(۱۱) پانچ تتوٗ کو تن رچیو - جان ہو چتر سُجان
جہ[1] تے اُپجیو نانکا! - لین تاہیں[2] میں مان

(۱۲) گھٹ گھٹ میں ہری جو بسے - سنتن کہیو پکار
کہو نانک تہہ[3] بھج منا! بھو ندھی[4] اُترے پار

(۱۳) سُکھ دُکھ جہ پرسے[5] نہیں - لوبھ موہ - ابھمان
کہو نانک سُن رے منا! - سو مورت بھگوان

(۱۴) اُستتی نندا ناہیں جہیں - کنچن لوہ سمان
کہو نانک سُن رے منا! مُکت تاہی[6] تے جان

(۱۵) ہرش - شوک جا کے نہیں - بیری میت سمان
کہو نانک سُن رے منا - مُکت تاہی تے جان

(۱۶) بھے کا ہو کو دیت نہیں - نہیں بھے مانت آن[7]
کہو نانک سُن رے منا - گیانی تاہی بکھان[8]

(۱۷) جہی وشیا[9] سگلو[10] تجی - لیو بھیکھ ویراگ
کہو نانک سُن رے منا! تہی گھٹ برہم نواس

(۱۸) جہی[11] مایا ممتا تجی - سب سے بھیو اُداس

(۱) جس سے (۲) اُسی میں (۳) اُسے (۴) سنسار سمندر (۵) چھوتے ہیں (۶) اسی سے۔
(۷) دوسرے کا (۸) کہہ جان (۹) عیش کے سامان (۱۰) سب کے سب (۱۱) جس ٭

کہو نانک سُن رے منا! تہہ گھٹ برہم نواس

(۱۹) جھی پرانی ہوں[1] میں تجی۔ کرتا رام[2] پچھان

کہو نانک وہ مُکت نر۔ یہ من سانچی جان

(۲۰) بھئے ناسن دُرمتی ہرن۔ کلی[3] میں ہر کو نام

نِس دن جو نانک بھجے سپھل ہوئے تیہ کام

(۲۱) جِھوا[4] گُن گوبند بھجو کرن[5] سُنو ہری نام

کہو نانک سُن رے منا! پڑے نہ یم کے دھام

(۲۲) جوں پرانی ممتا تجے۔ لوبھ موہ اہنکار

کہو نانک آپن[6] ترے اَورن لیت اُدھار

(۲۳) جُوں سُوپنا ارو پیکھنا۔ ایسے جگ کو جان

اِن میں کچھ ساچو نہیں نانک بن بھگوان

(۲۴) نِس دِن مایا کارنے پرانی ڈولت نِیت

کوٹن میں نانک کوؤ نارائن جھی چِیت

(۲۵) جیسے جل سے بُدبُدا اُپجے بِنسے نِیت

جگ رچنا تیسے رچی کہو نانک سُن میت

(۱) اہنکار والی ہیں (۲) رام کو فاعل پہچانا (۳) کلجگ (۴) زبان (۵) کان (۶) اپنے آپ کو۔

(۲۶) پرانی کچھ نہ چیت[1] اَہی — مد مایا کے اندھ
کہو نانک بن ہری بھجن — پڑت تاہی یم پھند

(۲۷) جو[2] سُکھ کو چاہیں سدا — شرن رام کی لے
کہو نانک سُن رے منا! — دُرلبھ[3] مانُش دیہ

(۲۸) مایا کارن دھا وہی[4] — مُورکھ لوگ اجان
کہو نانک بن ہری بھجن — بِرتھا[5] جنم سِران[6]

(۲۹) جو پرانی نشدن بھجے — رُوپ رام تہی[7] جان
ہری جن ہری انتر نہیں — نانک ساچی مان

(۳۰) من مایا میں پھنس رہیو — بسریو گوبند نام
کہو نانک ہری بھجن بن — جیون کونے کام

(۳۱) پرانی رام نہ چیت اہی — مد مایا کے اندھ
کہو نانک ہری بھجن بن — پڑت تاہی یم پھند

(۳۲) سُکھ میں بہو سنگی بھئے — دُکھ میں سنگ نہ کوئے
کہو نانک ہری بھجن منا! — انت سہائے ہو

(۳۳) جنم جنم بھرمت پھریو — مٹیو نہ یم کو تراس[8]
کہو نانک ہری بھج منا! — نربھئے پاویں باس

(۱) چیتن کرے۔ ہوش میں آوے (۲) اگر (۳) نایاب (۴) دوڑتے ہیں (۵) بے فائدہ (۶) سڑتا ہے۔
(۷) اُسے رام کا روپ جان (۸) خوف۔

(۳۴) جتن بہت ہیں کر رہیو  مٹیو نہ من کو مان
دُرمتی سیوں نانک پھند یو  راکھ لیو بھگوان

(۳۵) بال۔ جوانی۔ اُر بِرڈھ پُنی  تین اوستھا جان
کہو نانک ہری بھجن بِن  برتھا سب ہی مان

(۳۶) کرنو ہتو سو نا کیو  پڑیو لوبھ کے پھند
نانک سمیو رم گیو  اب کیوں رووت اندھ

(۳۷) من مایا ہیں رم رہیو  نکست ناہیں نہ رمیت
نانک مورت چتر جیوں  چھاڈت ناہیں نہ بھیت

(۳۸) نر چاہت کچھ اور  اورے کی اورے بھئی
چتوت رہیو ٹھگور  نانک پھانسی گل پڑی

(۳۹) جتن بہت سکھ کے کئے  دکھ کو کیوں نہ کوئے
کہو نانک سُن رے منا!  ہری بھاوے سو ہوئے

(۴۰) جگت بھکھاری پھرت ہے  سب کو داتا رام
کہو نانک من سمرتی  پورن ہووے کام

(۴۱) جھوٹے مان کہاں کرے  جگ سوپنے جیوں جان
ان ہیں کچھو تیرو نہیں  نانک کہیو بکھان

(۱) پھر۔ اور (۲) بیفائدہ (۳) جو کرنے کے قابل تھا (۴) وقت گذر گیا (۵) دیوار کو جیسے تصویر نہیں چھوڑتی ویسے من مایا کو نہیں چھوڑتا (۶) چت کے اندر ٹھگ پن۔

(۴۲) گربھ کرت ہے دیہ کو		بنسے چھن میں میت
جہی[1] پرانی ہری یش کہیو		نانک تہی[2] جگ جیت

(۴۳) جہی گھٹ سمرن رام کو		سو نر مکت جان
تہی نر ہری انتر[3] نہیں		نانک ساچی مان

(۴۴) ایک بھگتی بھگوان		جہی پرانی کے ناہیں من
جیسے سوکر[4] سوآن[5]		نانک مانو تاہی تن

(۴۵) سوامی کو گرہ جیوں سدا		سوان تجت نہیں نت
نانک یہ بدھی ہری بھجو		اک من ہووے اک چت

(۴۶) تیرتھ برت اُر دان کر		من میں دھرے گمان
نانک نشپھل جات تہی		جیوں کنچر[6] اسنان

(۴۷) سر کمپیو پگ ڈگ مگے		نین جوت سے ہین
کہو نانک یہ بدھی بھئی		تو نہ ہری رس لین

(۴۸) نج کر دیکھیو جگت میں		کو کاہو کو ناہیں
نانک تھر[7] ہری بھگتی ہے		تہی راکھو من ماہیں

(۴۹) جگ رچنا سب جھوٹ ہے		جان لیوہو رے میت
کہو نانک تھر نہ رہے		جیوں بالو کی بھیت[8]

(۱) جس نے (۲) اُسنے (۳) فرق (۴) سُوئر (۵) کُتا (۶) ہاتھی جیسے نہانے کے بعد خاک اپنے پر پھینک لیتا ہے ویسے گھمنڈی پُرش کے تیرتھ۔ برت وغیرہ نشپھل ہوتے ہیں (۷) ستھر۔ قائم (۸) دیوار ؞

(۵۰) رام گیو راون گیو — جاکو بہو پریوار
کہو نانک تھر کچھو نہیں — سُوپنے جیون سنسار

(۵۱) چِنتا تاکی کیجئے — جو ان ہونی ہوئے
یہ مارگ سنسار کو — نانک تھر نہیں کوئے

(۵۲) جو اُپجیو سو بنس ہے — پڑو آج کے کال
نانک ہری گن گائے لے — چھاڈو سگل[۱] جنجال

(۵۳) بل چُھٹیو بندھن پڑے — کچھو نہ ہوت اُپائے
کہو نانک اب اوٹ[۲] ہری — گج[۳] جیون ہو سہائے

*
(۵۴) بل ہووا۔ بندھن چُھٹے — سب کچھو ہوت اُپائے
نانک سب کچھو تُمرے ہاتھ ہے — تُم ہی ہوت سہائے

(۵۵) سنگ سنکھا سب تج گئے — کوؤ نہ نبھیو ساتھ
کہو نانک یہ بپدا میں — ٹیک ایک رگھو ناتھ

(۵۶) نام رہیو۔ سادھو رہیو — رہیو گورُو گوبند
کہو نانک یہ جگت میں — کِن جپیو گورُو منت

(۵۷) رام نام اُر[۵] میں گہو — جاکے سم[۶] نہیں کوے
جہی سمرت سنکٹ مٹیں — درش تمہارو ہوئے

(۱) سارا (۲) آشرہ (۳) ہاتھی (۴) سہارا۔ پناہ (۵) ہردیہ میں (۶) دھیو گرہن کر (۷) جس کا برابر کوئی نہیں *
* یہاں سے یعنی نمبر ۵۴ سے گورو گوبند جی کا جواب درج ہے *

(۵۹) رَےداس چمار کا بھجن۔

رے پرانی کیا تیرا کیا میرا
جیسے ترور پنکھ بسیرا

جل کی بھیت پون کا تھمبا
رکت بندھو کا گارا

ہاڈ مانس ناڑی کا پنجرا
پنچھی بسے نرچارا

راکھو کندھ۔اسارو پیمان
ساڑھے تین ہاتھ تیری سیمان

بانکے بال۔پاگ سر ٹیڑھی
یہ تن ہوگا بھسم کی ڈھیری

اُونچے مندر سُندر ناری
رام نام کی بازی ہاری

میری ذات کمینا۔بدھی ہینا
ہو چھا جنم ہمارا

تُمری شرناگت ہیں پربھو جی
کہے رَےداس چمارا

(۶۰) پلٹو[1] کا بھجن

بیراگن بھُولی آپ میں اور جل میں کھوجے رام (ٹیک)

(۱) جل میں کھوجے رام۔جائے کر تیرتھ چھانے
ڈھُونڈ پھری کھُونٹ نہیں سُدھ اپنی آنے

(۲) پھُول ماہیں جیون باس۔کاٹھ میں اگنی سمائی
کھودے بنا نہیں ملے۔رہے دھرتی میں پانی

(۱) پلٹو شاعر کا نام ہے

(۳) جیسے دودھ گھرت چھپا۔ چھپی مہندی میں لالی
ایسے پورن برہم۔ کہوں تِل بھر نہیں خالی

(۴) پلٹو گرست سنگ بیچ میں کرلے اپنا کام
بیراگن بھولی آپ میں اور جل میں کھوجے رام

(نوٹ) یہ غزل سوامی جی کے شاگرد سوامی گوبند انند سے آئی تھی۔ سوامی جی نے اِسکو پسند کرکے اپنی نوٹ بک میں چڑھایا تھا۔ اِس لئے اُسے بھی یہاں درج کیا گیا ۔

(۶۱) راگ سندورا۔ تال دیپ چندی۔

گذاری عُمر جھگڑوں میں بگاڑی اپنی حالت ہے
ہُوا خارج اپیل اپنا عجائب یہ وکالت ہے
مقدّمے غیر لوگوں کے ہزاروں کردیئے فیصل
نہ دیکھا مِثل اپنی کو عجائب یہ عدالت ہے
دلیلیں دے کے غیروں پر کیا ثابت اُصول اپنا
دِل اپنے کا نہ شک ٹوٹا۔ عجائب یہ دلالت ہے
بہت پڑھنے پڑھانے سے ہُوا سب عِلم میں کامِل
نہ پایا بھید ربّی کا عجائب یہ کمالت ہے
بنا حافظ پڑھے مسئلے سُنائے دُوسروں کو بھی

وَلے ٹوٹا نہ کُفر اپنا عجاعجب یہ مسالت ہے

تُو کر فیصَل حساب اپنا تجھے اَوروں سے کیا گوبند

نہ قِصّہ طُول دے اتنا فضُول ہی یہ طوالت ہے

(۶۲) راگ دھناسری۔تال دھمالی

(۱) اجھوں تو ہے من! سمجھ نہ آئی (ٹیک)

کیو نہ کچھ شُبھ کرم رُہ[1] دھر۔ ہری کی سُدھ بِسرائی

(۲) دِن کھووت چھوٹے جھگڑوں ہیں۔سووت رَین بنائی

دیکھ بچار بُھور[2] نہیں پے ہے۔ یہ اوَسر سُکھ دائی

(۳) چھل پر پنچ پھیلائے جگت ہیں نانا سوانگ بنائی

پَرُ دھن[3] پرتیا[4] میں چت راکھت چاہت مان بڑائی

(۴) اجھوں تیاگ بادیو نِپٹ کو۔ آجا پربھُو شرنائی

پرم پِتا اِک وہی اگوچر۔ سب بدھ کرت سہائی

(۱) رات (۲) بار بار (۳) دُوسرے کا دھن (۴) دُوسرے کی عورت۔

(۶۳) راگ گوری۔تال دھمالی

منوؑا! موہ نِدرا تیاگ (ٹیک)

(۱) نام رُوپ مئے یہ جگ سُوپنا۔ کیا سووے ہے جاگ

(۲) جن وشیوں کو آج بھوگ رہیو۔ کل وہ سُوہن سمان
ان میں کہاں بھیو رت مُورکھ۔ ابھوں اچیت اجان
(۳) مایا کا سُکھ آدی انت وت۔ یامیں کیوں بھرمایا
برہمانند اننت انادی۔ واکو کیوں بسرایا
(۴) مانُش جنم مہر اتی دُرلبھ۔ بار بار نہیں پاوے
اُٹھ سروُپ چنتن کر جاوے۔ بہوری یہاں نہیں آوے
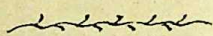
(۴۶) راگ گوری۔تال دھالی

ہری پہ راکھو بھروسہ بھائی (ٹیک)
(۱) کاہے سوچ کرو دن راتی۔ رہو چرنن لَو [1] لائی
(۲) گربھ میں تی شدبھ۔اب بھی لے ہے۔جب گھی [2] بانہ سو اب بھی گھے ہے
دانت دیئے جن ان بھی دے ہے۔کب شدھی ہے بسرائی
(۳) مورکھ! کہا [3] سوچ سے لیگا۔ اور تاپ سنتاپ گھیگا۔
تن جن دیا۔ وہ گھر دھن دیگا۔ریتی سدا چلی آئی
(۴) تو ہے سوچ بس اپنو ایک کا۔ہری رکھشک برہمانڈ انیک کا
برلا [4] چلے مارگ دویک کا۔ دھیرج مہر اُپجائی۔

(۱) بھگوان کے قدموں میں چت کی لگن یا پریتی لگا (۲) پکڑی (۳) کیا (۴) کوئی کوئی۔

(۶۵) راگ دھناسری تال دھمالی

منوا تُو کیوں بھیو دیوانہ (ٹیک)

(۱) چھل پرپنچ کرت نتیہ مُورکھ دُکھ کو سُکھ کر مانا

(۲) مایا موہ جنم کے ٹھگیا۔ تِن کے ہاتھ بکانا۔

سُکھ تے دھرم دھرم کہراوت۔ کرم کرت من مانا

(۳) جو پربھو گھٹ گھٹ کی جانے تاتے کرت بہانہ

تیہنیں تے تُو پُوچھے مارگ۔ آپ ہی جُون بھلانا

(۴) یا منوا کے پیچھے چل کے۔ سُکھ کا کہاں ٹھکانہ

جو پرتاب سُکھدا[1] کو پیچھنے۔ سوئی پرم سیانا

[1] سُکھ دینے والا

(۶۶) راگ بھیروی

تُو کو اتنا مٹا کہ تُو نہ رہے | اور تجھ میں دُوئی کی بُو نہ رہے
جُستجُو بھی حجابِ حسنی ہے | جُستجو ہے کہ جُستجو نہ رہے
آرزُو بھی وصالِ پردہ ہے | آرزو ہے کہ آرزو نہ رہے

(۶۷) راگ جنگلا یا راگنی پیلو۔ تال تین۔

دن نیکے[1] بیتے جاتے ہیں (ٹیک)

(۱) سمرن کر ہری رام نام۔ تج دشئے بھوگ اور کام

تیرے سنگ نہ چلسی ایک دام جو دیتے ہیں سو پاتے ہیں (ٹیک)

(۲) کون تمہارا کُٹمب پریوارا۔ کس کے ہو تُم۔ کون تمہارا

تُو کس کا اور کون تمہارا سب جیتے جی کے ناتے[2] ہیں (ٹیک)

(۳) لاکھ چوراسی بھرم کے آیا۔ بڑے بھاگ سے نرتن پایا

تاں پر بھی نہیں کرے کمائی۔ پھر پیچھے پچتاتے ہیں (ٹیک)

[1] اچھے [2] رشتے

(۴) جو تُو چاہے وِشے ابھلاشا - مُورکھ پھینیو موت کی پھانسا
کیا دیکھے سوانن کی آشا - گئے پھر نہیں آتے ہیں (ٹیک)

(۱) کُتّوں والی خواہش -

(۶۸) غزل

آدمی کو چاہئے دُنیا میں رہنا کس طرح
جس طرح تالاب کے پانی میں رہتا ہے کنول

صاحبِ زر مُفلسوں پر زر لُٹائیں کسطرح
جسطرح سُوکھی زمیں پر ابر برساتا ہے جل

پاکے دولت ہے بشر کو رہنا واجب کسطرح
جسطرح جُھک کر رہے وہ شاخ آئے جسمیں پھل

آدمی اپنے ارادے کا ہو پکّا کس طرح
جسطرح قانون ہے تقدیر قدرت کا اٹل

رنج و غم دُنیا کے اِنساں بھُولجائے کسطرح
جسطرح وہ شخص جسکے ذہن میں آئے خلل

آدمی جائے مصیبت کے مقابل کسطرح
جسطرح ہے شیر جاتا نیل میں سینہ کے بل

(۱) جیسے ندی جل کے ویگ یا بہاؤ میں شیر سیدھا چڑھتا ہے

(۶۹) غزل - تال تین

ہری کو سمر پیارے ! عُمر وہا رہی ہے - دن دن - گھڑی گھڑی - پل پل - چھِن چھِن میں جارہی ہے

(۱) دیپک کی جوت جاوے
ندیوں کا نیر دھاوے

جاتی نظر نہ آوے
چنچل سما رہی ہے

(۲) پچھلی بھلائی کمائی
مانشا دیہ پائی

پربھو بھیت نہ لگائی
برتھا گنوا رہی ہے

(۳) گھر مال میت ناری
دُنیا کی موج بھاری

ہووے پلک میں نیاری
دل کو پھنسا رہی ہے

(۴) کیا نیند میں پڑا ہے
سر کال آ کھڑا ہے

اُٹھ دن چڑھ رہا ہے
رجنی بتا رہی ہے

(۱) بیت رہی - گذر رہی (۲) جل (۳) بہہ یا دوڑے (۴) پربھو کے لئے (۵) ذرا - لذت (۶) علیحدہ (۷) رات ❊

## (۷۰) لادنی لنگڑی

سُن دِل پیارے بھیج بنج سرُوپ تو بارمبارا (ٹیک)

(۱) اِس دُنیا میں ایک رتن ہے ملتا بارمبار نہیں
جیسے پھول گرا ڈالی سے پھر ہوتا گلزار نہیں
اُسکی قیمت ہے بڑ بھاری جانت لوگ گنوار نہیں
پرمیشور کے ملنے کا پھر اُسکے بنا دوار نہیں
کانچ خرید کرے بدلے میں اُسکو دیکر متی ہارا

(۲) اِس دُنیا میں اِک پُتلی[۲] نے ایسا بھاری جال رچا
سورگ لوک پاتال زمیں پر کوئی نہ اُسکے ہاتھ بچا
کیا یوگی کیا پیر پیغمبر سب کو اُس نے دیا نچا
پھنسا نہیں جو اِس بندھن میں سوئی ہے کورُو دیو سچا
موکھش مارگ کے جائے میں سو ٹھگ جانو لوٹن ہارا (ٹیک)

(۳) اِس دُنیا میں ایک اچنبھا ہم نے دیکھا ہے جو بڑا
ایک چھوڑ کر چلا زمین کو دوجا کرتا ہے جھگڑا
وہ نہیں من میں سمجھے مورکھ میں بھی جاؤں ہار کھڑا
گھڑی پلک کا نہیں ٹھکانا کس کے بھروسے بھول پڑا
پر آگے جانے کا ساماں کوی برلا کرتا ہے پیارا ٹیک

(۴) اِس دُنیا میں ایک کوپ[۳] ہے جسکا پار کوئی نہیں پاوے

(۱) بیوقوف۔ مورکھ (۲) عورت۔ مایا (۳) کنواں یہاں مُراد پیٹ سے ہے ؛

رِس کے بھرنے کارن پرانی　　دیش وِشانتر کو جاوے
دھیان بھجن چِنتن ایشور کا　　اُسکے کارن بسراوے
دِین بھیا پَر[۱] گھر میں جاکر　　سیوا کرکر مر جاوے
وُہی جو دھیاوے نج سروپ کو　　شوک نوارتج دے سارا (ٹیک)

(۵) اِس دُنیا میں ایک برچھ[۲] پر　　پکشی کرت بسیرا ہیں
ساجھ پڑے جب سب مِلجاویں　　بِچھڑیں ہوت سویرا ہیں
چار گھڑی کے رہنے کارن　　کرتے میرا میرا ہیں
ایسی بات نہ من میں لاویں　　بس بس گئے ٹبیرا[۳] ہیں
کیا لے آیا کیا لے جائے　　ربرتھا کرت ہیں اہنکار (ٹیک)

(۶) اِس دُنیا کے بیچ نرنتر　　ایک ندی[۴] چلتی بھاری
دِن دِن پَل پَل چھِن چھِن　　اُس کا ویگ بڑا ہے بلکاری
پشو پکشی نر دیو دُنج[۵]　　اِس میں بہتی دُنیا ساری
جسے نہ اس میں پیر کسی کا　　کرکے جتن سب پچھاری
بن سروپ جانے کسی کا　　کبھی نہ ہوگا نِستارا[۶] (ٹیک)

(۷) اِس دُنیا میں ایک اندھیرا[۷]　　سب کی آنکھ میں جو چھایا

(۱) دوسرے کے گھر (۲) درخت یہاں مراد گھر سے ہے (۳) بڑے بڑے لوگ (۴) کال بھگوان سے مراد ہے۔
(۵) راکشس۔ دانو (۶) کلیان۔ بیڑا پار (۷) اگیان سے مراد ہے۔

| | |
|---|---|
| جسکے کارن شوجھ پڑے نہیں | کون ہوں میں کہاں سے آیا |
| کون دِشا میں جانا مجھ کو | کس سے دیکھ کر للچایا |
| کون مالک ہے اِس دُنیا کا | کس نے رچی ہے یہ مایا |
| نرنجانند پائے بن کبھوں | مٹے نہیں یہ سنسار ٹیک |

(۱۷) راگ دھناسری - تال دھمالی

ہری سے لگن کٹھن ست بھائی (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) جیسے پپیہا پیاسا بوند کا | پیا پیا رٹ لائی |
| پیاسے پران تڑپے راتی | اور نیر[۱] نا بھائی |
| (۲) جیسا مرگ شبد سنیہی[۲] | شبد سُنن کو جائی |
| شبد سُنے اور پران دان دے | تنکو نہیں ڈرائی |
| (۳) جیسے ستی چڑھے ست اُوپر | پیا کی راہ من بھائی |
| پاوک[۳] دیکھ ڈرے کچھو ناہیں | ہنست بیٹھ سرائی[۴] |
| (۴) چھوڑو دھن اور تن کی آشا | نر بھے ہو گن گائی |
| کہت کبیر سنو بھائی سادھو | ناہیں[۵] تو جنم نسائی[۶] |

(۱) جل (۲) آواز - یا راگ کا عاشق (۳) آگ (۴) جلنا (۵) اسی سے (۶) جنم مرن دُور ہوتا ہے -

## (۷۲) راگ گوری۔ تال دھمالی

دِشا! رس وِشیَن کا تیاگ ری (ٹیک)

(۱) موری مان وِش سمان جان کے۔ اِن وِشیَن سے بھاگ ری

(۲) گج پتنگ، مِرگ بھنورا۔ ماکھی رہے وِشیَن سنگ لاگ، ری

اِک اِک اِندریہ وِشئے کے پیچھے۔ جگ سے گئے اَبھاگ[1] ری

(۳) مَنش جاتی کی پانچ اِندریہ۔ پانچ وِشیوں ہیں راگ[2] ری

کہا[3] بِتھا[4] ہو گی من مُورکھ۔ بُدھّی سے کھو جاگ ری

(۱) بدقسمت (۲) رُچی۔ رغبت (۳) کیا (۴) حالت۔ دِشا +

## (۷۳) راگ گوری تال تین

کر پربھو سے پریت رے من! کر پربھو سے پریت (ٹیک)

(۱) ایسو سمے بہور نہیں ملے ہو۔ جائے ہے اوسر بیت۔

تن سُندر چھوی دیکھ نہ بھولو۔ یہ بالُو کی بھیت[1]

(۲) سُکھ سمپتی سُوپنے کی بتیاں۔ جیسے ترن پر شیت[3]

جاہی کرم پرم پد پاوے۔ سوئی کرم کر میت

(۳) شرن آئے سو سب ہی اُبارے[4]۔ یہ پربھو کی ریت

کہے کبیر سنو بھائی سادھو۔ چل ہو بھو دَل[5] جیت

(۱) دیوار (۲) باتیں (۳) تنکے پر جیسے اوس و شبنم (۴) جس (۵) تارے (۶) سنسار روپی دلدل +

## (۴۴) ساقی - راگ کا لنگڑا

پی لے پیالا ہو متوالا - پیالہ پریم ہری رس کا رے (ٹیک)

(۱) بال پنا سب کھیل گنوایا - ترن بھیا ناری وش کا رے
بردھ بھیا کف وایو نے گھیرا - تن سے جائے نہیں کھٹکا رے

(۲) نہیں ست سنگ نہ کتھا کیرتن - نہیں پربھو چرنن پریم رچا رے
ابھوں سوچ سمجھ اگیانی - اس جگ میں نہیں کوئی اپنا رے

(۳) کام کرودھ لوبھ ایرکھا - ان میں نشادن رہت پھنسا رے
بھوگ بلاس واسنا جگ کی - گل وچ یم کا پھند پڑا رہے

(۴) دیہ موہ میں کیوں بھرمایا - دیہ رکھیہ یہ ہے کس کا رے
چوراسی سے ابرا[۱] چاہے چھوڑ کامنی کا چسکا رے

(۵) نابھ کنول وچ ہے کستوری جیسے مرگ پھرے بن کا رے
بھٹک بھٹک کیوں بھٹکا چاہے - گھٹ کے پٹ کو دے جھٹکا رے

(۶) واد وواد میں نشدن بیتین - مانش جنم نہ سار گہا[۲] رے
نردیہ نشپھل گئی ساری - اوسر پائے نہ لابھ لہا[۳] رے

(۷) مات پتا بھائی سُت بندھو - سنگ نہیں کوئی جائے سکا رے
جب لگ جیوے ہری گن گالے - دھن جوبن دن ہے دس کا رے

(۱) نکلا چاہے (۲) پکڑا - جانا - سمجھا (۳) لیا - اٹھایا

(۸) کرم دھرم ایکو نہیں جانا - سار وستو نہیں جان پڑا رے
بن ست گور اتنا دکھ پایا - بھید ملا نہیں اس تن کا رے
(۹) چار کھانی نر بھرمت ڈولے - کبھوں نہ ست پتھ کھوج کرا رے
کہیں کبیر سنو بھائی سادھو - نکھ شکھ پور رہا وش کا رے

(۱) ناخن سے سر تک - یعنی آدمی کا شریر زہر سے بھرپور ہے -

(۷۵) راگ مارو

رام سمر پچھتائیگا - ہے من ! رام سمر (ٹیک)
(۱) پاپی جیوڑا لوبھ کرت ہے - آج کل اُٹھ جائے گا
(۲) لالچ لاگے جنم گنوایا - مایا بھرم بھلائیگا -
دھن جوبن کا گربھ نہ کیجے - کاغذ جیوں گل جائیگا -
(۳) جوں یم آئے کیس گہے پٹکے - تا دن کچھو نہ بسائیگا -
سمرن بھجن دیا نہیں کینی - تو مکھ چوٹاں کھائے گا -
(۴) دھرم رائے جب لیکھا مانگے - کیا مکھ لے کے جائے گا
کہت کبیر سنو رے سنتو - سادھ سنگت تر جائے گا

(۱) جیوڑ چیت (۲) اہنکار (۳) جب (۴) بال پکڑ کر پٹکیگا (۵) اُس دن (۶) کچھ بس نہ چلیگا (۷) حساب

## (۷۶) راگ کالنگڑا - تال تین

مت پھر منوا بھولا بھولا - جگ میں کُیا ناتہ[1] رے (ٹیک)

(۱) ماتا کہے یہ پُتر ہمارا - بہن کہے بِیر[2] میرا رے
بھائی کہے یہ بھجا ہماری - نار کہے نر[3] میرا رے

(۲) پیٹ پکڑ کر ماتا روئے - باہنہ پکڑ کر بھائی رے
لپٹ لپٹ کر تریا[4] روئے ہنسا جائے اُڑائی رے

(۳) جب لگ جیوے ماتا روئے - بہن رووے دس ماسا رے
تیرہ دِن تک تریا رووے - پھیر کرے گھر واسا رے

(۴) چار گزی چادر منگوائی - چڑھا کاٹھ کی گھوڑی رے
چاروں کونے آگ لگائی - پھونک دئیی جیسے ہوری رے

(۵) ہاڈ جرے جس لاہ کڑی کی - کیس جرے جیسے گھاسا رے
سونا ایسی کایا جر گئی - کوئی نہ آیا پاسا[5] رے

(۶) رنیہ[6] سنہہ ڈھونڈ نہیں پائی - ڈھونڈ پھر دچوں[7] پاسا رے

(۷) کہت کبیر سُنو بھائی سادھو - تجو جیئے کی آسا - رے

(۱) رشتہ (۲) بیر یعنے بھائی (۳) خاوند (۴) بیوی - (۵) پاس - نزدیک ؛

(۶) موہ - محبت (۷) چاروں طرف ؛

## (۷۷) راگ کالنگڑا۔تال تین

| | |
|---|---|
| کیا مانگوں کچھ تھر نہ رہائی | دیکھت نین چلو جگ جائی |
| ایک لکھ پوت سوا لکھ ناتی | تا راون گھر دِیا نہ باتی |
| لنکا سا کوٹ سمندر سی کھائی | تا راون کی خبر نہ پائی |
| سونے کا محل روپے کا چھاجا | چھوڑ چلو نگری کا راجا |
| کوئی کرو محل کوئی کرو ٹاٹی | اُڑ جائے ہنس پڑی رہے ماٹی |
| آوت سنگ نہ جات سنگھاتی | کہا بھیو گھر باندھے ہاتھی |
| کہیں کبیر انت کی باری | ہاتھ جھاڑ جیون چلا جواری |

(۱) قائم (۲) اُس (۳) کیا ہوگا۔

## (۷۸) راگ کالنگڑا

| | |
|---|---|
| (۱) تن دھر سکھیا کوئی نہ دیکھا | جو دیکھا سو دکھیا ہو |
| راجا پرجا رنک دھنی نر | اُدھما دھم واُتما ہو |
| (۲) گھاٹے باڑھے سب جگ دکھیا | کیا گرھی کیا تیاگی ہو |
| سکھیا یا جگ نہیں کبھی | سکھیا نہیں بیراگی ہو |
| (۳) یوگی دکھیا۔ جنگم دکھیا | تپسوی کو دکھ دونا ہو |

(۱) تن دھاری پرانی۔ انسان (۲) رعایا (۳) بزدھن۔ غریب (۴) بیچ سے بیچ۔

(۵) اعلیٰ (۶) نقصان نفع کے پھیر میں (۷) گرہستی۔ خانہ دار۔

| | |
|---|---|
| ہر شا تر شنا سب کو بیاپے | کوئی مکمل نہیں سونا ہو |
| (۴) سانچ کہوں تو کوئی نہ مانے | جھوٹھ کہا نہیں جائی ہو |
| برھما، وشنو مہیشور دُکھیا | جن یہ راہ چلائی ہو |
| (۵) ابدھو دُکھیا بھوپتی دُکھیا | رنک دُکھی وِپریتے ہو |
| کہیں کبیر سنو بھائی سادھو | منشیہ سُکھی من جیتے ہو |

(۷) خالی (۸) طریقہ۔ راستہ (۹) اُبدھوت (۱۰) اُلٹی حالت کے کارن غریب دکھی ہے۔

(۷۹)

آگے سمجھ پڑے گی بھائی (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) یہاں اہار اُدر بھر کھائیو | بہو وِدھی مانس بڑھائی |
| تُم پر دیا کہاں تے ہوگی | تمہیں دیا نہیں آئی (ٹیک) |
| (۲) یہاں تو پردھن لُوٹ لیت ہو | گل وِچ پھانس لگائی |
| تنکے پیچھے رتین پیادے | چھن چھن خبر تبائی (ٹیک) |
| (۳) سادھ سنت کی نِندا کینی | اپنا جنم نسائی |
| پیر پیر پر کانٹا لگے ہے | یہ پھل آگے آئی (ٹیک) |
| (۴) کہت کبیر سنو بھائی سادھو | دُنیا ہے دو چتائی |
| سانچ کہے سو مارا جائے | جھوٹے جگ پتیائی (ٹیک) |

(۱) پیٹ بھر (۲) ناش کیا (۳) دوہرا چت رکھنے والی۔

۸۰ ) راگ دھناسری - تال دھمالی

من ! تو کیوں بھولا رے بھائی + تیری سُدھ بُدھ کہاں ہرائی (ٹیک)

(۱) جیسے پنچھی رین[1] بسیرا - بسیں برکھش میں آئی
بھور[2] بھئے سب آپ آپ کو جہاں تہاں اُڑ جائی

(۲) سپنے میں تو ہے راج ملو ہے - حاکم حکم دُہائی
جاگ پڑا جب لاؤ نہ لشکر - پلک کھُلے سُدھ پائی

(۳) ماتا پتا بندھو ست تریا[3] - نا کوئی سگا سگائی
یہ تو سب سوارتھ کے سنگی - جھوٹی لوک بڑائی

(۴) ساگر ماہیں لہر اُٹھت - گنتی گنی نہ جائی
کہیں کبیر سنو بھائی سادھو - ابدھی ماہیں سمائی

(۱) رات (۲) صبح (۳) عورت بیوی

( ۸۱ ) راگ دھنا سری - تال تین

رے من ! دھیرج کیوں نہ دھرے (ٹیک)

(۱) شبھ اور اشبھ کرم پُور بلا - رتی نہ گھٹے نہ بڑھے

(۲) ہونہار ہوئے پنی سوئی چنتا کاہے کرے
پشو پکھشی جیو کوٹی نانا - سب کی سُدھ دھرے (ٹیک)

(۳) گربھ واس میں خبر لیت ہے - باہر کیوں بسرے
مات پتا سکھ سمپتی دارا - کاہے جوال[1] جرے

(۱) جوالا شعلہ میں کیوں جلے

(۴) من تو پُران پڑھی پربھو سے - بھٹکت کاہے پھرے
ہری کو چھوڑ اور کو دھاوے[1] کاریہ اِک نہ سرے[2]

(۵) ہری سیوا کر رے من مُورکھ - کوٹن ویادھی ہرے
کہت کبیر سنو بھائی سادھو - سہج[3] میں جیو ترے

(۱) دوڑے (۲) ٹھیک یا پُورا نہ ہو (۳) آسانی سے -

## (۸۲) راگ گوری - تال دھمال

سادھو امن مانت نہیں مورا رے (ٹیک)

(۱) یاکو بار بار سمجھاؤں
جگ میں جینا تھوڑا رے

(۲) یا کایا کا گربھ نہ کیجے
کیا ساؤرا کیا گورا رے
بن ہری بھگتی تن کام نہ آوے
کوٹی سُگندھ چبھورا رے

(۳) یا مایا کا گربھ نہ کیجے
کیا ہاتھی کیا گھوڑا رے
جوڑ جوڑ دھن بہت چلے گئے
سہسر لاکھ کروڑا رے

(۴) دُبدھا دُرمتی اور چترائی
جنم گیو نر بورا رے
کہیں کبیر چرن چت راکھو
جیون سوئی میں ڈورا رے

## (۸۳) راگ جَے جَے ونتی (محلہ ۹)

رے من! کون گتی ہوئے ہے تیری (ٹیک)

(۱) یہ جگ میں رام نام | سو تیں نہیں سُنیو کان
وِشین سواتی لُبھان | متی ناہیں پھیری

(۲) مانس کو جنم لین | سمرن نہ نمش کین
دارا سکھ بھیو دین | پگھوں پڑی بیری

(۳) نانک جن کہیں پُکار | سوپنے جیون جگ پسار
سمرت نہ کیوں مرار | مایا جا کی چیری

(۱) بہت رغبت رکھتے ہوئے وِشوں سے مرغوب (۲) ایک پلک بھر (۳) بیوی کا سُکھ۔

(۴) پاؤں میں (۵) مراری۔بھگوان کرشن (۶) غلام۔

## (۸۴) راگ گوڑی یا دھناسری۔تال دھمالی (محلہ ۹)

سن رے! کہاں بھیو تیں بورا (ٹیک)

(۱) آہ نِس اودھ گھٹے نہیں جانے بھیو لوبھ سنگ ہورا

(۲) جو تن تیں اپنو [illegible] شنوی [illegible] اور سُنار گرہ ناری

اِن میں کچھو تیرو [illegible] ناہیں دیکھو سوچ بچاری

(۳) رتن جنم اپنو [illegible] گتی نہیں جانی

نمش نہ لین بھیو [illegible] اودھ سراتی

(۱) باؤلا (۲) دن رات (۳) ہلکا سمجھ [illegible] (۴) [illegible] ماتر (۶) بیفائدہ (۷) عمر [illegible] (۹) چھتیاں [illegible]

(۴) کہو نانک سوئی نر سکھیا۔ رام نام گن گاویں
اور سکل جگ مایا موہیا۔ نربھے پد نہیں پاوے

## (۸۵) راگ بسنت (محلہ ۹)

(۱) من کہاں بساریو رام نام — تن بنسے جم سیون پڑے کام (ٹیک)

(۲) یہ جگ دھوئیں کا پہاڑ — تیں ساچا مانیا کہے وچار

(۳) دھن دارا سمپتی گرہے — کچھو سنگ نہ چالے سمجھ لے

(۴) اِک بھگتی نارائن ہوے سنگ — کہو نانک بھج تاہیں ایک رنگ

(۱) ناش ہوئے (۲) کس وچار سے (۳) اُس سے۔

## (۸۶) راگ جیت سری (محلہ ۹)

بھولیو من! مایا اُر جھایو (ٹیک)

(۱) جو جو کرم کیو لالچ لگ۔ تیہہ تنہ [illegible] سر [illegible] ھایو۔

(۲) سمجھ نہ پڑی وِشے رس رچیو۔ جس گن کو بسرایو۔

سنگ سوامی سو جانیو نا [illegible] راکھو [illegible] جیون [illegible] ھایو

رتن نام گھٹ ہی کے [illegible] یو

جن نانک بھگونت [illegible] نوایو

(۱) اُس اُس سے (۲) دوڑیو (۳)

(۸۷) راگ جیت سری (محلہ ۹)

من رے! ساچا گہو وچارا (ٹیک)

(۱) رام نام بن متھیا مانو۔ سگرے یہ سنسارا

(۲) جاکو یوگی کھوجت ہارے۔ پایو ناہیں تہں پارا
سو سوامی تُم نکٹ پچھانو۔ رُوپ ریکھہ تے نیارا

(۳) پاون نام جگت میں ہری کو۔ کبہو ناہیں سنبھارا
نانک شرن پڑیو جگ بندھن۔ راکھو برد تمہارا۔

(۱) پار (۲) تمام سب (۳) پوتر کرنے والا (۴) اپنا دہرم یا پترگیا۔

(۸۸) راگ گوری و دھنا سری۔ تال دھالی (محلہ ۹)

پرانی کو ہری یش من نہیں آوے (ٹیک)

(۱) اہ نش مگن رہے مایا میں۔ کہو کیسے گن گاوے

(۲) پُوت میت [illegible] یہ ودھی آپ بندھاوے
مرگ ترشنا [illegible] بھیُو شوی [illegible] دیکھ تاس اُٹھ دھاوے

(۳) بھگتی مکتی کا [illegible] شوئے [illegible] تاہی بسراوے
جن نانک کو [illegible] شو [illegible] رام کو پاوے

(۱) دن رات (۲) پُتر مِتر (۳) [illegible] (۹) سیّاں [illegible]

(۸۹) راگ گوری و دھناسری تال دھمالی (محلہ ۹)

نر اچیت پاپ سے ڈر رے (ٹیک)

(۱) دین دیال سگل بھے بھنجن | شرن تاہیں تم پڑ رے
(۲) وید پران جاس گن گاوت | تا کو نام ہیہ موں دھر رے
پاون نام جگت میں ہری کو | سمر سمر کشمل سب ہر رے
(۳) مانش دیہ بہور نہ پاوے | کچھ اپائے مکتی کا کر رے
نانک کہت گائے کرپا مئے | بھو ساگر کے پار اُتر رے

(۱) بے خبر آدمی (۲) سب خوف کو دور کرنے والا (۳) جسکا (۴) ہردیہ میں (۵) پوتر کرنے والا (۶) میل - پاپ (۷) رحم - مہربان ÷

(۹۰) راگ سورٹھ (محلہ ۹)

رے نر! یہ ساچی جیہ دھار (ٹیک)

(۱) سکل جگت ہے جیسے سُوپنا - بنست [illegible] گہسر نا ھایو
(۲) بارو بھیت بنائی رچ پچ - رہیو [illegible] جنم گی کو بر
تیسے ہی یہ سکھ مایا کے [illegible] اکھو [illegible] جیون [illegible]
(۳) اُجھوں سمجھ کچھو [illegible] یو

(۱) ریت کی دیوار - (۲) کہاں [illegible]

کہو نانک پرنج مت سادھن کو پھا کہو توہیں پکار

(۱) کہیو (۲) بجھے ؁

(۹۱) راگ سورٹھ (محلہ ۹)

یا جگ میت نہ دیکھیو کوئی (ٹیک)

(۱) سکل جگت اپنے سکھ لاگیو۔ دکھ ہیں سنگ نہ ہوئی

(۲) دارا میت پوت سمبندھی ۔ سگرے دھن سون لاگے

جب ہی نردھن دیکھیو نر کو ۔ سنگ چھوڑ سب بھاگے۔ (ٹیک)

(۳) کہوں کہا اس من بورے کو ۔ ان سوں نیہ لگائیو

دینا ناتھ سکل بھے بھنجن ۔ یش تا کو بسرا یو (ٹیک)

(۴) شوان پونچھ جیون بھیو نہ سودھو ۔ بہت جتن میں کینو

نانک لاج ورد کی راکھو ۔ نام تمہارو لینو۔ (ٹیک)

(۱) دوست (۲) کیا (۳) پاگل (۴) محبت (۵) سب خوف کے دور کرنے والا۔

(۶) کتے کی پونچھ کی طرح ... سیکھیو شوی ... تو خو...

...ز شوئے خ... (رابھو) بڑے ...

(۹۲) ... وید شو ... چھا پھل ال...

سادھو ... (۹) ... تیال ...

(۱) یا بھیتر جو رام بست ہے ساچو تاہیں پچھانو
(۲) یہ جگ ہے سمپتی سوپنے کی . دیکھ کہا ایڑانو
سنگ تہارے کچھو نہ جائے ۔ تاہیں کہا لپٹانو
(۳) اُستتی نندا دوؤ پرہرے ۔ ہری کیرتی اُر آنو
جن نانک سبھی میں پُورن ۔ ایک پورکھ بھگوانو

(۱) اس کے اندر (۲) تیاگ (۳) ہردیہ میں وسھاؤ

(۹۳) راگ دھنا سری ۔ تال دھمالی (محلہ ۹)

سادھو! یہ جگ بھرم بُھلانا (ٹیک)

(۱) رام نام کا سمرن چھوڑیا ۔ مایا ہاتھ بکانا ۔
(۲) مات پِتا بھائی سُت بِنتا ۔ تا کے رہیں لپٹانا
جوبن دھن پربھوتا کے مدہیں ۔ اہ نش رہے دیوانا
(۳) دِین دیال سدا دُکھ بھنجن ۔ تا سیوں من نہ لگانا
جن نانک کوٹن میں کہنوں [illegible] ھائیو پچھانا

[illegible] پچ [illegible] رچیو [illegible] جنم [illegible] گی کو [illegible]

(۱) بیوی (۲) رات ۔ دن [illegible] جیون [illegible] کے [illegible] راکھو [illegible]

[illegible] یو (۳)

(۹۴) راگ گوری یا دھناسری۔ تال دھمال (محلہ ۹)

سادھو! یہ من گہیو نہ جائی (ٹیک)

(۱) چنچل ترشنا سنگ بست ہے۔ یاتے تھر نہ رہائی

(۲) کٹھن کرودھ گھٹ ہی کے بھیتر۔ جہی سُدھ سب بسرائی

رتن گیان سب کو ہر لینا۔ تاسیوں کچھو نہ بسائی

(۳) یوگی جتن کرت سب ہارے۔ گنی رہے گن گائی

جن نانک ہری بھئے دیالا۔ تو سب بدھ بن آئی

(۱) جس سے

(۹۵) راگ بسنت (محلہ ۹)

(۱) کہاں بھولیو رے! جھوٹے لوبھ لاگ (ٹیک)

کچھو بگڑیو ناہیں ابھوں جاگ

(۲) سم سوپنے کے یہ جگ جان | بنسے چھن میں۔ ساچی مان

(۳) سنگ تیرے ہری بست نیت | نِس باسر بھج تاہیں میت

(۴) بار ا... بے ... | کہو نانک گن تا کے گاے

... تو ... خو ...

... بکھیو شتو ...

... شوئے ...

... دید شو ... چھا پھل ال ...

... تیال ...

(۱) ابھی بھی (۲) مانند (۳) ... (۴) بڑے ...

(۹۶) راگ سارنگ (محلہ ۹)

کہاں من وشیاں سیوں لپٹائی (ٹیک)

(۱) یا جگ میں کوؤ رہن نہ پاوے۔ اِک آویں اِک جائی

(۲) کاکو تن دھن سمپتی کاکی۔ کا سیوں نیہہ لگائی

جو دِسیے سو سگل بناسے۔ جیون بادر کی چھائی

(۳) تج ابھان۔ شرن سنتن گہو۔ مکتی ہوے چھن ماہیں

جن نانک بھگونت بھجن بِن۔ سکھ سوپنے بھی ناہیں۔

(۱) کس کا (۲) کس سے (۳) محبت۔موہ (۴) نظر آوے (۵) سب کا سب (۶) ناش ہووے۔
(۷) بادل (۸) پکڑو ٭

(۹۷)

تو سُمرن کرلے میرے منا! تیری بیتی جاتی عمر ہری نام بنا (ٹیک)

(۱) پنچھی پنکھ بن ہستی دنت بن [illegible] پُرش بنا

وِیشیا پُتر پِتا بِن [illegible]

(۲) دیہ نین بِن [illegible] جنم گی کو بِن اَپنا

[illegible] بنا

جیسے پنڈت [illegible] راکھو [illegible] جیون [illegible] نام بنا

(۱) رات —

(۳) کوپ نیرنبا۔ وشو کھیر بن۔ مندر دیپ بنا
جیسے تروور پھل بن ہینا۔ تیسے پرانی ہری نام بنا
(۴) کام کرودھ۔ مد۔ لوبھ۔ بہاردو۔ چھوڑ دو دوھ تو سنت جنا
کہے نانک شاہ سُنو بھگونتا۔ یا جگ میں کوئی نہیں اپنا

(۱) جل۔ (۲) گائے بھینس۔ (۳) دودھ (۴) درخت۔

## (۹۸) راگ سورٹھ (محلہ ۹)

مائی! من میرو وش ناہیں (ٹیک)

(۱) نش واسر وشین کو دھاوت۔ کے ودھی روکوں تاہیں
(۲) وید پوران سمرت کے من سن۔ نمش نہ ہیئے بسائے
پردھن۔ پردارا سیون رچیو۔ برتھا جنم سراوے
(۳) مد مایا کے بھیو باورو۔ سوجھت نا کچھو گیانا
گھٹ ہی بھیتر بست نرنجن۔ تاکو مرم نہ جانا
(۴) جب ہی شرن ۔۔۔ آیو۔ درمتی سکل بناسی
تب نانک ۔۔۔ تو ۔۔۔ کی پھانسی

(۱) رات ۔۔۔ (۲) ۔۔۔ شوئے ۔۔۔ (۴) بڑے ۔۔۔
(۵) ہرو یہ ہیں (۶) سد ۔۔۔ شو ۔۔۔ پھل ان

۔۔۔ (۹۹) ۔۔۔

(۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے - کہاں غافل سویا۔ (ٹیک)
جو تن اپجیا سنگ ہی - سو بھی سنگ نہ ہویا

(۲) مات پتا سُت بندھو جن - ہت جا[1] سیوں کینا
جِیُو چھوٹیو جب دیہ سے - ڈار اگنی میں دینا

(۳) جان بوجھ کے باورے! - تیں کاج لگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں - نہیں گربھ نواریو

(۴) جہی بدھ گورُو اپدیشیا - سو سُن رے بھائی
نانک کہت پکار کے - گہو پربھو شرنائی

[1] جس سے پریم کیا ہے۔

(۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گا لے جو سنگی ہے تیرو - (ٹیک)

(۱) اَوسر[1] بیتو جات ہے - کہیو مان لے میرو
(۲) سمپتی - رتھ - دھن [illegible] سر [illegible] ھائیو
کال پھانس جب گلے پڑی [illegible] جم گی کو [illegible]
(۳) جان بوجھ [illegible] کے راکھو [illegible] جیون [illegible]
پاپ کرت [illegible]

(۱) عمر - وقت (۲) ساتھ [illegible] نے (۴) اہنکار

(۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے - کہاں غافل سویا - (ٹیک)
جو تن اُپجیا سنگ ہی - سو بھی سنگ نہ ہویا

(۲) مات پتا سُت بندھو جن - ہِت جا[1] سیوں کینا
جِیو چھوٹیو جب دیہ سے - ڈار اگنی میں دینا

(۳) جان بُوجھ کے باورے! - تیں کاج لگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں - نہیں گربھ نواریو

(۴) جہی بدھ گورُو اُپدیشیا - سو سُن رے بھائی
نانک کہت پکار کے - گہو پربھو شرنائی

[1] جس سے پریم کیا ہے -

(۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گا لے جو سنگی ہے تیرو

(۱) اوسر[1] بیتو جات ہے - کہیو مان لے میرو

(۲) سمپتی - رتھ - دھن [illegible] [2] [illegible] سر نا بھایو
کال پھانس جب گل پڑی [illegible] جنم گا کو بر [illegible]

(۳) جان بُوجھ [illegible] کے [illegible] راکھو [illegible] جیون رہا [illegible]
پاپ کرت [illegible] [illegible] یو

(۱) عمر - وقت (۲) ساتھ [illegible]

(۹۹) راگ تلنگ (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے۔ کہاں غافل سویا۔ (ٹیک)
جو تن اُپجیا سنگ ہی۔ سو بھی سنگ نہ ہویا
(۲) مات پتا سُت بندھو جن۔ ہت جا[1] سیوں کینا
جِیو چھوٹیو جب دیہ سے۔ ڈار اگنی ہیں دینا
(۳) جان بوجھ کے باورے!۔ تیں کاج بگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں۔ نہیں گربھ نواریو
(۴) جہی بدھ گورو اُپدیشیا۔ سو سُن رے بھائی
نانک کہت پکار کے۔ گہو پربھو شرنائی

[1] جس سے پریم کیا ہے۔

(۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گائے لے جو سنگی ہے تیرو (بھورسے)
(۱) اَوسر[1] بیتیو جات ہے۔ کہیو مان لے میرو //
(۲) سمپتی۔ رتھ۔ دھن [illegible] //
کال پھانس جب گل [illegible] جنم گنوا بیہ ہنسائی //
(۳) جان بوجھ [illegible] راکھو [illegible] جیون دھا[2] سہائی //
پاپ کرت [illegible] یو [illegible] کمائی //
[illegible] نانک شاہی //

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ

(۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے۔ کہاں غافل سویا۔
جو تن اُپجیا سنگ ہی۔ سو بھی سنگ نہ ہویا

(۲) مات پِتا سُت بندھو جن۔ ہت جا سیوں کینا
جِیو چھوٹیو جب دیہ سے۔ ڈار اگنی میں دینا

(۳) جان بُوجھ کے باورے! ۔ تیں کلج لگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں۔ نہیں گربھ نواریو

(۴) جہی بدھ گورو اُپدیشیا۔ سو سُن رے بھائی
نانک کہت پُکار کے۔ کہو پربھو شرنائی

۱؎ جس سے پریم کیا ہے۔

(۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گا لے جو سنگی ہے تیرو

(۱) اَوسَر بیتیو جات ہے۔ کہیو مان لے میرو

(۲) سمپتی۔ رتھ۔ دھن [illegible] نا ہا لیو
کال پھانس جب گل پڑی [illegible] جنم گیو [illegible]

(۳) جان بُوجھ [illegible] کے راکھو [illegible] جیون [illegible]
پاپ کرت [illegible]

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ

(۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے۔ کہاں غافل سویا۔
جو تن اُپجیا سنگ ہی۔ سو بھی سنگ نہ ہویا

(۲) مات پتا سُت بندھو جن۔ ہت جا سیوں کینا
جیو چھوٹیو جب دیہ سے۔ ڈار اگنی میں دینا

(۳) جان بُوجھ کے باورے! تیں کاج بگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں۔ نہیں گربھ نواریو

(۴) جہی بدھ گورُو اُپدیشیا۔ سو سُن رے بھائی
نانک کہت پُکار کے۔ کہو پربھو شرنائی

لہ جس سے پریم کیا ہے۔

(۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گاے لے جو سنگی ہے

(۱) اوسر بیتو جات ہے۔ کہیو مان لے ہیرو
(۲) سمپتی۔ رتھ۔ دھن [illegible] اس نے تیرے
کال پھانس جب گلے پڑی [illegible] جنم گی کو بہ [illegible]
(۳) جان بُوجھ کے [illegible] راکھو [illegible] جیون [illegible] پہچان
پاپ کرت [illegible]

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ د

## (۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے۔ کہاں غافل سویا۔
جو تن اُپجیا سنگ ہی۔ سو بھی سنگ نہ ہویا

(۲) مات پِتا سُت بندھو جن۔ ہِت جا[۱] سیوں کینا
جِیو چھُوٹیو جب دیہ سے۔ ڈار اگنی میں دینا

(۳) جان بُوجھ کے باورے!۔ تیں کلج لگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں۔ نہیں گربھ نواریو

(۴) جہی بدھ گورُو اُپدیشیا۔ سو سُن رے بھائی
نانک کہت پُکار کے۔ گہو پربھو شرنائی

[۱] جس سے پریم کیا ہے۔

## (۱۰۰) راگ تلنگ (محلہ ۹)

ہری یش رے منا! گا لے جو سنگی ہے

(۱) اوسر[۱] بیتو جات ہے۔ کہیو مان لے ...

(۲) سمپتی۔ رتھ۔ دھن ...

کال پھانس جب گلے پڑ ...

(۳) جان بُوجھ ...

پاپ کرت ...

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ د ...

(۹۹) راگ "تلنگ" (محلہ ۹)

(۱) جاگ لے رے منا! جاگ لے۔ کہاں غافل سویا۔
جو تن اُپجیا سنگ ہی۔ سو بھی سنگ نہ ہویا
(۲) مات پِتا سُت بندھو جن۔ ہت جا سیوں کینا
جِیو چھُوٹیو جب دیہ سے۔ ڈار اگنی میں دینا
(۳) جان بُوجھ کے باورے! تیں کلج بگاڑیو
پاپ کرت سکچیو نہیں۔ نہیں گربھ نواریو
(۴) جہی بدھ گورو اُپدیشیا۔ سو سُن رے بھائی
نانک کہت پُکار کے۔ کہو پربھو شرنائی

۱؎ جس سے پریم کیا ہے۔

(۱۰۰) راگ تلنگ د

ہری یش رے منا! گاے لے
(۱) اَوسر بیتو جات ہے۔ کہیو مان لے
(۲) سمپتی۔ رتھ۔ دھن ...
کال پھانس جب گلا پچ ... رہیو ...
(۳) جان بُوجھ ... کے راکھو ...
پاپ کرت ... 

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ (

# ویراگ

(۱۱۰) راگ کھنگاتا تال تین۔ یا راگ سورٹھ (محلہ ۹)

پریتم جان لیو من ماہیں (ٹیک)

(۱) اپنے سُکھ سے ہی جگ باندھیو۔ کوؤ کاہو کو ناہیں

(۲) سُکھ میں آن بہت مِل بیٹھت۔ رہت چہوں دِش گھیرے

بپتہ پڑی سب ہی سنگ چھاڈت۔ کوؤ نہ آوت نیرے

(۳) گھر کی نار بہت ہِت جاسوں۔ رہت سدا سنگ لاگی

جب ہی ہنس تجی یہ کایا پریت پریت کر بھاگی

(۴) یہ وِدھی کو بیوہار بنیو ہے۔ جاسوں نیہ لگایو

انت بار نانک بِن ہر جی ... کام نہ آیو

(۱) کوئی کسی کا (۲) چاروں طرف ... (۵) پیار (۶) جیو (۷) ... یہ

(۸) محبت۔ موہ ۔

... تو خوش ...

تو خوزے ؟ (ٹیک)

(۱۱۱) راگ ...

جگت میں جھو...

(۹) ...

(۱) پیار

(۱) اپنے ہی سُکھ سیتوں سب لاگے۔ کیا دارا کیا میت
(۲) میرو میرو سب ہی کہت ہیں۔ ہت سیتوں باندھیو چیت
(۳) انت کال سنگی نہیں کوؤ - یہ اچرج ہے ریت
(۴) من مُورکھ اجہوں نہیں سمجھت۔ سکھ دے ہاریو نیت
(۵) نانک بھوجل پار پڑے جو۔ گاوے پربھو کے گیت

(۱) ساتھ (۲) بیوی (۳) دوست (۴) پریم یا غرض کے ساتھ (۵) چت پھنسایا ہُوا ہے (۶) طریقہ (۷) ابھی تک (۸) ہمیشہ (۹) سنسار۔ سمندر ۔

(۱۱۲) راگ دھناسری۔ تال دھالی (محلہ ۹)

سادھو! رچنا رام رچائی (ٹیک)

(۱) اک بنسے اک استھر مانے۔ اچرج لکھیو نہ جائی
(۲) کام کرودھ موہ بس پرانی۔ ہری مورت بسرائی
جھوٹھا تن ساچا کر مانیو۔ جیوں سُوپنا رینائی
(۳) جو دیکھے [illegible] [illegible] بادر کی چھائی
[illegible] کال پھانس جب گل [illegible] رہیو [illegible]
[illegible] رہیو رام سرنائی

(۳) جان بوجھ [illegible] راکھو
پاپ کرت [illegible]

[illegible] نظر آوے (۵) سب کا سب (۶) بادل

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

(۱) جنہاں گھر جھوُلتے ہاتھی
ہزاروں لاکھ تھے ساتھی
اُنہاں کو کھا گئی ماٹی
تُو خوش کر نیند کیوں سویا

(۲) نقارہ کوُچ کا باجے
کہ مارُو موت کا باجے
جیوں شراون میگھرا گاجے
تو خوش کر نیند کیوں سویا

(۳) کہاں گئے خان رماتے
جو سُورج چاند چمکاتے
نہ دیکھے کہاں جی وہ جاتے
تو خوش کر نیند کیوں سویا

(۴) جنہاں گھر لعل اور ہیرے
سدا مکھ پان کے بیڑے
اُنہاں نوں کھا گئے کیڑے
تو خوش کر نیند کیوں سویا

(۵) جنہاں گھر پالکی گھوڑے
زری زربفت کے جوڑے
وہی اب موت نے توڑے
تو خوش کر نیند کیوں سویا

(۶) جنہاں دے بال تھے کالے
ملائیاں دُودھ سے پالے
وُہ آخر آگ میں ڈالے
تو خوش کر [illegible] کیوں سویا

(۷) جنہاں گھر پیار تھا تیرا
[illegible] ڈیرا
نہ پھر وہ کرن گے پھیرا
[illegible] مُہاں کاری
تو [illegible] خورے؟ (ٹیک)

(۱) جن کے گھر (۲) اُنکو (۳) ساون کا بادل (۴) بڑے [illegible] بھی [illegible]

(۱۲۶) راگنی بدھنس۔ تال [illegible]

ایتھے رہنا ناہیں۔ مت خرمستیاں [illegible]

| | |
|---|---|
| (۱) تن مد۔ دھن مد اور راج مد | پی کر مستی نہ کر او |
| (۲) کورو پانڈو بھوج اور بکرم | دس کہاں گئے کدھر او |
| (۳) رام چندر لنکیش ببھیکشن | لنکا کو گئے خالی کر او |
| (۴) کال وارنٹ نکال اچانک | تُرت لے جاسی پکڑ او |
| (۵) ساتھ نہ جاسی سمپت تیرے | ضبط ہو جاسی گھر او |
| (۶) مرگھٹ دے وچ ناسی بھومی | ساڑھے تین ہاتھ بھر او |
| (۷) یہ دیہہ کھیہہ ہو جاسی پل وچ | رُوپ جوبن جاسی جھڑ او |
| (۸) امیر کبیر نہ بچیا کوئی | موت نوں دے کر زر کو |

(۱) راجوں (۲) دھن دولت (۳) مرجھا جاوے

## (۱۱۷) راگ پہاڑی

دھن، زن جوبن سنگ نہ جائے پیارے! یہ سب پیچھے رہجاہیں (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) رین گنوائی دیہہ پسارے | پیارے! کھاکر دِوس گنوائے |
| مانش جنم [illegible] کارتھ کھویا | مورکھ! سمجھ نہ آوے (ٹیک) |
| (۲) جو پیچھے [illegible] ہووے دیوانہ | چاروں دِشا کو دھاوے |
| کال پھانس جب گل [illegible] سمرے | سو انتے پچھتاوے (ٹیک) |
| (۳) جان بوجھ [illegible] کے ہووے سادھو | ایشور کے گن گاویں |
| پاپ کرت [illegible] ہووے | تِس کو بچا ہے بھلاویں (ٹیک) |

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible] (۲) طرف (۴) ودھے (۵) آخر کو۔

(۱۱۸) راگ مارو

اِس تن چلنا پیارے! کہ ڈیرا جنگل میں مانا (ٹیک)

(۱) صورت جوبن بھی چل جاندا | کوئی دن دا ڈھول بجاندا
آخر ماٹی میں ملنا | کہ اِس تن چلنا

(۲) سب کوئی مطلب دا ہے بیلی | تیری جاسی جان اکیلی
اوڑک دِیا نہیں ٹلنا | کہ اِس تن چلنا

(۳) یہ تو چار دِناں دا میلا | رہنا گورو نہ رہنا چیلا
اِس تن آتش میں جلنا | کہ اِس تن چلنا

(۴) جسنوں کہے تو میری میری | یہ نہیں میری ہے نا تیری
اس نے خاک وِچ رلنا | کہ اس تن چلنا ... پیارو

(۵) یہ تن اپنا دیکھ نہ بھُول رہے | رہنا اِ تو کیوں دوانا ہے (ٹیک)
پربھو دے بھجن بِنا گلنا | کہ ...

(۶) مِٹھا بول ہتھوں کچھ دے لے | نیکی تُنارھاری
پچھوں کسے نہیں گھلنا | کہ اِس کرے؟ (ٹیک)

(۱) جان صورت آدمی (۲) کا (۳) ساتھی ۔ دوست (۴) آخری وقت ... بھی صورت ...

(۷) وقت (۸) بھیجنا ۔

## (۱۱۹) راگ جھنگلا

کوئی دم دا یہاں گذارا رے۔ تم کس پہ پاؤں پسارا رے

(۱) یہاں پلک جھلک کا میلا ہے
رہتا گورو نہ رہتا چیلا ہے
کوئی پل کا یہاں گذارا رے
تم کس پہ پاؤں پسارا رے

(۲) یہاں رات سرائے کا رہنا ہے
کچھ مستقر ہوسئے نہ جانا ہے
اُٹھ چلنا سانجھ سکارا رے
تم کس پر پاؤں پسارا را رے

(۳) جیون جل کے بیچ پتاشہ ہے
تینوں جگ کا سبھی تماشا ہے
یہ اپنی آنکھ نہارا رے
تم کس پہ پاؤں پسارا رے

(۴) دیکھین ہیں جو کوئی آئے ہے
سب خاک آگ ہی جل جاوے ہے
سمجھ، کال کا چارا رے
تم کس پہ پاؤں پسارا رے

(۵) رین گنوائی دیہ بسارا ہے
اس کال کے سب گھر پھانسی ہے
مانش جنم [illegible] کارتھ کھوے
تم کس پہ پاؤں پسارا رے

(۶) جو [illegible] ہیں
وے تخت چھوڑ کر بھاجے ہیں
[illegible] جرارا رے
تم کس پہ پاؤں پسارا رے

[illegible] کے [illegible] (۴) اندر (۵) موت (۶) خوراک (۷) جو دیکھنے میں

[illegible]
کال پھانس جب [illegible]
(۳) جان بوجھ [illegible]
پاپ کرت [illegible]

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

(۱۲۰) غزل

(۱) ذرا ٹک سوچ اے غافل! کہ دم کا کیا ٹھکانا ہے
نکل جب یہ گیا تن سے۔ تو سب اپنا بیگانہ ہے } ٹیک

(۲) مُسافر تُو ہے اور دُنیا سرائے ہے بھُول مت غافل!
سفر پرلوک کا آخر تجُھے درپیش آنا ہے (ٹیک)

(۳) لگاتا ہے عبث دولت پہ۔ کیوں تو دِل کو اب ناحق
نہ جاوے سنگ کچھ ہرگز۔ یہیں سب چھوڑ جانا ہے (ٹیک)

(۴) نہ بھائی بندھو ہے کوئی۔ نہ کوئی آشنا اپنا
بخوبی غور کر دیکھا۔ تو مطلب کا زمانہ ہے (ٹیک)

(۵) رہو لگ یاد میں حق کی اگر اپنی شفا چاہو
عبث دُنیا کے دھندوں میں پھُنسا تُو کیوں دوانا ہے (ٹیک)

(۱۲۱) راگ دیو گندھاری

ہاں من! کیوں ابھماں کرے؟ (ٹیک)

جوبن دھن کھِن بھنگر تن پے کا ہے ... بی ...

جل وِچ پھین بُدبُدا جیسے ...

(۱) ایک لمحہ میں ناش ہونے والا ؎

تیُوں یہ دیہ بھیہ ہوے چمن میں بھورؔ نہ دیکھ پڑے
سندر محل بہل رنتھ باجن۔ یہیں رہ جات دھرے
بھائی بندھو کوئی سنگ نہ لاگے۔ نہ کوئی ساکھ بھرے۔
چام کے دیہ سے پریتؔ لگاوے۔ ہس پن ناہیں ٹرے
دھرک تو کو ارے! اتی سندر ہری۔ تاکی سدھ نہ کرے
ہری چرچا ست سیوا ارچا۔ ان تےؔ نپٹ ڈرے
کُوکرؔ سُوکر تیہ بھوگؔ رت اندھ ہوے وچرے

(۲) پھر۔ بعد ازاں (۳) موہ۔ محبت (۴) ٹوہما۔ بھجن (۵) کتے اور سور کی طرح بھوگوں میں رہیں عیش میں غلطاں ٭
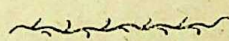
(۱۲۲) راگ ساون تال دیپ چندی
منا! تیں نے رام نہ جانیا رے (ٹیک)

جیسے موتی اوس کارے۔ تیسے یہ سنسار | دیکھت ہی کو جھلملا رہا جات نہ لاگی بار۔ منا!
سونے کا گڑھ لنک بنایو سونے کا دربار | رتی اک سونا نہ ملا رہو ایک دن مرتی بار منا!
دن گنوا [illegible] اریٌن [illegible] | سُورداس بھجو بھگونتا ہونی ہووے سو ہو منا!

[illegible] بوجھ [illegible] راٹ ٭
پاپ کرت [illegible] ٭

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

تیوں یہ دیہ رکھیہ ہوئے چھن میں بھور نہ دیکھ پڑے

سندر محل نہل رکنہ باہن - بہیں رہ جات دھرے

بھائی بندھو کوئی سنگ نہ لاگے - نہ کوئی ساکھ بھرے -

چام سکے دیہ سے پریت لگاوے - اُس پن نا ہیرئے

دھرک تو کو ارے! اتی سندر ہری - تا کی سُدھ نہ کرے

ہری چرچا ست سیوا ارچا - ان تے پنت ٹرے

کوکر شوکر تیہ بھوگ رت اندھ ہوئے وچرے

(۲) پھر - بعد ازاں (۳) موہ - محبت (۴) پوجا - بھجن (۵) کتے اور سور کی

میں لیس عیش میں غلطاں ۞

(۱۲۲) راگ ساون تال دیپ چندی

منا! تیں نے رام نہ جانیا

جیسے موتی اوس کا رے - تیسے یہ سنسار

سونے کا گڑھ لنک بنایو سونے کا دربار

... دن گنوا کر ... رے ارتھ بیا دہی سوئے

... بوجھ ...

پاپ کرت ...

ل وہاں اٹک رہا

دل وہاں اٹک رہا

ت میں ہر اک بھٹک رہا

آگے پردۂ غفلت لٹک رہا

سر میں دل میں جگر میں کھٹک رہا

دیکھتے ہیں جو اسکی راہ میں اُس سے اٹک رہا

رقی اک بگلوں میں برسوں ہی سر کو پٹک رہا

شور دنیا وسوسہ کا کانٹا ہے دل میں کھٹک رہا

(۱) عمر - وقت (۲) ساتھ د

ناشُت کُٹنب قبیلو۔ دھن جوبن ٹھکُرائی

چنچل کوئی نہیں تیرو تو نہ کسی کو سنگ دیو للچائی

جیون مرن میں تہین ڈھول اڑائی۔ جیا! تو کو......

رکت تیں تے اُپن کن سے کرت ہے۔ ایک برہم رہیو چھائی

کانچ کے ہیت جیسے سوان ہے کلچ بھون ہیں بھونک بھونک مرجائی

برہمانند سمیپ نہیں پائی۔ جیا تو کو....

(۱) رات دن (۲) بندر (۳) ن لٹکت۔ بھٹک رہیو بھرمائی

نہ جلئے گی مرگ جل پیوت۔ اپنو بھرم گنوائی

(۴) (۱۲۷) لے بھاگی۔ جیا! تو کو....

بھجن بن برتھا، گھٹ رہت سمائی

بال پنوں سب کھیل گنوایو ارے بھجن بن کبھوں نہ رُوپ دکھائی

بوڑھے روگ گرسی سب کایا شدائی۔ جیا تو کو......

جپ تپ تیرتھ دان نہ کینو

اے من رے! بنا پربھو سمرن

نا ... سے مطلب ہے (۴) غیر متحرک۔ مقیم

جا ... ہے دنیا کار۔ لاشکل۔

(۱) بے فائدہ (۲) جوانی (۳) وشئے بھوگ (۴) ... بھی ... 

(۵) دوسرے کا غلام ... تال نہ ...

ماتؔ پِتا سُت کُٹنب قبیلو۔ دھن جوبن ٹھکُرائی
کوئی نہیں تیرو تو نہ کسی کو سنگ دیہو بِلّچائی
عُمر میں تہین دُھول اُڑائی۔ جِیا! تو کو......
راگ دویش تُوں کن سے کرت ہے۔ ایک برہم رہیو چھائی
جیسے سُوان رہے کانچ[1] بھون میں بھونک بھونک مرجائی
خبر اپنی نہیں پائی۔ جِیا تو کو.....
لوبھ لالچ کے بیچ تُوں لٹکت۔ بھٹک رہیو بھرمائی
ترشنا[2] نہ جلے گی مرگ جل[3] پیوت۔ اپنو بھرم گنوائی
شیام کو جان لے بھائی۔ جِیا! تو کو....
اگم۔ اگوچر۔ الکھ۔ اروپی۔ گھٹ گھٹ رہت سمائی
شور شیام۔ پربھو! تمہارے بھجن بن کبہوں نہ رُوپ دکھائی
شیام کو آؤ لکھو شدائی۔ جیا تو کو......

(۱) شیشوں کی دیواروں کا محل (۲) پیاس (۳) سراب سے مطلب ہے (۴) غیر متحرک۔ مقیم (۵) جو اندریوں کی پہنچ سے باہر ہو (۶) شُدھ۔ پاک (۷) نراکار۔ لاشکل۔ (۸) آؤ سمجھیں (۹) ہمیشہ

## (۱۳۱) راگ کھاج تال وادرا

ترتیبر بھیو ویراگ تو مان اَپمان کیا
خود مستی کرست تو پھر ہدراپان کیا
بیت راگ جب بھیئے (تو) جگت کی لوٹ کیا
چاہ رجُو سے بندھیو تو پھر مروڑ کیا

جانیو اپنا آپ تو وید پوران کیا
رنچا دیہہ ادھیاس۔ تو آتم گیان کہا
نرن وِرت جانیو جگت تو لاکھ کروڑ کیا
رنچا بھرانتی ساتھ تو برباد بھور کیا

(۱) ور اسابھی جسم سے تعلق (۲) ضرورت (۳) گھاس کے تنکے کی مانند (۴) خواہش یا تمنا کی رسی سے بندھا ہو (۵) جھگڑا۔ فساد (۶) اور زیادہ

---

## (۱۳۲) راگ بھیروی تال وادرا

(۱) یہ پیٹھ عجب ہے دُنیا کی اور کیا کیا جنس اکٹھی ہے
یاں مال کسی کا میٹھا ہے اور چیز کسی کی کھٹّی ہے
کچھ پکتا ہے کچھ بھنتا ہے۔ پکوان مٹھائی بھٹّی ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ چولھا بھاڑ نہ بھٹّی ہے
غُل [illegible] آگ ہوا اور کیچڑ پانی مٹّی ہے
[illegible] کو سب دھوکے کی سی ٹٹّی ہے
[illegible] بوجھ [illegible]
پاپ کرت [illegible] تخت کھڑا ہوتا ہے
[illegible] کرتا ہے کوئی گور پڑا کھدوا تا ہے

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

کوئی بھائی باپ چچا نانا کوئی بابا پوت کہاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہیں رشتہ ہے نہیں ناتہ ہے (ٹیک)
(۳) کوئی بال بڑھائے پھرتا ہے کوئی سر کو گھوٹ منڈاتا ہے
کوئی کپڑے رنگے پہنے ہے کوئی ننگ مننگا آتا ہے
کوئی پوجا کتھا بھجن نے ہے کوئی روتا ہے کوئی گاتا ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو سب چھوڑ اکیلا جاتا ہے (ٹیک)
(۴) کوئی ٹوپی ٹوپ سجاتا ہے کوئی باندھ پھرے عمامہ[2] ہے
کوئی صاف برہنہ پھرتا ہے نے پگڑی[3] نے پاجامہ ہے
کمخواب گزیں اور گاڑھے کا نت قضیہ ہے ہنگامہ ہے
جب دیکھا خوب تو آخر کو نہ پگڑی ہے نہ جامہ ہے (ٹیک)

(۱) کہے ہے سناوے ہے (۲) پگڑی (۳) نہیں ؛

(۱۳۳) راگ کھماچ۔تال دادرا

جو خاک سے بنا ہے وہ آخر کو خاک ہے (ٹیک)
(۱) دنیا سے جبکہ اولیا اور انبیا اٹھے ... بی ... سو ... 
اجسام پاک انکے اسی خاک تال ...

(۱) بڑے بڑے پیغمبر۔رشی۔ (۲) نبی۔ بڑے بڑے ...

رُوحیں ہیں خوب جان میں رُوحوں کی ہیں مزے
یہ جسم سے تو اب یہی ثابت ہُوا مجھے (ٹیک)

(۲) وہ شخص تھے جو سات ولایت کے بادشاہ
حشمت میں جنکی عرش سے اُونچی تھی بارگاہ
مرتے ہی اُنکے تن ہوئے گلیوں کی خاک راہ
اب اُن کے حال کی بھی یہی بات ہے گواہ (ٹیک)

(۳) کس کس طرح کے ہوگئے محبوب کج کُلاہ[1]
تن جن کے مثلِ پھول تھے اور منہ بھی رشکِ ماہ
جاتی ہے اُن کی قبر پہ جس دم میری نگاہ
روتا ہوں جب تو میں یہی کہہ کے دل میں آہ (ٹیک)

[1] ٹیڑھی ٹوپی والے معشوق

(۳۴) سائیں کی صدا (کافی)

| | |
|---|---|
| (۱) یہ دُنیا جائے گُذشتنی ہے | سائیں کی ہے یہ صدا بابا |
| یہاں جو ہے رُوے برفتنی ہے | تُو اِس میں دل نہ لگا بابا |
| (۲) گیانی [illegible] | جو جو تھے لاثانی نہ رہے |
| [illegible] بوجھ [illegible] | اِس فانی کو کہاں بقا بابا |
| پاپ کرت [illegible] | کتنے کیسے کیسے محل سنگیں |

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ د

ہیں آج کہاں وہ مکان و مکیں
نہ نشان رہا نہ پتہ بابا
(۴) نہ وہ شور رہے نہ وہ پیر رہے
نہ وہ شاہ رہے نہ وزیر رہے
نہ امیر رہے نہ فقیر رہے
مولا کا نام رہا بابا
(۵) جو چیز یہاں ہے فانی ہے
جو شے ہے آنی جانی ہے
دنیا وہ رام کہانی ہے
کچھ حال ہمیں نہ کھلا بابا
(۶) ال اعمال کو لاتے ہیں
پھل ساتھ اپنے لیجاتے ہیں
جو دیتے ہیں سو پاتے ہیں
ہے یوں ہی تار لگا بابا
(۷) آنے جانے کا یہاں تار لگا
دنیا ہے اک بازار لگا
دل اس میں تو نہ زنہار لگا
کب نکلا وہ جو پھنسا بابا
(۸) یاں مرد وہی کہلاتے ہیں
جو جا کر پھر نہیں آتے ہیں
جو آتے ہیں اور جاتے ہیں
وہ مرد نہیں اصلا بابا
(۹) کیوں عمر عبث تو نے کھوئی
کچھ کر لے اب بھی خدا جوئی
میں کہتا ہوں تجھ سے یہاں کوئی
نہ رہا۔ نہ رہا۔ نہ رہا بابا
(۱۰) نہ کر نہ کر بستر اپنا
باندھ اٹھ کر رخت سفر اپنا
دنیا کی سرائے کو گھر اپنا
[illegible] بھی سو [illegible]
(۱۱) کیا گھوڑے بیچ کے سویا ہے
گیا [illegible] تاں نہ [illegible]

(۱) سورما (۲) بہادر ۔

جو سویا ہے وہ رویا ہے
(۲۰) جتنا یہ مال خزانہ ہے
سب چھوڑ کے یہاں سے جانا ہے
(۲۱) کیوں دل دولت میں لگایا ہے
یہ چلتی پھرتی چھایا ہے
(۲۴) دُنیا نہ کبھو تو میری ہے
سائیں کی جیسے پھیری ہے
(۲۵) یہ مُلک و مال۔ یہ جاہ و حشم
سب جیتے جی کے ہیں ہمدم
(۲۶) جو نیک کمائی کرتے ہیں
جو جیتے جی ہی مرتے ہیں

کہتے ہیں مرد خدا بابا
اور تُو نے اپنا مانا ہے
کرنا ہے اکٹھا کیا بابا
سچ کہتا ہوں جھوٹی مایا ہے
کیا ہے اعتبار اِس کا بابا
غافل! دُنیا کب تیری ہے
پھرتا ہے تُوں اس جا بابا
یہ خویش و اقارب جو ہیں ہم
پھر چلنا ہے تنہا بابا
جو سانسوں پار گزرتے ہیں
جینا ہے بس اُن کا بابا

(نوٹ) یہ غزل لالہ شورج نراین صاحب مہر کی ہے اور نہایت ویراگ بھری سمجھنے سے باب ہذا میں شامل کر دی گئی ہے۔

غزل (۱۳۵)
از فرزانہ

[illegible] بوجھ [illegible]
پاپ کرت [illegible]
[illegible] واب ست یا بادست یا افسانہ

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

کیست آنکس کو برو شیدا شود جاں میدہد
گفت یا دیو است یا غُول است یا دیوانۂ

## مطلب

(۱) مَیں نے ایک عقلمند سے پُوچھا کہ دُنیا کیا ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ یا تو یہ خواب ہے یا ہوا ہے۔ یا کہانی۔

(۲) پھر میں نے پُوچھا کہ وہ کون ہے کہ جو اِس دُنیا پر شیدا ہوتا جان دیتا ہے۔ اُس نے جواب دیا کہ یا تو وہ دیو ہے۔ یا شیطان ہے۔ اور یا پاگل ؛

# عشق بھگتی

(۱۳۶) راگ کھماچ تال دادرا

کلیدِ عشق کی سینہ کو دیجئے تو سہی
مچا کے لوٹ کبھی سیر کیجئے تو سہی

کرو شہید خودی کے سوار کو رو کر
یہ جسم دُلدلِ(۱) بے یار کیجئے تو سہی

جلا کے خانہ و اسباب مثلِ نیرو(۲) کے
مزا مرود کا شعلوں کا لیجئے تو سہی

ہے خم تو مے سے لبالب یہ تشنہ کامی کیوں
لو توڑ مُہرِ خودی مے بھی پیجئے تو سہی

اُڑا پتنگ محبت کا چرخ سے بھی دور
خرد کی ڈور کو اب چھوڑ دیجئے تو سہی

فراد کھائیں گے جو کہدو تو رام(۳) ہیں ہی ہم تو
زمیں زماں کو بھی یوں رام(۴) کیجئے تو سہی

(۱) بغیر سوار یا مالک کے گھوڑا (۲) روم کے ایک بادشاہ کا نام ہے جس نے ایک دفعہ اپنے ملک کو آگ لگاکر خود پہاڑی پر چڑھ کر خوب رنگ رلیاں منائیں۔ اور جب آگ بھڑکنے پر معصوم بچوں و لوگوں کو جلتے اور پھُدکتے دیکھا تو بڑی خوشی کی۔ (۳) یہ سوامی جی کا اپنا تخلص ہے (۴) تابعدار۔ غلام۔ فرماں بردار۔

(۱۳۷) راگ [illegible] تال دادرا

[illegible] بوجھ [illegible]
[illegible] عانہ نیست

پاپ کرت [illegible]
[illegible] کباب و فرصتِ پیمانہ نیست

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

سخت مخموری ہے طاری خواہ کوئی کیا کچھ کہے
پست ہے عالم نظر میں وحشتِ دیوانہ نیست

الوداع اے مرضِ دنیا! الوداع اے جسم و جان!
اَے عطش[1]! اے جوع[2] چلو۔ اینجا کبوتر خانہ نیست

کیا تجلی ہے یہ نارِ حسن شعلہ خیز ہے
مارے پَر ہی یہاں پر طاقتِ پروانہ نیست

مہر ہو مہ ہو دبستاں[3] ہو گلستاں کوہسار
موجزن اپنی ہے خوبی صورتِ بیگانہ نیست

لوگ بولے گہن[4] نے سورج کو پکڑا ہے غلط
خود ہیں تاریکی میں۔ بر من سایہ مجوبانہ نیست

اُٹھ مِری جاں! جسم سے۔ ہو غرق ذاتِ رام میں
جسم بدریشور کی مورت۔ حرکتِ فرزانہ نیست

(۱) پیاس (۲) بھوک (۳) مکتب (۴) سورج گرہن سے مراد ہے (۵) جیسے بدری نارائن جی کی مورت بالکل بجس و حرکت ہے۔ ایسے رام کا شریر اپنے انوبھو کے وقت بالکل بجس و حرکت تھا

... بی سوداغ

(۱۳۸) جھنجوٹی۔ تال پٹھ...

بھاگ تِنہاں دے اچھے جنھ...

جد[1] "میں" سی تان[2] دلبر ناسی۔ "میں" نکسی، پیا گھٹ گھٹ باسی
خصم[3] مرے۔ گھر وستے، بھاگ تنہاں دے اچھے، جنہاں نوں رام ملے
جد "میں" مار بچھانؔ ول سٹیان۔ پریم نگر چڑھ سیجے سُتیان
عشق ہلارے دسّتے[5]، بھاگ تنہاں دے اچھے۔ جنہاں نوں رام ملے
چادر پھوک شرع دی سیکاں۔ اکھیاں کھول۔ دلبر نوں دیکھاں
بھرم بُھلّے سب نسّے[6]۔ بھاگ تنہاں دے اچھے، جنہاں نوں رام ملے
ڈھونڈ ڈھونڈ کے عمر گنوائی۔ جاں گھر اپنے جھاتی پائی
رام سجے رام کھبے۔ بھاگ تنہاں دے اچھے۔ جنہاں نوں رام ملے

(۱) جب (۲) تب (۳) خاوند۔ مراد اہنکار سے ہے (۴) جب اہنکار کو مار کر ہم نے پیچھے گرا دیا (۵) دکھلا دے (۶) بھاگ گئے۔ دور ہو گئے (۷) دائیں (۸) بائیں۔

(۱۳۹) راگ بھیروی۔ تال دادرا

عقل کے مدرسے سے اُٹھ عشق کے میکدے میں آ
جامِ شرابِ بیخودی اب تو پیا جو ہو سو ہو
... بوجھ ... اُٹھی۔ بھسم ساں سب جل گیا
پاپ کرت ... جان و تن کچھ نہ بچا جو ہو سو ہو
... کیں اُس کے رو برو

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ ...

ناز و ادا سے مُسکرا کہنے لگا جو ہو سو ہو

عِشق میں تیرے کوہِ غم سر پہ لیا جو ہو سو ہو
عَیش و نشاطِ زندگی سب چھوڑ دیا جو ہو سو ہو
دُنیا کے نیک و بد سے کام ہمکو نیاز کچھ نہیں
آپ سے جو گذر گیا پھر اُسے کیا جو ہو سو ہو

(۱۴۰) راگ بھیروی۔ تال دادرا

اَے دِل، تو راہِ عشق میں مردانہ ہو۔ مردانہ ہو
قُربان کر اپنی جان کو جانانہ ہو۔ جانانہ ہو
تُو حضرتِ انساں ہے۔ لازم تجھے عرفان ہے
ہرگز نہ تُو حیوان سا دیوانہ ہو دیوانہ ہو
ہر غم سے تُو آزاد ہو۔ خورسند ہو اور شاد ہو
ہر دو جہاں کے فکر سے بیگانہ ہو بیگانہ ہو
کر ترک زُہد زاہدا مجلس نشیں رِندوں کا ہو
دیوانگی سے در گذر [illegible] سودائی
مَیں تُوں کا منشہ عقل ہے لازم ہے [illegible]
پی کر شراب [illegible]

(۱۴۱) لاؤنی سویا

سمجھ بوجھ دل کھوج پیارے! عاشق ہوکر سونا کیا
جن نینوں سے نیند گنوائی تکیہ لیف بچھونا کیا
روکھا سوکھا رام کا ٹکڑہ چکنا اور سلونا کیا
پایا ہے تو کر لے شادی پائی پائی پر کھونا کیا
کہت کمال پریم کے مارگ[1] سیس[2] دیا پھر رونا کیا

(۱) راستہ (۲) سر

(۱۴۲) راگ کھماج۔تال دادرا

اب تو میرا رام نام دوسرا نہ کوئی ڈھیک
ماتا چھوڑی پتا چھوڑے۔چھوڑے سگا سوئی
سادھو سنگ بیٹھ بیٹھ لوک لاج کھوئی۔اب...
سنت دیکھ دوڑ آئی۔جگت دیکھ روئی
پریم آنسو ڈار ڈار امر بیل بوئی۔اب.....
مارگ[2] میں تارن[3] ملے سنت رام دوئی
سنت سدا شیش[4] پر رام ہردیہ ہوئی
انت ... [illegible] ... ڈھیو پچھے رہی سوئی
... بوجھ ... [illegible]
پاپ کرت ... [illegible] ... بھیجو وش[5] کا پیالہ۔پیتے مست ہوئی

(۱) عمر۔وقت (۲) ساتھ ... [illegible] ... (۲) رستہ (۳) تیرانے والا۔پار کرنے والا (۴) سر۔مستک (۵) زہر

اب تو بات پھیل گئی - جانے سب کوئی
داس میراں لعل گردھر ہونی سی سو ہوئی

(۳۴۱) راگ کالنگڑا - تال دھالی

مائی میں نے گوبند لینا مول (ٹیک)

کوئی کہے منہگا کوئی کہے سستا - لیا ترازو تول - مائی
کوئی کہے ہلکا کوئی کہے بھاری کوئی کہے انمول - مائی
بندرابن کی کُونج گلی میں لیا بجا کے ڈھول - مائی!.....
تن من دھن سب وار کے پھینکے - لیا مُفت کے بول - مائی
سارے برج میں چرچا پھیلی - میراں ملی گردھر دل کھول - مائی!..

(۴۴۱) راگ کھماج تال دادرا

رام کی دیوانی - میرا درد نہ جانے کوئی (ٹیک)
(۱) گھائل کی گت گھائل جانے - جو کوئی گھائل ہوئے
شیش ناگ پہ سیج پیا کی - کِسی [illegible] ملنا ہوئے
(۲) درد کی ماری بن بن ڈولوں - بید ملا [illegible]
میراں کی پیڑا پربھو کیسے

(۱) بھگوان کرشن سے مُراد ہے

(۱۴۵) راگ کھماج۔ تال دادرا

میرو تو گردھر گوپال۔ دُوسرا نہ کوئی (ٹیک)

(۱) جا کے سِر مور مُکٹ۔ میرو پتی سوئی
تات[1] مات بھرات بندھو۔ اپنا نہیں کوئی

(۲) چھوڑ دیئی کُل کی کان۔ کیا کریگا کوئی
سنتن[2] ڈھگ بیٹھ بیٹھ۔ لوک لاج کھوئی

(۳) آنسوؤن جل سینچ سینچ۔ پریم بیل بوئی
اب تو بیل پھیل گئی۔ آنند پھل ہوئی

(۴) آئی میں بھگتی جان۔ جگت دیکھ موہی
داس میراں گردھر پربھو۔ تارو اب موہی

(۱) باپ ماں بھائی بندھو (۲) خاندان کی نسل (۳) سادھوؤں کے پاس۔

(۱۴۶) راگ کھماج۔ تال دادرا

(ٹیک) میرو تو گردھر گوپال دُوسرا نہ کوئی
[illegible] بوجھ [illegible] سرا نہ کوئی سادھو! دُوسرا نہ کوئی

پاپ کرت [illegible] تی سے بلوئی۔ گھرت گھرت کاڈھ لینو۔ چھاچھ پیوے کوئی
[illegible] پریم بیل بوئی۔ چھانڈ دئی کُل کی ریت لاج سب گنوئی

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ [illegible]

(۳) سنتن سنگ بیٹھ بیٹھ۔ لوک لاج کھوئی۔ داس میراں لال گردھر ہونی ہو سو ہوئی

---

(۱۴۷) ساکی - راگ جوگی

رانا جی! میں سانورے رنگ راتی (ٹیک)

(۱) جنکے پیا پردیش بست ہیں۔ رکھ لکھ بھیجت پاتی

میرو پیا میرے ہردیہ بست ہیں یہ کچھو کہیں نہ جاتی

(۲) جھوٹا سوہاگ جگت کاری سجنی ہوے ہوے مٹ جاسی

میں تو ایک انباسی وروں گی جاٹھے کال نہیں کھاسی

(۳) اور تو پیالہ پی پی ماتی۔ میں بن پئے ہی ماتی

یہ پیالہ ہے پریم ہری کا - جھکی رہوں دن راتی

(۴) میراں کے پربھو گردھر ناگر - کھول ملی ہری سے میں چھاتی

کوئی کہے کھری کہ کھوٹی - میری پریم کی ریتی سہاتی

(۱) بھگوان کرشن کے رنگ میں رنگی ہوئی۔ (۲) پیارے (۳) خط۔ پتر (۴) اے پیاری۔

(۵) جس کو یا جس سے (۶) مستہ ہوئی (۷) پسند آئی۔

---

(۱۴۸) ساکی۔ راگ جوگ

میں گردھر سنگ راتی گیاں! میں گر

| | |
|---|---|
| (۱) پنچ رنگ چونر رنگا دی سکھی | میں جُھرمٹ کھیلن جاتی |
| وا جُھرمٹ میرا پیا ملیگا | واہی کو گلے لگاتی |
| (۲) سُرت نِرت کا دیوا بنا کے | منسا کی کرلے باتی |
| پریم ہٹی کا تیل منگا کے | جگ رہیو دن اور راتی |
| (۳) جھکے پیا پردیش بست ہیں | لکھ لکھ بھیجیں پاتی |
| میراں کے پیا ہردیہ بست ہیں | نا کہیں آتی نہ جاتی |

(۱) پیاری سکھیوں کے گروہ میں (۲) اُس گروہ میں (۳) دھیان - برتی (۴) من (۵) پیارے (۶) خط - پتر ۞

(۱۴۹) ساکی - راگ جوگی

بھج من چرن کمل انباشی (ٹیک)

(۱) جو تو ہے دیکھے دھرتی گگن بیچ تے تاتی سب اُٹھ جاسی

(۲) کہا بھیو تیرتھ برت کینے - کہا لئے کروٹ کاسی .

گھر میں وستو دھری نہیں سُوجھے - بن بن پھرت اداسی

[illegible] بوجھ [illegible] جو بھگواں پہنے - گھر تج ہو سنیاسی

پاپ کرت [illegible] نہیں جانی - اُلٹ جنم کر پھانسی

[illegible] (۳) کیا ہُوا ۞

(۱) عمر - وقت (۲) ساتھ [illegible]

(۲) عرض کروں اَبلا[1] کر[2] جوڑی - ہری تمہاری داسی
میراں کے پربھو گردھر ناگر - کاٹو یم کی پھانسی

(۱) بھولی اِستری (۲) ہاتھ جوڑے ۔
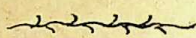
(۱۵۰) راگ دیش یا سوہنی - تال تیورا

یُوہیں آمدِ عشق کا مُجھے دِل نے مُژدہ سُنا دیا
خِرد و حواس و شکیب نے وہیں کوسِ[1] کُوچ بجا دیا
جسے دیکھنا ہی محال تھا نہ تھا جس کا نام و نشاں کہیں
سو ہر ایک ذرّے میں عِشق نے مجھے اُسکا جلوہ دکھا دیا
کروں کیا بیاں میں ہمنشیں - اثر اُس کی لُطفِ نگاہ کا
کہ تعیّنات کی قید سے مجھے ایک دم میں چُھڑا دیا
وُہ جو نقشِ پاء کی طرح رہی تھی نمُود اپنے وجُود کی
سو کشش سے دامنِ ناز کی اُسے بھی زمیں سے مِٹا دیا
تِری ناصحا[2]! یہ چُناں چُنیں کہ ہے خود پسندی کے سب قریں
نہ دکھائی دیگی تجھے کہیں کبھی جو کسی ۔ بھائی
تجھے عشقِ دِل سے ہی کام تھا نہ کہ اُستخوانوں کی ... بھی سودائی

(۱) چلنے کا نقارہ (۲) اے نصیحت کرنے والے ۔

غضب ایک شیر کے واسطے تو نے نیستان[1] کو جلا دیا

یہ نہال شعلۂ حسن کا تیرا بڑھ کے سر بفلک ہوا

میری کاہِ ہستی نے مشتعل ہو اسے یہ نشو و نما دیا

(۱) جنگل ٭

(۱۵۱) راگ سوہنی۔ تال تیورا

خبرِ تحیرِ عشق سن نہ جنوں رہا نہ پری رہی

نہ تو تو رہا نہ تو میں رہا جو رہی سو بے خبری رہی

شاہِ بے خودی نے عطا کیا مجھے جب لباسِ برہنگی

نہ خرد کی بخیہ[1] گری رہی نہ جنوں کی پردہ دری رہی

وہ جو ہوش و عقل و حواس تھے تیری یوں نگاہ نے اڑا دیئے

کہ شرابِ صد قدحِ آرزو[2] خُمِ دل میں تھی سو بھری رہی

چلی سمتِ غیب سے اک ہوا کہ چمن غرور کا جل گیا

وہ شمع خانہ[3] جلا کے سب گلِ شرح ساں ہی ہری رہی

گھڑی تھی کہ جب گھڑی لیا درس نسخۂ عشق کا

(۱) ... بوجھ ... (۲) خواہشوں کے سو پیالوں کی شراب یعنی بے انتہا آرزوئے ... پاپ کرت ... چراغ مراد آتم دیو سے ہے ٭

(۱) عمر۔ وقت (۲) ساتھ د

کہ کتابِ عقل کی طاق پر جو دھری تھی یُوں ہی دھری رہی

ترے جوشِ حیرتِ حُسن کا ہُوا اِس قدر سے اثر یہاں

نہ تو آئینے[۴] میں جلا[۵] رہی نہ پرتی[۶] میں جلوہ گری رہی

کیا مست بادۂ[۷] عشق نے دلِ بے نوائے سراج کو

نہ حذر رہا نہ خطر رہا۔ جو رہی سو بیخطری رہی

(۴) یہاں مُراد انتہ کرن یعنی قلب کے شیشے سے ہے (۵) چمک دمک یعنی صفائیٔ قلب (۶) برتی یا خیال سے مُراد ہے (۷) عشق آلہی کی شراب یعنی پریم رس سے مُراد ہے۔

(نوٹ) یہ غزل دراصل سراج کی ہے مگر سوامی جی نے تقریباً اسے آدھا بدلدیا ہے

---

(۱۵۴) راگ بھیروی۔ تال غزل

تماشۂ جہاں ہے اور بھرے ہیں سب تماشائی

نہ صُورت اپنے دلبر سی کہیں اب تک نظر آئی

نہ اُس کا دیکھنے والا نہ میرا پُوچھنے والا

اِدھر یہ بیکسی اپنی۔ اُدھر اُس کی وہ تنہائی

مجھے یہ دُھن کہ اُس کے طالبوں میں نام ہو جائے

اُسے یہ کد[۱] کہ پہلے دیکھ لو ہے یہ بھی سودائی

(۱) ضد۔ ہٹھ۔

مجھے مطلوب دِیدار اُس کا اِک خلوت کے عالَم میں
اُسے منظور میری آزمایش میری رُسوائی۔

مجھے دھڑکا کہ آزُردہ نہ ہو مجھ سے وہ کچھ دِل میں
اُسے شِکوہ کہ تُو نے کیوں طبیعت اپنی بھٹکائی

مَیں کہتا ہُوں کہ تیرا حُسن عالم سوز ہے جاناں!
وُہ کہتا ہے کہ کیا ہو گر کرُوں مَیں زُلف آرائی

مَیں کہتا ہُوں کہ تجھ پر اِک زمانہ جان دیتا ہے
وُہ کہتا ہے کہ ہاں بے اِنتہا ہیں میرے شیدائی

مَیں کہتا ہُوں کہ دِلبر! مَیں نہیں ہُوں کیا تیرا عاشق
وُہ کہتا ہے کہ مَیں تو رکھتا ہُوں ایسی ہی رعنائی(۱)

مَیں کہتا ہُوں کہ تُو نظروں سے میری کیوں ہُوا اوجھل
وُہ کہتا ہے یہی اپنی ادا مجھکو پسند آئی

مَیں کہتا ہُوں تیرا یہ حُسن اور دیکھوں نہ مَیں ہم سکو
وہ کہتا ہے کہ مَیں خود دیکھتا ہُوں اپنی زیبائی

مَیں کہتا ہُوں کہ حد پردہ کی آخر تا بکے پردہ؟
وہ کہتا ہے کہ کوئی جب تلک نہ ہوا بینا شناسائی

(۱) بانکپن یا خوبصورتی

مَیں کہتا ہُوں کہ اب مجھ کو نہیں ہے تابِ فُرقت کی
وُہ کہتا ہے کہ عاشق ہو کے کیسی ناشکیبائی
مَیں کہتا ہُوں کہ صُورت اپنی دِکھلا دیجئے مُجھکو
وہ کہتا ہے کہ صُورت میری کِسکو دیگی دکھلائی
مَیں کہتا ہُوں کہ جاناں! اب تو میری جان جاتی ہے
وُہ کہتا ہے کہ دِل میں یاد کر کیونکر بھی وہ آئی
مَیں کہتا ہُوں کہ اِک جھلکی ہے کافی میری تسکیں کو
وہ کہتا ہے کہ بامِ طُور[1] پر بھی کیا نِدا آئی
مَیں کہتا ہوں کہ مجھ بے صبر کو کس طور صبر آئے؟
وہ کہتا ہے کہ میری یاد کی لذّت نہیں پائی
مَیں کہتا ہُوں یہ دامِ عشق بے ڈھب تُونے پھیلایا
وہ کہتا ہے کہ میری خود پسندی میری خودرائی[2]

(۱) اُس پہاڑ کی چوٹی پر سے مُراد ہے کہ جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو شعلہ کی شکل میں خدا کے درشن ہُوئے اور جس سے وہ پہاڑ کوہِ طُور مشہور ہُوا۔ (۲) اپنی تجویز۔ میری مرضی یا ترنگ ؛

(۱۵۳) راگ کونبہ یا پیج۔تال دھمال

ہمن ہیں عِشق کے ملتے ہمن کو دولتاں کیا رے
نہیں کچھ مال کی پرواہ۔کسی کی منّتاں کیا رے
ہمن کو خُشک روٹی بس۔کمر کو یک لنگوٹی بس
سرے پر ایک ٹوپی بس۔ہمن کو عِزّتاں کیا رے
قبا شالا : وزیروں کو۔زری زربفت امیروں کو
ہمن جیسے فقیروں کو جگت کی نعمتاں کیا رے
جنھوں کے سجن سیانے ہیں۔اُنہیں کو خلق مانے ہے
ہمن عاشق دیوانے ہیں۔ہمن کو مجلساں کیا رے
کیو ہم درد کا کھانا۔پیو ہم ہھسم کا پانا
وَلی بس شوق من بھانا۔کسی کی مصلحتاں کیا رے

(۱) شاعر کا نام ہے ۞

(۱۵۴) راگ گارا۔تال دادرا

ہم کُوئے درِ یار سے کیا ٹل کے جائیں گے
ہم نہ پتھّر ہیں پھسلنے کہ پھِسل جائیں گے
وصلِ صنم کو چھوڑ کر کیا کعبہ جائیں گے

وہاں بھی وہی صنم ہے تو کیا منہ دکھائیں گے
ہم اپنے کوئے یار کو کعبہ بنائیں گے
لیلیٰ بنیں گے ہم اُسے مجنوں بنائیں گے
غیروں سے مت ملو کہ ستمگر بنائیں گے
ہم سے ملا کرو تمہیں دلبر بنائیں گے
آسن جمائے بیٹھے ہیں در سے نہ جائیں گے
ہم کہکشاں بنیں گے تمہیں ماہ رُو بنائیں گے

(۱۵۵) راگ گارا۔ تال دھمال

کُندن کے ہم ڈلے ہیں جب چاہے تو گلا لے | باور نہ ہو تو ہمکو لے آج آزمالے
جیسی تیری خوشی ہو سب ناچ تو نچالے | سب چھان بین کرلے ہر طور دل جمالے

راضی ہیں ہم اُسی میں جس میں تیری رضا ہے
یاں یوں بھی واہ وا ہے اور ووں بھی واہ وا ہے

یا دل سے اب خوش ہو کر کر ہمکو پیار پیارے | یا تیغ کھینچ ظالم ٹکڑے اُڑا ہمارے
جیتا رکھے تو ہمکو یا تن سے سر اُتارے | اب تو نظیر عاشق کہتے ہیں یوں پکارے

ٹیک

اب در پہ اپنے ہمکو رہنے دے یا اُٹھا دے | ہم اس طرح بھی خوش ہیں رکھ یا ہوا بنا دے

عاشق ہیں پر قاند رچا ہے جہاں بٹھاوے | یا عرش پر چڑھا دے یا خاک میں رُلا وے

(۱۵۶) راگ سندھورا۔ تال دیپ چنڈی

ارے لوگوں! تمہیں کیا ہے؟ یا وہ جانے یا میں جانوں
وہ دِل مانگے تو حاضر ہے۔ وہ سر مانگے تو بے سر ہوں
جو مکھ موڑوں تو کافر ہوں یا وہ جانے یا میں جانوں
وُہ میری بغل رہیں، چھُپ رہتا ہیں اُسکے ناز سبھی سہتا
وُہ دو باتیں مجھے کہتا یا وُہ جانے یا میں جانوں
وہ میرے خُون کا پیاسا ہیں اُس کے درد کا مارا
دونوں کا پنتھ ہے نیارا یا وہ جانے یا میں جانوں

(۱۵۷) راگ سندھورا۔ تال دیپ چنڈی

رہا ہے ہوش کچھ باقی اُسے بھی اب بنیڑے جا
یہی آہنگ اے مُطرب پیپڑ تُک اور چھیڑے جا
مُجھے اِس درد میں لذّت ہے اے جوشِ جنُوں اچھّا
مرے زخمِ جگر کے ہر گھڑی ٹانکے اُدھیڑے جا

(۱) راگ۔ سُر تال۔

ارے ہٹ ناخدا! پتوار ٹوٹا ہے۔ ٹوٹ پر طوفان

اڑا ڑا دھم۔ اڑا ڑا دھم کراروں کو تھپیڑے جا

اُکھڑتا دم۔ کلیجہ منہ کو آتا۔ زار بیتابی

یہی ساحل پہ آنا ہے لگے ہیں پار بیڑے جا

ہے نالہ زار سے پایا سُراغِ ناقۂ لیلیٰ

مبادا قیس[1] آ پہنچے حُدی[2] کو زور چھیڑے جا

کہاں لذّت کہاں کا درد؟ طوفاں کیسا؟ زخمی کون؟

حقیقت پر پہنچتے ہی مٹے کیا خوب جھیڑے[3] جا

ہیں ہم تم داخلِ دفتر خُم[4] مے میں ہے دفتر گم

نہ مجرم مدّعی باقی۔ مٹے کیا خوش بکھیڑے جا

(۱) مجنوں (۲) اونٹ کو ہانکنے کی آواز (۳) جھگڑے وغیرہ (۴) شراب کا مٹکا۔ یعنی پریم رس کے بھنڈار ہیں۔ مراد حقیقی عشق کی شراب سے ہے۔

(۱۵۸) راگ گارا۔ تال دھمال

کس کس ادا سے تو نے جلوہ دکھا کے مارا

آزاد ہو چلے تھے بندہ بنا کے مارا

خود بول اُٹھا اناالحق خود بن کے شرع تو نے

اِک مردِ حق کو ناحق سُولی چڑھا کے مارا
کیوں کوہکن(۱) پہ تُونے یہ سنگ ریزیاں کیں
لی اُس کی جانِ شیریں تیشہ اُٹھا کے مارا
پہلے بنا کے پُتلا۔ پُتلے میں جان ڈالی
پھر اُس کو خود قضا کی صورت میں آکے مارا
گردن میں قمریوں کی اُلفت کا طوق ڈالا
بُلبُل کو پیارے! تُونے گُل بن کے خود ہی مارا
آنکھوں میں تیری ظالم چھُریاں چھُپی ہوئی ہیں
دیکھا جدھر کو تُونے پلکیں اُٹھا کے مارا
غُنچے میں آکے مہکا۔ بُلبُل میں جا کے چہکا
اس کو ہنسا کے مارا اُسکو رُلا کے مارا

(۱) فرہاد سے مُراد ہے ؛

(۱۵۹) راگ تلنگ ۔ تال دادرا

ایک ہی دل تھا سو وہ بھی دلبر لے گیا اب کیا کروں
دُوسرا پاتا نہیں کس کو کہوں اب کیا کروں
دے چُکا تھا جانِ جاں کو تو پہلے ہاتھ سے

پھر بھی حملے کر رہا کس کو کہوں اب کیا کروں

ہم تو در پر منتظر تھے تشنۂ دیدار کے

پہنچتے بسمل کیا کس کو کہوں اب کیا کروں

یاد داشت کے لئے رہتا تھا فوٹو جسم و جاں

وہ بھی زایل کر دیا کسکو کہوں اب کیا کروں

یار کے مُنہ پر جھرو کے سے نظر اِک جا پڑی

دیکھتے گھائل ہُوا کس کو کہوں اب کیا کروں

آپ کو خود قتل کر پھر آپ ہی اِک رہ گئے

واہ نزاکت آپ کی کِسکو کہوں اب کیا کروں

(۱۶۰) راگ رام کلی

سیّونی-مَیں پریتم پیا کو مناؤنگی-اِک پل بھی اُسے نہ رُسہاؤنگی (ٹیک)

نہیں ہِردیہ کا کروُنگی بچھونا-پریم کی کلیاں بچھاؤنگی-سیّونی! مَیں

تن من دھن کی بھینٹ دھروُنگی-ہوش میں خوب مٹاؤنگی-سیّونی

بِن پیا دکھ بہت ہووت ہے بھوجوناں بھر ماؤنگی-سیّونی! مَیں

بھید کھید کو دُور چھوڑ کر-آتم بھاؤ رجھاؤنگی-سیّونی! مَیں

(۱) پتی-مالک-خاوند-کل (۲) ناراض کرونگی (۳) اہنکار-خودی (۴) بہت دفعہ پیدائش-سبار بار جنم

جے کہیا پیا نہیں مانے میرا۔ میں آپ گلے لگ جاؤنگی۔ سیئونی!
پیا گلے لاگی ہوئی بڈبھاگی۔ جنم مرن چھُٹ جاؤنگی۔ سیئونی!
رام پیا مورے پاس بست ہیں۔ میں آپ پیا ہوجاؤنگی سیئونی!

(۱) اگر (۲) خوش نصیب

(۱۶۱) راگ برج۔ تال رُوپک

جس کو شہرت بھی ترستی ہو وہ رسوائی ہے اَور
ہوش بھی جس پر پھڑک جائیں وُہ سودا اَور ہے
بن کے پروانہ ترا آیا ہُوں میں اے شمعِ طُور
بات وُہ پھر چھڑ نہ جائے یہ تقاضا اَور ہے
دیکھنا ذوقِ تکلم! یہاں کوئی مُوسیٰ نہیں
جو میری آنکھوں میں پھرتا ہے وہ شیشہ اَور ہے
یُوں تو اَے صیّاد! آزادی میں ہیں لاکھوں مزے
دام کے نیچے پھڑکنے کا تماشہ اَور ہے
جان دیتا ہُوں تڑپ کر کُوچۂ اُلفت میں مَیں
دیکھ لو تُم بھی کوئی دم کا تماشا اَور ہے

(۱) بدنامی (۲) پاگل پن (۳) اشتیاق کلام

تیرے خنجر نے جگر ٹکڑے کیا اچھا کیا
کچھ میرے پہلو میں لیکن چلبلا سا اور ہے
بھیس بدلے محفلِ اغیار(۱) میں بیٹھے ہیں ہم
وہ سمجھتے ہیں یہ کوئی اوپرا سا اور ہے

(۱) غیر لوگوں کی مجلس

---

(۱۶۲) راگ بھیروی - تال دادرا

(۱) عاشق جہاں ہیں دولت و اقبال کیا کرے
ملک و مکان و تیغ و تبر ڈھال کیا کرے
جس کا لگا ہو دل وہ زر و مال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے
بے حال ہو رہا ہو سو وہ حال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلال کیا کرے

(۲) مرنے کا ڈر ہے اُن کو جو رکھتے ہیں تن میں جاں
اور وہ جو مر گئے تو اُنہیں موت پھر کہاں
محتاج ٹھیکروں کو ترستے ہیں ہر زماں
اور جن کے ہاتھ کانِ جواہر لگے میاں

وہ پھر اِدھر اُدھر کے دُرّو لعل کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

(۳) پالا ہے جن سواروں نے یاں خر کو آشکار
کُتّے کی پیٹھ پر نہیں چڑھ سکتے زینہار
اور جو پھلانگ مار کے ہو چرخ پر سوار
وہ فیل و اسپ و زر و سپاہ لال کیا کرے
دیوانہ جاہ و حشمت و اجلال کیا کرے
گاہک ہی کچھ نہ لیوے تو دلّال کیا کرے

(۱۶۳) راگ دیش۔ تال تین

گم ہُوا جو عشق میں پھر اُس کو ننگ و نام کیا؟
دَیر کعبہ سے غرض کیا۔ کُفر کیا اسلام کیا؟
شیخ جی جاتے ہیں مَیخانہ سے منہ کو پھیر پھیر
دیکھئے مسجد میں جا کر پائیں گے انعام کیا؟
مولوی صاحب سے پوچھے تو کوئی ہے جسم کیا؟
رُوح کیا ہے دم ہے کیا؟ آغاز کیا انجام کیا؟
دم کو نے کر ہم و بکھم بے صبر سا بیٹھ رہے

(۱) چپ چاپ یا بہرہ گونگا

کوچۂ دلدار میں واعظ سے تم کو کام کیا؟
یار میرا مجھ میں ہے میں یار میں ہوں بالضرور
وصل کو یہاں دخل کیا اور ہجر نافرجام کیا؟
تجھ میں میں اور مجھ میں تو آنکھیں ملا کر دیکھ لے
اور گر دیکھے نہ تو تو مجھ پہ ہے الزام کیا؟
پختہ مغزوں کے لئے ہے رہنما میرا سخن
حافظا! حاصل کریں گے اس سے مردِ خام کیا؟

(۱) کچے دماغ کے لوگ

(۱۶۴) راگ بھیروی۔تال دیپک

جو مست ہیں ازل کے اُن کو شراب کیا ہے
مقبول خاطروں کو بوسے کباب کیا ہے؟
کیوں منہ چھپاؤ ہم سے تقصیر کیا ہماری
ہردم کی ہمنشینی پھر یہ حجاب کیا ہے
ہو پاس تم ہمارے ہم ڈھونڈتے ہیں کس کو
منہ سے اُٹھا دکھانا زیرِ نقاب کیا ہے

## (۱۶۵) غزل۔ راگ سوہنی

جس پریم رس چاکھا نہیں۔ امرت پیا تو کیا ہُوا
جس عشق میں سر نہ دیا جُگ جُگ جیا تو کیا ہُوا (۱)

مشہور ہُوا پنتھ میں۔ ثابت نہ کیا آپ کو
عالم و فاضل ہوسے کے دانا ہُوا تو کیا ہُوا (۲)

اَوروں نصیحت ہے کرے اور خود عمل کرتا نہیں
دِل کا کُفر ٹوٹا نہیں حاجی ہُوا تو کیا ہُوا (۳)

دیکھی گلستاں بوستاں مطلب نہ پایا شیخ کا
ساری کتابیں یاد کر حافظ ہُوا تو کیا ہُوا (۴)

جب تک پیالہ پریم کا پی کر مگن ہوتا نہیں
تار منڈل باجتے ظاہر سُنا تو کیا ہُوا (۵)

جب پریم کے دریاؤ میں غرقاب یہ ہوتا نہیں
گنگا جمن گوداوری نہاتا پھرا تو کیا ہُوا (۶)

پریتم سے کنچت پریم نہیں۔ پریتم پکارت دِن گیا
مطلوب حاصل نہ ہُوا رو رو مُوا تو کیا ہُوا

(۱) پریتم۔ پیارا۔ دلبر۔

(۱۶۶) راگ بروا

| | |
|---|---|
| اب میں اپنے رام کو رجھاؤں | بہ[1] بھجن گن گاؤں (ٹیک) |
| (۱) ڈالی چھیڑوں نہ پتہ چھیڑوں | نہ کوئی جیو ستاؤں |
| پات پات میں پربھو بستا ہیں | واہی کو سیس نواؤں (ٹیک) |
| (۲) گنگا جاؤں نہ جمنا جاؤں | نا کوئی تیرتھ نہاؤں |
| اڑسٹھ تیرتھ گھٹ کے بھیتر | تن ہی میں مَل مَل نہاؤں (ٹیک) |
| (۳) اوشد کھاؤں نہ بوٹی لاؤں | نا کوئی بید بلاؤں |
| پورن بید ملے اناسی | واہی کو نبض دکھاؤں (ٹیک) |
| (۴) گیاں کٹھارا کس کر باندھوں | سُرت کمان چڑھاؤں |
| پانچوں چور بسیں گھٹ بھیتر | تن کو مار گراؤں |
| (۵) یوگی ہووں نہ جٹا بڑھاؤں | نہ انگ بھبوت رماؤں |
| جو رنگ رنگے آپ بدھاتا | اور کیا رنگ چڑھاؤں |
| (۶) چندر سورج دوؤ سم کر راکھو | رنج من سیج بچھاؤں |
| کہت کبیر سنو بھائی سادھو | آوا گمن مٹاؤں۔ |

(۱) بیٹھ کر (۲) سرجھکاؤں۔

(۱۶۷) راگ سندھڑا۔ تال ڈھائی

عِشق ہووے تو حقیقی عِشق ہونا چاہیئے
اِس سِوا جتنے ہیں عاشق اُن پہ رونا چاہیئے

عَیش و عِشرت میں گزارا روز سارا گرچہ تُم
رات کو حق[1] یاد کرکے تب تو سونا چاہیئے

بیج بوکر پھل اُٹھایا خوب تُم نے ہے یہاں
عاقبت کے واسطے بھی کچھ تو بونا چاہیئے

یہاں تو سوئے شوق سے تُم بستر کمخواب پر
سفر بھاری سر پہ ہے وہاں بھی بچھونا چاہیئے

ہے غنیمت عُمر یارو۔ جان کو جانو عزیز
رائگاں اور مُفت میں اسکو نہ کھونا چاہیئے

گرچہ دِلبر ساتھ ہے۔ بِن جُستجو مِلتا نہیں
دُودھ سے ماکھن جو چاہو تو بلونا چاہیئے

یادِ حق دن رات رکھ جنجالِ دُنیا چھوڑ دے
کچھ نہ کچھ تو لُطفِ خالص تجھ میں ہونا چاہیئے

(۱) اپنی اصلی ذات۔ ایشور ٭

(۱۶۸) راگ سندھڑا-تال ڈھائی

پریت نہ کی سروپ سے تو کیا کیا کچھ بھی نہیں
جان دِلبر کو نہ دی پھر کیا دیا کچھ بھی نہیں
ملک گیری میں سکندر سے ہزاروں مر مٹے
اپنے پہ قبضہ نہ کیا-کیا کیا؟ کچھ بھی نہیں
دیوتاؤں نے سوم رس پیا تو پھر بھی کیا ہوا
پریم رس گر نہ پیا-تو کیا پیا؟ کچھ بھی نہیں
ہجر میں دِلبر کے ہم جو عمر پائے خضر کی
یار اپنا نہ ملا تو کیا جیا؟ کچھ بھی نہیں

(۱۶۹) راگ مانڈ-تال ہپچل

آؤنگا نہ جاؤنگا-مرونگا نہ جیونگا
ہری کے بھجن پیالہ-پریم رس پیونگا
(ٹیک)

(۱) کوئی جاوے مکے-کوئی جاوے کاشی
دیکھو رے لوگو! دوہاں گل[1] پھانسی (ٹیک)

(۲) کوئی پھیرے مالا کوئی پھیرے تسبیح
دیکھو رے سادھو! یہ دونوں ہیں فضبی[2]

(۱) گلہ میں (۲) بیہودہ

(۳) کوئی پُوجے مڑھیاں کوئی پوجے گورا[1]ں
دیکھو رے سنتو! میں لٹ گئی چوراں (ٹیک)
(۴) کہت کبیر سُنو میری لوئی[2]
ہم نہیں مرنا رووے نہ کوئی (ٹیک)

(۱) قبریں (۲) کبیر کی عورت کا نام ہے۔

(۱۷۰) راگ آسا

کھیڈن دے دِن چار نی! وطن تُساڈے مُڑ نہیں او آؤنا (ٹیک)
چولا چُنڑی ساؤں ماپیاں ونڈڑا۔ رُوپ رِہتا کرتار نی! وطن تُساڈرے...
(۱) اٹیر[1] بھولی کتیاں[2] لوڑے بہت پہیاں پُونیاں[3]۔ بہت پئے گورھے[4]
تر کلے[5] دے وَل چار نی! وطن تُساڈے مُڑ نہیں او آونا
رَل مِل سیاں کھیڈن چلیاں۔ کھیڈ کھیڈ ندری فوں کنڈا پڑیا[6]
وِسر[7] گیا گھر بار نی! وطن تُساڈے مُڑ نہیں او آونا

(۱) ماں (۲) کاتا ہوا سوت مانگے (۳) روئی کی پُونی (۴) روئی کا گچھا
(۵) چرخے کا تکلہ (۶) کانٹا چُبھ گیا (۷) بھول گیا۔

(۱۷۱) راگ آسا

کرساں میں سوئی شرنگار نی! جس روح پیا میرے بس آوے (ٹیک)

جس بھوشن وچ ہووے نہ دوشن - سوئی میرے درکارنی! جس وچ...

گجریاں وتکاں نوں ہُن سنگاں - کچا کچ اُتارنی! جس وچ....

نام دا ناماں - پریم دا دھاگا - پادان گل وِچ ہارنی! جس وچ...

پادانگی پچھے ہیں نر لجے - جھانجر پیادا پیارنی! جس وچ.....

(۱) لاج و شرم سے رہت حالت ٭

(۱۷۲) راگ پیلو - تال دیپ چندی

جدھر دیکھتا ہوں اُدھر تو ہی تو ہے (ٹیک)

(۱) غلط ہے کہ دیدار کی آرزو ہے

تیرا جلوہ اے جلوہ گر کو بکو[۱] ہے

غلط ہے کہ مجھکو تیری جستجو ہے

حضوری ہے ہر وقت تو روبرو ہے (ٹیک)

(۲) ہر اک گل میں بو ہوکے تو ہی بسا ہے

چمن فیض و قدرت سے تیرے ہرا ہے

صدا ہائے[۲] بلبل میں تیری ہی نوا[۳] ہے

بہار گلستاں میں جلوہ تیرا ہے (ٹیک)

(۳) نباتات میں تو نمو[۴] ہے شجر کی

تو حیواں میں طاقت ہے سیر و سفر کی

جمادات میں آبرو بحر و بر کی

تو انساں میں قوت ہے نطق و نظر[۵] کی (ٹیک)

(۴) گھٹا تو ہی اٹھتا ہے گھنگھور ہو کر

نہاں تو ہی طوفاں میں ہے زور ہو کر

چھپا تو ہی ہے بحر میں شور ہو کر

عیاں تو ہی موجوں میں جھکجھور ہو کر (ٹیک)

(۱) کوچہ بکوچہ میں (۲) آوازوں میں (۳) سُر - گیت (۴) نشو و نما (۵) بولنے و دیکھنے کی طاقت

(۵) تیری ہے صدا رعد[1] میں گر کڑک ہے
تری ہے ضیا[2] برق میں گر چمک ہے
یہ قوسِ قزح[3] ہی میں تیری جھلک ہے
جواہر کے رنگوں میں تیری ڈلک[4] ہے ڈیکھا
(۶) زمین و آسماں تجھ سے معمور ہیں سب
زمان و مکاں تجھ سے بھرپور ہیں سب
تجلّی سے کون[5] و مکاں نور ہیں سب
نگاہوں میں میری جہاں طُور[6] ہیں سب ڈیکھا
(۷) حسینوں میں تو حسن و ناز و ادا ہے
تو عشاق[7] میں عشق و صدق و صفا ہے
مجاز و حقیقت میں جلوہ ترا ہے
جہاں جائیے ایک تو رہنما ہے ڈیکھا
(۸) مکاں تیرا ہر ایک اے لامکاں ہے
نہاں ہر جگہ تیرا اے بے نشاں ہے
نہ خالی زمیں ہے نہ خالی زماں ہے
کہیں تو نہاں ہے کہیں تو عیاں ہے ڈیکھا
(۹) تیرا لامکاں نام زیبا نہیں ہے
مکاں کونسا ہے تو جس جا[8] نہیں ہے
کہیں ماسوا میں نے دیکھا نہیں ہے
مجھے غیر کا وہم ہوتا نہیں ہے ڈیکھا
(۱۰) زمین و زماں نور سے ہیں منوّر
مکین و مکان ذات کے تیرے مظہر[9]
جہاں میں دلِ راستاں[10] ہے ترا گھر
اِدھر اور اُدھر سے یہیں اس گھر میں آ کر ڈیکھا

(۱) بجلی کی گرج (۲) روشنی۔ چمک (۳) اندردھنش (۴) تیز چمک (۵) سب مقام۔ دنیا (۶) کوہِ طور کی طرح چمکیلے (۷) عاشق۔ بھگت (۸) جگہ (۹) جائے ظہور (۱۰) سچے پرشوں۔

---

## (۱۷۳) راگ گارا۔ تال دادرا

(۱) ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان

عاشق ہے تو دلبر کو ہر اک رنگ میں پہچان (ٹیک)
تنہا نہ اسے اپنے دلِ تنگ میں پہچان
ہر باغ میں ہر دشت میں ہر سنگ میں پہچان
بے رنگ میں بارنگ میں نیرنگ میں پہچان
ہر تال میں ہر راگ میں ہر آہنگ میں پہچان
ہر روم میں اور ہند میں اور زنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اِک رنگ میں پہچان (ٹیک)
(۲) منزل میں مقامات میں فرسنگ میں پہچان
ہر راہ میں ہر ساتھ میں ہر سنگ میں پہچان
ہر عزم ارادہ میں ہر اُمنگ میں پہچان
ہر دھوم میں ہر صُلح میں ہر جنگ میں پہچان
ہر آن میں ہر بات میں ہر ڈھنگ میں پہچان
عاشق ہے تو دلبر کو ہر اِک رنگ میں پہچان (ٹیک)
(۳) ہنستا ہے کوئی شاد کسی کا ہے بُرا حال
روتا ہے کوئی ہو کے غم و درد میں پامال
ناچے ہے کوئی شوخ بجاتا ہے کوئی تال
پہنے ہے کوئی چیتھڑے اوڑھے ہے کوئی شال

کرتا ہے کوئی ناز دکھاتا ہے کوئی حال
جب غور سے دیکھا تو اُسی کی ہے یہ سب چال
ٹیک

(۱۴۷) راگ بھیروی۔ تال غزل

(۱) کہا جو ہم نے در سے کیوں اُٹھاتے ہو
کہا کہ اِس لئے تُم یاں جو غُل مچاتے ہو
(۲) کہا لڑاتے ہو کیوں ہم سے غیروں کو ہر دم
کہا کہ تُم بھی تو ہم سے نگہ لڑاتے ہو
(۳) کہا جو حالِ دل اپنا تو اُس نے ہنس ہنس کر
کہا غلط ہے یہ باتیں جو تُم بناتے ہو
(۴) کہا جتاتے ہو کیوں ہم کو ہر روز ناز و ادا
کہا تُم بھی تو چاہت ہمیں جتاتے ہو
(۵) کہا کہ عرض کریں ہم پہ جو گذرتا ہے
کہا خبر ہے ہمیں۔ کیوں زباں پہ لاتے ہو
(۶) کہا کہ رُوٹھے ہو کیوں ہمسے کیا سبب اسکا
کہا سبب ہے یہی تُم جو دل چھپاتے ہو
(۷) کہا کہ ہم نہیں آنے کے یہاں۔ تو اُسنے نظیر

کہا کہ سوچو تو کیا آپ سے تم آتے ہو؟

(۱۷۵) راگ بہاگ

ٹک بُوجھ کون چھُپ آیا ہے (ٹیک)

(۱) اِک نُقطہ میں جو پھیر پڑا
تب عیَن غیَن کا نام دھرا
جب نُقطہ دُور کیا تب پھر
عیَن ہی عیُن کہایا ہے (ٹیک)
(۲) تُسیں عِلم کتاباں پڑھدے ہو
کیوں اُلٹے معنی کردے ہو
بے مُوجب عَیبیں لڑدے ہو
کیہا اُلٹا وید پڑھایا ہے (ٹیک)
(۳) دُوئی دُور کرو کوئی شور نہیں
ہندو تُرک سبھی کوئی ہور نہیں
سب سادھ لکھو کوئی چور نہیں
گھٹ گھٹ میں آپ لکھایا ہے (ٹیک)
(۴) نائیں مُلّا۔ نا ہیں قاضی
نائیں شیخ سیّد نہ حاجی
بُھیا! شوہ نال لائی بازی
انہد شبد کہایا ہے (ٹیک)

(۱) آپ (۲) کہا (۳) اور (۴) جانو (۵) اپنے تئیں۔مالک کے ساتھ۔

(۱۷۶) کافی

عِشق دی نِیئوں نویں بہار

جاں میں سبق عِشق دا پڑھیا۔ مسجد کولوں جیوڑا ڈریا

(۱) جب میں (۲) سے (۳) من۔دل۔

ڈیرے جا ٹھاکر دے وڑیا
جان میں رمز عشق دی پائی
اندروں باہر ہوئی صفائی
ہیر رانجھے دے ہو گئے میلے
رانجھا یار بگل[۵] وچ کھیلے
بید قرآن پڑھ پڑھ تھکے[۶]
ناں[۷] رب تیرتھ ناں رب مکے
پھوک مصلے[۸] تے بھن سٹ لوٹا
عاشق کہندے دے دے ہوکا
عمر گنوائی وچ مسیتی
کدے نماز وحدت نہ کیتی
عشق بھلایا سجدہ تیرا
بلھا ہوندا چپ بھتیرا[۱۱]

جتھے[۱] وجدے ناد[۲] ہزارہ عشق دی
مینا طوطا مار گواہی
جتوں[۳] دیکھاں یار و یار عشق دی
بھلی[۴] ہیر ڈھونڈیندی بیلے
سدھ نہ رہی اور سرت سنبھال عشق دی
سجدیاں کر دیاں گھس گئے
جن پایا تس نور جمال عشق دی
نہ پھڑ تسبیح عاصا سوٹا
ترک حلالوں کھا مردار عشق دی
اندر بھریا نال پلیتی[۹]
ہن[۱۰] کی کرنا ہیں شور پکار عشق دی
ہن کیوں اینویں پاویں جھیڑا
پر عشق کرندا مارو مار عشق دی

(۱) جہاں (۲) آواز یا گھنٹے (۳) جس طرف (۴) جنگل (۵) بغل میں (۶) نہیں۔ نہ (۷) ڈنڈا (۸) مراد یہ ہے کہ بکروں کو حلال کر کے کھانا چھوڑ دے البتہ اپنے نفس (اہنکار) کو مُردہ کر کے کھا ٭ (۹) مکروہ خیالات سے مراد ہے (۱۰) اب کیا کرتا ہے (۱۱) بہت ٭

## (۱۷۷) کافی

کھو پڑ وہ کس توں راکھیدا — کیوں اوہلے بہہ بہ جھاکیدا (ٹیک)
پہلاں آپے ساجن ساجی دا — ہُن[۱] دسدا ہیں سبق نمازی دا
ہُن آیا آپ نظارے نُوں — وِچ لیلے بن بن جھاکیدا۔ کھوپڑا
شاہ شمس دی کھل[۲] لُہایو — منصُور نُوں چا سُولی دوایو
ذکریئے سر کلوتر[۳] دھرایو — کی لیکھا رہیا باقی دا۔ کھوپڑدا..
ہُن ساڈے وَل دھایا ہے — نہ رہندا۔ اچھپا چُھپیا یا ہے
کتے[۵] بلہا نام دھرایا ہے — وِچ اوہلا رکھیا خاکی[۶] دا۔ کھوپڑدا..

(۱) اب (۲) چمڑا (۳) اُستروائی (۴) آرہ سے مراد ہے (۵) کہیں (۶) بدن یا جسم سے مراد ہے

## (۱۷۸) کافی

ہُن کس تھیں آپ چھپائی دا — ہُن کس تھیں آپ چھپائی (ٹیک)
کتے مُلاں ہو بلیندے ہو — کتے سنت فرض دسیندے ہو
کتے رام دوہائی دیندے ہو — کتے ماتھے تلک لگائی دا۔ ہُن
"میں" میری ہے کہ تیری ہے — پر انت بھسم کی ڈھیری ہے
ڈھیری بھسم کی کھیری ہے — ڈھیری نُوں ناچ نچائی دا۔ ہُن کس..
کتے بسیر چُوڑا پائی دا — کتے جوڑا شان ہنڈائی دا
کتے آدم حوا بن آئیدا — کتے ٹیتھوں[۳] بھی ٹھل جائیدا۔ ہُن کس
باہر ظاہر ڈیرا پایو — آپے ڈھوں ڈھوں ڈھول بجایو
جگ تے اپنا آپ لکھایو — پھر عبداللہ دے گھر ڈھائی دا۔ ہُن..

(۱) مجھ سے ۔

جو یادُ تساڈی کردا ہے
اوہ مویا بھی تھیتھوں ڈردا ہے
بندرابن میں گئو چراویں
مکے دا بن حاجی آویں
منصور تساں وَل آیا ہے
میرا بیڑہ بابل جایا ہے؟
مُلّھا شوہ اینہہ اصیح سمجھاتے ہو
کتنے آتے ہو کتے جاتے ہو

اوہ مویا تُوں اگے مردا ہے
مت مویاں نوں مار کھائی دا ہین۔۔
لنکا چڑھ کے ناد بجاویں
واہ واہ رنگ وٹائی دا ہین۔۔
تُسیں شولی پکڑ چڑھایا ہے
تُسیں خون دیو میرے بھائیدا ہین۔۔
ہر صورت نال بچھاتے ہو
ہُن ہتھوں بھل نہ جائیدا ہین۔۔

(۱) آپ کی (۲) مرنے سے بھی پہلے (۳) تمہاری طرف (۴) جانباز۔ بہادر۔ بھائی۔ (۵) باپ سے پیدا ہوا۔ یہاں مراد ایشور روپی باپ سے ہے۔ (۶) اب۔

## (۱۷۹) کافی

علموں بس کریں اویار
علم نہ آوے وِچ شمار
جاندی عمر نہیں اعتبار
پڑھ پڑھ علم لگاویں ڈھیر
کردے چانن وِچ انھیر
پڑھ پڑھ شیخ مشائخ ہویا
جاندی وار نین بھر رویا
پڑھ پڑھ علم ہویا بورانا
اینہہ کی کیتا یار! بھانا

اکو الف تیرے درکار (دیکھ)
اکو الف تیرے درکار
علموں بس کریں اویار۔ اکو الف
قرآں کتاباں چار۔ چوپھیر
باہجوں رہبر خبر نہ سار۔ اکو الف
بھر بھر پیٹ نیند بھر سویا۔
ڈوبا وچ آر نہ پار۔ علموں
بے علماں نوں لٹ لٹ کھانا
کریں ناہیں کدے انکار۔ علموں

(۱) چاروں طرف (۲) اندھیرا (۳) بغیر (۴) آر نہ پار یعنی دونوں کنارہ (۵) پنڈت یا فاضل مراد ہے۔

پڑھ پڑھ نفل نماز گذاریں — اُچیاں بانگاں چانگاں ماریں
منبر چڑھ کے وعظ پکاریں — تینوں کیتا حرص خوار۔ علموں
پڑھ پڑھ مُلّاں ہوئے قاضی — اللہ علماں باجھوں راضی
ہووے حرص دِنوں دن تازی — نفع نیّت وچ گزار۔ علموں..
پڑھ پڑھ مسئلے روز سُناویں — کھاناں شک شُبہ دا کھاویں
دسّیں ہور تے ہور کماویں — اندر کھوٹ باہر سچیار۔ علموں..
پڑھ پڑھ علم نجوم بچارے — گن دا راساں بُرج ستارے
پڑھے عزیمتاں منتر جھاڑے — ابجد گنے تعویذ شمار۔ علموں بس
علموں پئے قضیئے ہور — اکھیں والے انّھے کور
پھڑے سادھ تے چھوڑے چور — دوہیں جہانیں ہویا خوار۔ علموں بس
علموں پئے ہزاروں پھستے — راہی اٹک رہے وچ رستے
ماریا ہجر ہویا دل خستے — پیا وچھوڑیدا سر بھار۔ علموں بس
علموں میاں جی کہاویں — تُنبا چُک چُک منڈی جاویں
دھیلا لے کے چھری چلاویں — نال قصایاں بہت پیار۔ علموں بس
جُہتا علم عزازیل پڑھیا — جُھگا جھانجا اُس دا سڑیا

(۱) اُونچی بانگیں (۲) تجھے لالچ نے خوار کیا (۳) علم بغیر۔ (۴) گفتگو اور عمل میں اَور
(۵) جھوٹ، غلط (۶) سچ (۷) منتر۔ ٹونا کرنا (۸) الف۔ بے ؛

گل وچ طوق لعنت دا پڑیا
جا ہیں سبق عشق دا پڑھیا
گھمن گھیراں دے وچ اڑیا

آخر گیا وہ بازی ہار۔ علموں بس...
دریا دیکھ وحدت دا ڈریا
شاہ عنایت کیتا پار۔ علموں بس۔

(۱۸۰)

لیلیٰ عشق لیا درگاہوں[1] کپڑے مول نہ دھوئے
رانجھن رانجھن ہیر کوکیندی[2] نین انجھو بھر روئے
گردھر کہہ کہہ میراں کٹھی راما راج دونوں ہی کھوئے
شیریں ٹٹ محلوں موئی۔ اسیتے[3] راہ سجن دے ہوئے
ایہ[4] ول وده کروئے چھی[5] بساہدو رناں[6] جیسے تے ہوئے

(۱) نصیب سے۔ قدرتاً جنتے ہی (۲) کوکر پارتی ہوئی۔ پکارتی ہوئی (۳) اسنے۔ یہ (۴) اس سے بڑھکر (۵) بہتر۔ عمدہ (۶) عورتوں کی مانند ۔

(۱۸۱) غزل

وہی اک شعلہ ہے تربت[1] بھی ہے اور شمعِ تربت بھی
مزا مرنے کا کچھ پروانۂ[2] آتش بجاں تک ہے

(۱) قبر (۲) وہ پروانہ کہ جس نے اپنی جان آگ پر نثار کر رکھی ہو۔

نہ سیکھی تو نے مُرغِ رنگِ[1] گُل سے رمزِ آزادی

یہ قیدِ بوستاں بلبل! خیالِ آشیاں[2] تک ہے

چمن[3] افروز ہے صیاد میری خوشنوائی تک

رہی بجلی کی بیتابی سو میرے آشیاں تک ہے

وہ مشتِ خاک ہُوں فیضِ پریشانی سے صحرا ہُوں

نہ پُوچھو میری وسعت کی زمیں سے آسماں تک ہے

جرس[4] ہُوں میں صدا خوابیدہ ہے میرے رگ و پے میں

یہ خاموشی میری وقتِ رحیلِ کارواں[5] تک ہے

سکونِ دل سے سامانِ کشودِ[6] کار پیدا کر

کہ عقدہ خاطرِ گرداب کا آبِ رواں تک ہے

نہیں منت پذیر چشم رونا شمعِ سوزاں کا ۔ سمجھ غافل گدازِ دل میں آزادی کہاں تک ہے

(۱) پھول کے رنگ کا پرندہ۔ مُراد بلبل سے ہے (۲) گھر یا گھونسلے کے خیال تک ہے یعنی جب تک گھونسلے میں واپس لوٹنے کا خیال بلبل کو نہیں آتا تب تک وہ باغ میں پھرتی رہتی ہے (۳) باغ روشن ہے یعنی جب تک بلبل خوش آواز سے باغ میں چہل پہل کرتی گاتی پھرتی ہے تب تک باغ روشن ہے۔ لیکن جونہی گھر لوٹنے کا خیال آیا تو یہ روشنی بھی اسی طرح بند پڑ جاتی ہے جیسی کہ بیتاب بجلی کی روشنی (۴) گھنٹہ یعنی ایسا گھنٹہ میں ہوں جسکی آواز میرے رگ و پے میں خاموش ہے باہر سنائی نہیں دیتی (۵) قافلہ کا کوچ یہاں مُراد تولے و اعضاء روپی قافلہ سے ہے (۶) کشادگی کار یا اہم مراد انکشافِ راز سے ہے (۷) بھنور کے دل کی گرہ مراد بھنور کا پڑنا (۸) جلتی ہوئی شمع کا رونا آنکھ کا احسان اُٹھانے والا نہیں ہے۔ اے غافل! تو یہ سمجھ کہ دل کے سوز و گداز کی وسعت کہاں تک ہے ۔

جوانی ہے تو ذوقِ آرزو بھی لطفِ[1] ارماں بھی
ہمارے گھر کی آبادی قیامِ میہماں[2] تک ہے

(۱) اُمنگ - تمنّا - (۲) مہمان (یعنی جسم میں رُوح) کی موجودگی تک گھر (جسم) کی آبادی ہے ٭

(۱۸۲)

ایک ہی ساغر ہیں کچھ ایسا پلادے ساقیا[1]!
بے خبر دُنیا و دیں سے تیرا متوالا تو ہو
ہاتھ خالی ہردم دیدہ بُتوں سے کیا ملیں
موتیوں کی پنجۂ مژگاں ہیں اِک مالا تو ہو
ناخنِ خار[3] کے خود عقدہ ترا کردے گا وا
پہلے پائے[2] شوق میں پیدا کوئی چھالا تو ہو

(۱) اے پریم روپی شراب پلانے والے (۲) اشتیاق کا پاؤں یعنی ملنے کا از حد شوق ٭

(۱۸۳) راگ دیش تال تین

دیکھا نہ شب جو یار کو نورِ ضیا سے کار کیا؟
مُردہ کی قبرِ تار[1] کو آب و گیا[2] سے کار کیا؟

(۱) اندھیری قبر ٭ (۲) گیا مخفف ہے گیاہ کا یعنی گھاس اور پانی۔

اچھی ہے آہِ سرد ہی ۔ خوب ہے رنگِ زرد ہی
ٹھیک ہے دل میں درد ہی ۔ ہمکو دوا سے کار کیا؟
چاہے کوئی بھلا کہے ۔ خواہ پڑا بُرا کہے
پلّا چُھٹا جو جسم سے ۔ بیم و رجا[1] سے کار کیا؟
احمقِ کور[2] ہی کو ہے ۔ اُلفتِ ما سوائے حق
کعبۂ دِل ہیں یہ زنا! بُوئے وفا سے کار کیا؟
نیکی بدی خوشی غمی زینۂ تھیں بامِ یار کا
زینہ جلا دو اب یہاں پائیں[3] بیا سے کار کیا
اِتنا لحاظ کر لیا ۔ دُنیا ترا پرے بھی ہٹ
ناچوں ہوں ساتھ رام کے شرم و حیا سے کار کیا؟

(۱) ڈر اور اُمید (۲) اندھا ۔ بیوقوف (۳) نیچے آنے یعنی نیچے اُترنے سے کیا مطلب ٭
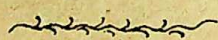
(۱۸۴) راگ پہاڑی ۔ تال چلنت

فنا ہے سب کے لئے مجھ پہ کچھ نہیں موقوف
یہی ہے فکر اکیلا رہے گا تُو باقی
کوئیں میں قید ہوئے جبکہ حضرتِ یُوسف
رہی نہ عشقِ مجازی کی آبرو باقی

ذبح کرے ہے پروں کو تو کھول دے جیّاد
کہ رہ نہ جائے تڑپنے کی آرزُو باقی
گلے لپٹ کے جو سویا وہ رات کو گلرو
تو بھینی بھینی مہینوں رہی ہے بُو باقی
لگا نہ رہنے دے جھگڑے کو یار تُو باقی
رُکے نہ ہاتھ ہے جب تک رگِ گلو باقی

(۱۸۵)
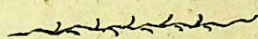
کرنی کا ڈھنگ نرالا ہے (ٹیک)

(۱) کوئی دِگمبر کوئی پِتمبر کوئی پہنے شال دوشالہ ہے
(۲) کوئی ابدھوت کوئی سنّیاسی - کوئی گڈریا گوالہ ہے
کوئی اندھا کوئی لُولھا لنگڑا کوئی گورا کوئی کالا ہے (ٹیک)
(۳) کوئی بھُوکا پیاسا ویاکل ہے - کوئی مدؔ[1] پی پی متوالہ ہے
کوئی مدکی[2] بھنگی چرسی ہے - کوئی پیوے پریم پیالہ ہے
(۴) جب تک پھرے نہ من کا منکا - کیا بنتیج کیا مالا ہے
رِشندِن[3] بھجے جو ہری کو اپنی چند سوئی کرنے والا ہے (ٹیک)

(۱) شراب (۲) شرابی (۳) رات دن ؛

(۱۸۶) راگ سارنگ

پربھُوا تُم کیسے دِین دیال (ٹیک)

(۱) رہن رہے پانی کے بھیتر
پنچھی اُڑیں ہوا کے اندر
پشو پھریں دھرتی کے اُوپر
سب کے تُم رکھوال (ٹیک)

(۲) اجگر نہیں کسی کے چاکر
پنچھی کام کریں نہیں ملکر
مُنش جاتی کا تُم پربھر
سب کے تُم پرتی پال ہے (ٹیک)

(۳) چار پدارتھ کے تُم داینک
ہے سوامی نایکن کے نایک
پرتی پالک سب بدھی سہایک
تُم سم کون کرپال (ٹیک)

(۴) دیا درشٹی کرونا ندھی کیجئے
بھگتی دان مہر کو دیجئے
مایا موہ کپٹ ہر لیجئے
ہوئے انیت نہال (ٹیک)

(۱) اُڑدہا (۲) پرورش کنندہ (۳) دینے والے (۴) پرورش کنندہ (۵) لیڈروں کے لیڈر (۶) تمہارے برابر (۷) رحم کے سمندر (۸) خوش-مبارک

(۱۸۷) راگ مارُو (محلہ ۹)

ہری کا نام سدا سُکھ دائی (ٹیک)

(۱) جا کو سمر اجامل اُدھریو
گنکا ہُون گتی پائی

(۲) پنچالی کو راج سبھا میں
رام نام سُدھی آئی

(۱) تیرا - پار کیا (۲) درو پدی

| | |
|---|---|
| تاکو دکھ ہر یو کرونا مئے | اپنی تیج بڑھائی (ٹیک) |
| (۳) جو نرلیش کرپا ندھی گایو | تاکو بھیو سہائی |
| کہو نانک ہم یہی بھروسے | گہی آن شرنائی |

(۱) اے رحیم (۲) مہمان (۳) پکڑی (۴) اسکی شرن ٭

(۱۸۸) راگ کانڑا محلہ ۹

| | |
|---|---|
| بسر گئی سب تات پرائی | جب سے سادہ سنگت یہی پائی |
| ناکوئی بیری نہیں بیگانہ | سکل سنگ ہم کو بن آئی |
| جو پربھو کینو سو بھل مانیو | یہ سومتی سادھو سے پائی |
| سب میں رم رہیا پربھو ایکے | پیکھ پیکھ نانک بگسائی |

(۱) دوسرے کی محبت (۲) بھلا- اچھا (۳) ٹھیک بدھی (۴) دیکھ دیکھ (۵) آنند ہوا

(۱۸۹) راگ سارنگ (محلہ ۵)
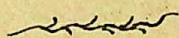
ٹھاکر تم شرنائی آیا (ٹیک)

(۱) اتر گیا میرے من کا سنشہ جب سے درشن پایا

| | |
|---|---|
| (۲) ان بولت میری برتھا جانی | اپنا نام جپایا |

(۱) شک شبہ (۲) بغیر میرے بولے (۳) میری حالت ۔

| | |
|---|---|
| دکھ ناٹھے سُکھ سہج سمائے | آنند آنند گُن گایا |
| (۳) بانہہ[1] پکڑ کڈھ لینو اپنے | گرہ اندھ کوپ سے مایا |
| کہو نانک گورو بندھن کاٹے | بچھرت آن ملایا |

(۱) بازو پکڑ

(۱۹۰) راگ بسنت (محلہ ۹)

مائی میں دھن پایو ہری نام (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) من میرو دھاون سے چھوٹیو | کر بیٹھو بشرام |
| (۲) مایا ممتا تن سے بھاگی | اپجیو نرمل گیان |
| لوبھ موہ یہ پرس نہ ساکے | گہی بھگتی بھگوان |
| (۳) جنم جنم کا سنشے چُوکا | رتن نام جب پایا |
| ترشنا سکل بناسی من سے | نج سُکھ ماہنی سمایا |
| (۴) جاکو ہوت دیال کرپا ندھی | سو گوبند گُن گاوے |
| کہو نانک یہ ودھی کی سمپے | کوئی گورمکھ پاوے |

(۱) بھٹکنے (۲) چھو نہ سکے (۳) پکڑی (۴) شک۔ شبہ (۵) اس طرح کی (۶) سمپتی۔ دولت

(۱۹۱) راگ بلاول (محلہ ۵)

پربھو جی! تو میرے پران ادھارے[1] (ٹیک)

(۱) پران کا آدھار یعنی سہارا

| | |
|---|---|
| (۱) نمسکار ڈنڈوت بندنا | انِک بار جاؤں وارے |
| (۲) اُوٹھت بیٹھت سووت جاگت | یہ من تجھے چتارے |
| (۳) سُکھ دُکھ اِس من کی بِرتھا | تجھ ہی آگے سارے |
| (۴) تُوں میری اوٹ بل بُدھ دھن تُہیں | تیرے نانک سُکھ چرنارے |

(۱) کئی بار (۲) چنتن کرے (۳) حالت۔ کہانی (۴) کھولے سُناوے (۵) آسرہ۔ سہارا۔ (۶) ودیکھ (۷) آپکے چرنوں میں

## (۱۹۲) راگ سُوہی (محلہ ۵)

کوئی آن ملاوے جی میرا پریتم پیارا (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) ہاؤں تِس پہ آپ وِکائی | درشن ہری دیکھن کے تائیں (ٹیک) |
| (۲) کرپا کرے تاں ست گورو میلے | ہر ہر نام دھیائیں (ٹیک) |
| (۳) جے سُکھ دیں تاں تجھے ارادھیں | دُکھ بھی تجھے دھیائیں (ٹیک) |
| (۴) جے بھکھ دے تاں اِت ہی رجنی | دُکھ وِچ سُکھ منائیں (ٹیک) |
| (۵) تن من کاٹ کاٹ سب ارپیں | وِچ اگنی آپ جلائیں (ٹیک) |
| (۶) پنکھا پھیریں پانی ڈھوواں | جو دیوے سو کھائیں (ٹیک) |
| (۷) نانک غریب ڈھے پیا دوارے | ہری میل لیہو ٹریائی (ٹیک) |

(۱) میں (۲) قربان ہوں (۳) اگر (۴) دھیاویں۔ یاد کریں (۵) اس میں بھی (۶) پانی بھروں (۷) گر پڑا (۸) تمہارے دروازے پر (۹) مہانتا۔ بڑائی۔

(۱۴۳)

رچت چرن کمل کا آشرا چت چرن کمل سنگ جوڑیئے

من لوچے[۱] برائیاں - گورو شبدی یہ من جوڑیئے

بانہہ[۲] جنہاں دی پکڑیئے - سر دیجئے بانہہ نہ چھوڑیئے

گورو تیغ بہادر بولیا - دھر پیئے[۳] - دھرم نہ چھوڑیئے

(۱) دیکھے یا سوچے (۲) ہاتھ - بازو (۳) گردن دیجئے -

(۱۴۴) راگ رام کلی (محلہ ۹)

سادھو اکون جگت[۱] اب کیجئے (ٹیک)

(۱) جاتے درمتی سکل بناسے رام بھگتی من بھیجے[۲]

(۲) من مایا ہیں ارجھ[۴] رہیو ہے بوجھے نہ کچھو گیانا

کون نام جگ[۵] جا کے سمرے پاوے پد نرواناَ[۶]

(۳) بھئے دیال کرپال سنت جن تب یہ بات بتائی

سرب دھرم مانو تیہنی[۷] کیے جیہنی[۸] پربھو کیرتی گائی

(۴) رام نام نر نش[۹] باسر ہیں نمش[۱۰] ایک ارد ھارے[۱۱]

جم کو تراس[۱۲] مٹے نانک تیہنی اپنو جنم سنوارے

(۱) یکتی - تجویز (۲) جس سے مورکھتا چلی جاوے (۳) رام بھگتی میں من بھیگ جاتے (۴) پھنس رہا (۵) دُنیا (۶) مکتی کا درجہ (۷) اس نے (۸) جس نے (۹) رات دن (۱۰) پلک بھر (۱۱) دل میں دھارن کرے - (۱۲) خوف ر

## (۱۹۵) راگ سورٹھ (محلہ ۹)

پرانی! کون اُپائے کرے (ٹیک)

(۱) جاتے بھگتی رام کی پاوے | جم کو تراس ہرے
(۲) کون کرم۔ ودیا کہو کیسی | دھرم کون پھُنی کرے
کون نام گورو جاکے سمرے | بھو ساگر کو ترے
(۳) کلگو میں ایک نام کرپا ندھی | جانہی جپے گتی پاوے
اور دھرم تاکے سم ناہیں | یہ ودھی وید بتاوے
(۴) سکھ دکھ رہت سدا نربیھی | جاکو کہت گسائیں
سو تم ہی میں بسے نرنتر | نانک درپن نیائیں

(۱) جس سے (۲) پھیر (۳) کلجگ (۴) برابر

## (۱۹۶)

ہر کی گتی نہیں کوئی جانے (ٹیک)

(۱) یوگی یتی۔ تپی پچ ہارے | اور بہو لوگ سیانے
(۲) اپنی مایا آپ پسارے | آپے دیکھن ہارا
نانا روپ دھرے بہو رنگی | سب سے رہت نیارا
(۳) امت۔ اپار۔ الکھ نرنجن | جن سب جگت بھرمایا

(۱) تھک ہارے (۲) عقلمند (۳) طرح طرح کے روپ (۴) علیحدہ۔

سکل بھرم تیج نانک ہیں | تو چرن تاہیں چت لایا
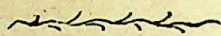
## (۱۹۷) راگ رام کلا

اُودھو! سو مُورت ہم دیکھی (ٹیک)

(۱) شِو سنک آدِک سکل مُنی دُرلبھ | برہم اِندر نہیں دیکھی
(۲) کھوجت پھرت مُگیو یگ یوگی | یوگ مُگت سے نیاری
سِدھ سمادھی سکت نہیں درشی | موہنی مُورت پیاری
(۳) نگم اگم ہو بمل بیش گاویں | رہت سدا درباری
تل بھر پار اُدار نہیں پاویں | کہہ کہہ نیتی پکاری
(۴) ناتھ ۔ یتی اور یوگی جنگم | ڈھُونڈھ رہے بن ماہیں
بھیش دھرے دھرتی بھرم ہارے | تنہوں درشی ناہیں
(۵) سو ہم گھر گھر ناچ نچائیں | تِنک تِنک دِدھی دے کے
رام داس ہم رتی شیام رنگ | جاہو یوگ گھر لے کے

(۱) بیتھ (۲) یہ نہیں ہے یہ نہیں ہے ۔ ایسا شرتی کہہ مٹھی (۳) پوشاک (۴) اُنہیں (۵) دہی

## (۱۹۸) راگ رام کلی

اُودھو! کرمن کی گتی نیاری (ٹیک)

(۱) عجیب

(۱) سب ندیاں جل بھر بھر بہیاں — ساگر کس بادھی کھاری
(۲) اُجوُل پنکھ دیئے بگلے کو — کوئل کت گن کاری
سُندر نین مرگا کو دینے — بن بن پھرت اُجاری (ٹیک)
(۳) مُورکھ مُورکھ راجے کر دینے — پنڈت پھریں بھکھاری
سُورہ اپر بھو بلوے کی آشا — چھن چھن بیتت بھاری

(۱) سفید (۲) کس کارن (۳) کالی (۴) اُجاڑ جنگلوں (۵) بھگت سُور داس کا نام ہے۔

(۱۹۹)

سب دِن ہوت نہ ایک سمان (ٹیک)

(۱) اِک دن راجا ہریشچندر کی سمپتی میرو سمان
(۲) اِک دن جائے شوپچ گرہ سیوت — امبر ہرت مشان (ٹیک)
(۳) اِک دن راجا راج یدھشٹھر — اُوچرشری بھگوان
اِک دن دروپدی نگن ہوت ہے — چیر دُشاسن تان (ٹیک)
(۴) اِک دن سیتا رُدن کرت ہے — مہابپت اُدیان
اِک دن رام چندر مل دوؤ — پھرت پشپ بمان

(۱) سمیرو پہاڑ کے برابر (۲) بھنگی کے گھر (۳) شمشان میں مُردوں کے کپڑے اُتارتا ہے۔
(۴) بھاری مصیبت سے بھرا (۵) بن۔

| | |
|---|---|
| (۴) پرگٹ ہے پُورب کی کرنی | تیج من شوک اجان |
| شُورداس گُن کہاں لگ برنوں[1] | بدھی کے اِنک پرمان[2] |

(۱) کہاں تک کہوں (۲) جس ریتی سے نصیب میں لکھا ہے اُس ریتی کے بتیرے پرمان۔

(۲۰۰)
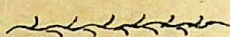
پربھو! نُرِگُن گتی کہت نہ آوے (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) جُوں گُونگا میٹھے پھل کا رس | انتر گت ہی کھاوے |
| (۲) پرم سواد سب ہی جو نرنتر | اِمت[1] توش[2] اُپجاوے |
| من بانی کو اگم اگوچر | سو جانے جو پاوے |
| (۳) رُوپ ریکھ۔ گُن جات جُگت بن | نرالمب[3] من دھیاوے |
| سب بِدھ اگم بچارہی تانے | شُورداس کیا گاوے |

(۱) اَننت۔ بیحد (۲) ترپتی۔ سیری۔ سنتوش (۳) بنا آشرہ کے۔

(۲۰۱)
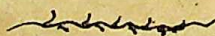
پربھو جی! من مایا وش کینو (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) لابھ ہانی کچھو سمجھت ناہیں | جیوں پتنگ تن دینو |

(۱) مایا کے ادھین۔

| | |
|---|---|
| (۲) گرہ دیپک مِن تیل - تُول - بتیا | ستُ جوالا انی زور |
| میں متی ہین مرم نہیں جانوں | پڑی ادھک گری دوڑ (ٹیک) |
| (۳) بھوتک دوس بھئے یا جگ میں | بھرمت پھرے متی ہین |
| سُور - شیام سُندر جو سمرے | کیوں ہووے گتی دین |

(۱) رُوئی کی بتی (۲) بیوی اِستری (۳) بیٹیا (۴) اِس طرف دَوڑ دَوڑ کر بہت گرتا پڑتا ہُوں
(۵) بہت سے - کوئی کا نام ہے

(۲۰۲)

اب موری راکھو لاج ہری! (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) تُم جانت سب انتریامی | کرنی کچھو نہ کری |
| (۲) اوگُن موسُوں بسرت ناہیں | پل چھن گھڑی گھڑی |
| جگ پرپنچ کی پوٹ باندھکر | اپنے سیس دھری |
| (۳) دارا دھن سُت موہ سمندر | سُدھ بُدھ سب بسری |
| سُور پتت کو بیگ اُبارو | نیا جات بھری |

(۱) مجھ سے (۲) بھولتے نہیں (۳) سنسار سمندر کے بھاؤ سے پار کیجئے (۴) کشتی -

(۲۰۳)

سوئی اب کیجئے دین دیال! (ٹیک)

(۱) جاتے ہیں کھشن چرن نہ چھوڑوں — کرنا ساگر بھگتی رسال
(۲) اندریہ اجت۔ بدھی وشیارت — من کی دِن دن اُلٹی چال
کام کرودھ۔ مد۔ لوبھ مہا بھے — نِشدن ناتھ بھرمت بے حال (ٹیک)
(۳) یوگ یگ۔ جپ۔ تپ۔ تیرتھ۔ برت — ان میں ایک ہو انگ نہ بھال
کہا کروں کسے بھانت رجھاؤں — تم کو ہے کرپال (ٹیک)
(۴) سُن۔ سمرتھ۔ سرو گیہ۔ کرپا ندھی — اشرن شرن ہرن جگ جال
کرپا ندھان سُور کی وہ گتی — کاسوں کہے کرن یہ کال

(۱) جس سے (۲) پلک بھر (۳) بے قابو اندریہ (۴) وشیوں میں پھنسی ہوئی بدھی (۵) رات دن۔
(۶) سادھن رُوپی انگ (۷) اپنے نصیب میں (۸) کیا (۹) کس طرح (۹) نر آشرے کے آشرے

(۲۰۴)

پربھوجی! میرے اوگن چت نہ دھرو (ٹیک)

(۱) سمدرشی پربھو نام تہارو — چاہو تو پار کرو
(۲) اِک ندیا اک نالے کہاوت — میاو ہی نیر بھرو
جب مل کر اک بھئی وِرشا — سُرسری نام پڑو (ٹیک)
(۳) اِک لوہا پوجا میں راکھو — اِک گرہ بدھک پڑو
گن اوگن پارس نہیں جانے — کنچن کرت کھرو

(۱) جل (۲) ایک رنگی (۳) گنگا (۴) قصائی کے گھر۔

(۴) یہ مایا بھرم جال نوارو
اب کی بیر پربھو موکو بھی تارو

سُور شیام سگرو
نہیں پرن[1] جات ٹرو

(۱) آپکا اقرار ٹوٹا جاتا ہے۔

(۲۰۵) الف

(۱) جنکے ہردیہ ہری نام بسے
تن اور کا نام لیا نہ لیا

جنکے من پربھو کے رنگ رنگے
تن تن کا وستر سیا نہ سیا

(۲) جنکے گھر ایک سپوت[1] جیا
تن لاکھ کپُوت جیا نہ جیا

جنکے دوارے پر گنگ بہے
تن کُوپ کا نیر پیا نہ پیا

(۳) جن بات کری پرمارتھ کی
تن ہاتھ سے دان دیا نہ دیا

تُلسی- جن چرن گہے[2] ہری کی
تن انیہ دیو سیا[3] نہ سیا۔

(۱) جنم لیا (۲) پکڑے (۳) سیوا پوجا کی۔

(۲۰۵) ب

(۱) پریم مئے سنسار

پریم مئے ہے سارا سنسار (ٹیک)

پریم ہی کا سارا پرسار[1] ہے مت کہو اسے اَسار[2]

(۲) پریم وار ہے پریم پار ہے
پریم ہی ہے منجھ دھار

بیڑا بڑا پریم ساگر ہیں
پریم سے ہوگا پار

پریم مئے ہے سارا سنسار

(۱) پھیلاؤ (۲) بے بنیاد۔

(۳) پریم ہی ہے سوارتھ پرمارتھ | سکل پدارتھ سار
پریم (۱)وِلگ جو ہے تیرے من میں | وُہ ہے پریم (۲)بکار
پریم مئے ہے سارا سنسار

(۴) ہو جا نِڈر۔ چھوڑ دے گڑبڑ | پکڑ پریم کی دھار
پریم کے بل سے کیول ہوگا | (۳)نربل تیرا نستار
پریم مئے ہے سارا سنسار

(۱) پریم سے الگ یا علیحدہ۔ (۲) روگ۔ مرض (۳) ناطاقتور (۴) پار۔ مکتی۔

## (۲۰۶) کافی

تُوہیں ہیں ہیں ناہیں وے سجنان | تُو ہوں ہیں میں ناہیں (ٹیک)
جا(۱)ں سوواں تا(۲)ں تُوں نا(۳)لے سوویں | جا چلاں تاں تُوں راہیں ÷ تُو ہوں (۴)
جاں بولاں تاں تُوں نالے بولیں | چُپ کراں من ماہیں ÷ تُو ہوں ہیں
سِہک سِہک کے مِلیا دِلبر | جِند(۴)ڑی گھول گنواہیں ÷ تُو ہوں

(۱) جب (۲) تب (۳) ساتھ (۴) جان ÷

## (۲۰۷) راگ سوہنی

جو دل کو مُنہ پر مٹا چکے ہیں (ٹیک) مذاقِ اُلفت اُٹھا چکے ہیں

وہ اپنی ہستی مٹا چکے ہیں
خدا کو خود ہی ہیں پا چکے ہیں
نہ سُوئے کعبہ جھکاتے ہیں سر
نہ جاتے ہیں بتکدہ کے در پر
انہیں ہیں دیر و حرم برابر
جو تم کو قبلہ بنا چکے ہیں
نہ ہم سے پیارے چھڑاؤ داماں
نہ دیکھو باغ و بہار و رضواں
کب اُنکو پیارے ہیں حور و غلماں
جو تم کو پیارا بنا چکے ہیں
سُنا رہی ہے یہ دل کی مستی
مٹا کے اپنا وجودِ ہستی
مرینگے یار و طلب ہیں حق کی
جو نامِ طالب لکھا چکے ہیں
نہ بول سکتے بھتے کچھ زباں سے
نہ یاد اُن کو ہے جسم و جاں سے
گزر گئے ہیں وہ ہر مکاں سے
جو اُس کے کُوچہ میں آ چکے ہیں
گر اور اپنا بھلا جو چاہو
یہ رامؔ اپنے سے کہہ سُناؤ
بھلا رکھو یا بُرا بناؤ
تمہارے اب ہم کہا چکے ہیں
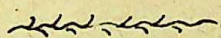
## (۲۰۸) غزل

(۱) تا سرمہ صفت سُودہ نگردی تہِ سنگ
ہرگز بہ صفا چشمِ نگارے نرسی
(۲) تا شانہ صفت سر نہ نہی در تہِ آرہ
ہرگز بہ سرِ زُلفِ نگارے نرسی
(۳) تا ہمچو دُرِ سُفتہ نگردی باتار
ہرگز بہ بنا گوشِ نگارے نرسی
(۴) تا خاکِ تُرا کُوزہ نسازند کلالاں
ہرگز بہ لبِ لعلِ نگارے نرسی

(۵) تا ہمچو قلم سر نہ نہی در تہِ کارد | ہرگز بہ سرِ انگشتِ نگارے نرسی

(۶) تا ہمچو حنا سُودہ نگردی تہِ سنگ | ہرگز بہ کفِ پائے نگارے نرسی

## مطلب

(۱) جب تک تُو (یعنے تیری جُزوی خودی) سُرمہ کی طرح دگیان روپی) پتھر کے نیچے گھِس نہیں جائیگا۔ تب تک تُو اپنے پیارے کی صاف آنکھ تک بھی نہیں پہنچ سکے گا

(۲) جب تک تُو کنگھی کی طرح آرے کے نیچے سر نہ رکھے گا۔ تب تک اپنے پیارے کی زُلف تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔

(۳) جب تک کہ موتی کی طرح تُو تار سے نہ بِندھ جائے گا۔ تب تک اپنے پیارے کے کان تک بھی نہیں پہنچ سکے گا÷

(۴) جب تک کہ شراب فروش تیری مٹّی کا کُوزہ نہ بنالیں تب تک تُو اپنے پیارے کے لعل سے لبوں تک بھی نہیں پہنچ سکے گا۔

(۵) جب تک کہ تُو قلم کی طرح چاقُو کے نیچے سر نہیں رکھے گا۔ تب تک تُو اپنے پیارے کی اُنگلیوں کے سروں (یعنی پوروں) تک نہیں پہنچ سکے گا۔

(۶) جب تک کہ مہندی کی طرح تُو پتھر کے نیچے نہ پِسا جائے گا۔ تب تک تُو اپنے پیارے کے پاؤں کے تلوے تک نہیں پہنچ سکے گا۔

(۲۰۹) غزل

(۱) نہ حرفِ شکوہ میخوانم نہ وصل از ہجر میدانم

دلِ بے آرزو و افسانہ و افسوں چہ میداند

(۲) زبانِ بلبلاں آنانکہ میدانند میدانند
کہ زاغِ شومِ دشمن نالۂ موزوں چہ میداند

(۳) طپیدن ہا چہ میداند دلِ افسردۂ زاہد
ادائے کاوشِ نشتر رگِ مجنوں چہ میداند

(۴) فلاطوں علّتِ بیتابیٔ مجنوں چہ میداند
تو ایں حکمت زلیلیٰ پرس۔ افلاطوں چہ میداند

(۵) گرامی خم نشینی دیگر است و خم چشی دیگر
تو اسرارِ خم از من پرس۔ افلاطوں چہ میداند

(۶) تغافل ہائے یوسف با زلیخا دیدم و گفتم
کہ طفلِ ناز پرور لذّتِ شبخوں چہ میداند

## مطلب

(۱) نہ تو میں کوئی شکایت کی بات کہتا ہوں۔ نہ وصل و ہجر میں تمیز کرتا ہوں بے خواہش دِل منتر جنتر (ٹونا) بھلا کیا جانتا ہے۔

(۲) بلبلوں کی زبان جو شخص کہ جانتے ہیں وُہی سمجھتے ہیں۔ اور بد بخت دشمن کوا (بلبل کا) موزوں نالہ بھلا کیا جانتا ہے۔

(۳) پرہیزگار کا بجھا ہوا دِل تڑپنے کو بھلا کیا جانتا ہے (یعنی نہیں جانتا)

نشتر کے چُبھنے کی ادا بے خُون رنگ بھلا کیا جانتی ہے؟

(۴) افلاطُون مجنُوں کی بیتابی کا سبب بھلا کیا جانتا ہے۔ اِس حِکمت کو تُو لیلیٰ سے پُوچھ۔ افلاطُون بھلا کیا جانتا ہے؟

(۵) اَے گرامی مٹکے پر بیٹھنا اَور ہے اور شراب پینا اَور (یعنی عشق کا نام لینا اور ہے اور عشق کرنا اَور ہے) تو مٹکے کا بھید مُجھ سے پُوچھ، افلاطُون کیا جانتا ہے

(۶) مَیں نے یُوسف کی لاپرواہیاں زُلیخا کے ساتھ دیکھیں اور کہا کہ ناز پرور لڑکا شبخُون کا مزا کیا جان سکتا ہے؟

(۲۱۰) غزل

(۱) اے دِل اینجا کوئے جانان است از جاں دم مزن
از دِل و جان و جہاں در پیشِ جاناں دم مزن

(۲) جاں ندارد قیمتے بِسیار از جاں وا مگو
گرچہ جاں در باختی در راہِ جاناں دم مزن

(۳) گر تُرا دردے است از وَے ہیچ از درماں مگو
دردِ اورا بہ ز دِرماں داں ز دِرماں دم مزن

(۴) چُوں یقین آمد رہا کُن قصّۂ شک و گُماں
چُوں عیاں بنمُود رُخ دیگر ز بُرہاں دم مزن

(۵) علمِ بے دیناں گزار و جہل را حکمت مخواں
از خیالات و فسونِ اہلِ یوناں دم مزن

(۶) بالبِ میگوں و روئے خوب و زلفِ دل کشش
از شراب و شاہد و شمع و شبستاں دم مزن

(۷) کفر و ایماں را بہ پیشِ زلف و رویش کن رہا
پیشِ زلف و روئے او از کفر و ایماں دم مزن

(۸) چونکہ با او بر نیاری بودنی از وصلش مگو
چونکہ بے او ہم نمی باشی ز ہجراں دم مزن

(۹) مہرِ تاباں چونکہ ہست از عکس رویش تابنئے
معزبی در پیشِ او از مہرِ تاباں دم مزن

## مطلب

(۱) اے دل یہاں اپنے پیارے کی گلی ہے اپنی جان کا بھی دم مت مار (یعنی جان سے بھی دریغ مت کر) اور اپنے پیارے کے آگے جان و جہان اور دل کا دم مت مار (یعنی اپنے پیارے کے آگے اِنکو بھی عزیز مت سمجھ-

(۲) جان (بہ نسبت اپنے پیارے کے) زیادہ قیمت نہیں رکھتی ہے- اِس لئے اُس جان کا افسوس مت کر- اگر تُو اپنے پیارے کے راستہ میں جان پر کھیلتا ہے تو چُپ رہ (تو اس کام پر بھی شیخی مت کر) *

(۳) اگر تجھ کو (اپنے پیارے کی محبّت میں) کچھ تکلیف ہے تو اُس کے علاج کی بابت کچھ ذکر نہ کر۔ اُس کی تکلیف کو (یعنی اس کی محبّت میں جو تکلیف ہو اُس کو) بھی علاج سے بہتر سمجھ۔ اور علاج کے بارے میں ذکر نہ کر یعنے چُپ رہ ٭

(۴) جب تجھ کو یقین ہوگیا تو شک وشبہ کا قصہ چھوڑ دے۔ جب اُس (پیارے) نے اپنا چہرہ دکھلا دیا پھر حیل و حُجّت نہ کر ٭

(۵) لامذہبیوں کا عِلم (خیالی) چھوڑ۔ اور بے وُقُوفی کو حکمت مت کہو۔ اور اہلِ (بے دینوں) یُونان کے خیالات وحکایات کا بھی دم مت مار ٭

(۶) شراب جیسے ہونٹ۔ خوبصورت چہرہ۔ دلکش زُلف۔ شراب اور معشوق اور شمع و شبستان کے بارہ میں بھی ذکر نہ کر ٭

(۷) کُفر اور ایمان کو اُس کے چہرہ اور زُلف کے سامنے چھوڑ دے اور اُس پیارے کے زُلف و چہرہ کے سامنے کُفر و ایمان کا ذکر مت کر ٭

(۸) چونکہ تو اُس (پیارے) پر سبقت نہیں لےجاسکے گا اس لئے اُس کے وصل کا ذکر مت کر۔ چونکہ تُو اِس پیارے کے بغیر بھی نہیں رہ سکے گا۔ اِس لئے ہجر کا بھی ذکر مت کر ٭

(۹) چونکہ منوّر آفتاب اُس (پیارے) کے چہرہ کی تجلّی کی ایک چمک ہے اس لئے اے مغربی اُس کے سامنے مہرِتاباں (منوّر آفتاب) کا بھی ذکر مت کر۔

## (۲۱۱) غزل راگ سندھڑا۔ تال ڈھائی

(۱) در دبستانِ محبت ابجد از خود رفتگی است
معنیٔ بسم اللہ آں فہمد کسے کو بسمل است

(۲) رہ نوردانِ محبت را پیام از ما رساں
کاندریں رہ یک قدم از خود گزشتن منزل است

(۳) تا نخواہد سوخت از ما بر نخواہد داشت دست
عشق بس مارا چو آتش در قفا افتادہ است

(۴) گر نماند در دلم پیکاں گناہِ تیر نیست
آتشِ سوزانِ من آہن گداز افتادہ است

## مطلب

(۱) محبت کے مکتب میں ابجد (الف بے) کیا ہے ؟ آپے سے باہر یعنی بیخود ہو جانا۔ بسم اللہ کے معنی وہ جانتا ہے جو پہلے خود بسمل ہو چکا ہو۔

(۲) محبت کا رستہ طے کرنے والوں کو (مسافروں کو) ہماری طرف سے پیغام پہنچا دو کہ اس راستے میں اپنے سے ایک قدم گزرنا ہی منزل ہے۔

(۳) عشق (پریم الٰہی) ہمارے پیچھے آگ کی مانند ایسا پڑا ہے کہ جب تک یہ جلا نہ لے گا تب تک ہم سے ہاتھ نہ اٹھائے گا۔

(۲) اگر میرے دل میں پیکان (نوک تیر) نہ رہے (کچھ اثر نہ کرے) تو تیر کا قصور نہیں۔ کیونکہ میری (محبت سے) بھڑکی ہوئی آگ لوہے کو بھی پگھلا دیتی ہے۔
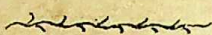
(۲۱۲) غزل

| | |
|---|---|
| (۱) شُد فدائے پائے جاناں جانِ من | مصحفِ رُویش بوُد قُرآنِ من |
| (۲) در سرم ہر دم سیر آزادگی است | قیدِ تن باشد کنوُں زندانِ من |
| (۳) سجدۂ مستانہ ام باشد نماز | دردِ دل با او بوُد ایمانِ من |

## مطلب

(۱) میری جان پیارے کے پاؤں پر فدا ہو گئی۔ اِس لئے اُس کے چہرہ کی کتاب (چہرہ کا دیدار کرنا) میرا قرآن ہے۔

(۲) میرے دماغ میں ہر وقت آزادی کا خیال ہے۔ بدن کی قید اب مُجھے جیلخانہ معلوم ہوتی ہے۔

(۳) میری نماز میرا مستانہ سجدہ ہے اور اُس کے ساتھ دِل کا درد میرا ایمان ہے یعنی اُس کے پریم میں دردِ دِل میرا ایمان ہے۔

(۲۱۳) غزل راگ سندھڑا۔ تال ڈھائی

(۱) کافر عشقم مُسلمانی مرا در کار نیست

ہر رگِ من تار گشتہ حاجتِ زُنار نیست

(۲) ما اسیراں را تماشائے چمن درکار نیست
داغہائے سینۂ ما کمتر از گلزار نیست

(۳) عاشقاں را روزِ محشر با قیامت کار نیست
کارِ عاشق جُز تماشائے جمالِ یار نیست

(۴) از سرِ بالین من برخیز اے ناداں طبیب!
دردمندِ عشق را دارُو بجز دیدار نیست

(۵) شاد باش اے دل کہ فردا بر سرِ بازارِ عشق
مژدۂ قتل است گرچہ وعدۂ دیدار نیست

(۶) ناخدائے کشتیٔ ما گر نباشد گو مباش
ما خُدا داریم ما را ناخُدا درکار نیست

(۷) خلق میگوید کہ خسرو بُت پرستی مے کند۔
آرے آرے میکنم۔ با خلق و عالم کار نیست

## مطلب

(۱) میں عشق (پریم) کا کافر ہُوں مجھ کو اب مُسلمانی کی ضرورت نہیں۔ میری ہر ایک رگ بمانند تار ہوگئی ہے۔ لہذا۔ زُنار (یگیوپت) کی ضرورت نہیں۔

(۲) ہم جیسے قیدیوں کو باغ کی سیر کی ضرورت نہیں۔ ہمارے سینہ کے داغ

گلزار سے کم نہیں ہیں۔

(۳) پریمی جنون (عاشقوں) کو قیامت کے دن قیامت (پرلے) سے کچھ سروکار نہیں ہے محبِ صادق (پریمی) کا کام اپنے پیارے کے حُسن کے نظارے (دیدار) کے سوائے اور نہیں ہے۔

(۴) میرے سرہانے سے اے نادان طبیب! اُٹھ کھڑا ہو۔عشق (پریم) کے بیمار کی دوا سوائے (اپنے پیارے کے) دیدار کے اور کوئی نہیں ہے۔

(۵) اے دِل خوش ہو کہ کل پریم کی گلی (کوچۂ محبّت) میں قتل کی خوشخبری ہے۔ اگرچہ دیدار کا کوئی اقرار نہیں ہے +

(۶) ہماری کشتی (وجود) کا اگر ملّاح نہیں ہے تو نہ ہو۔ ہمارے ساتھ خُدا ہے اس لئے ہمیں نا خُدا (ملّاح) کی ضرورت نہیں۔

(۷) خلق کہتی ہے کہ خسرو بُت پرستی کرتا ہے۔ ہاں ہاں میں بُت پرستی کرتا ہوں۔ مجھے خلقت اور جہان سے کچھ سروکار نہیں ہے۔

(۲۱۴) غزل۔ راگ سندھڑا تال ڈھائی

(۱) دوش آں صنم بیگانہ وش بگذشت از من چوں پری
کردم سلامش لیکن او دادہ جوابِ سرسری

(۲) گفتم چرا بیگانۂ؟ گفتا کہ تو دیوانۂ
من کیستم تو کیستی در خود چرا می ننگری

(۳) تو اوّلی و آخری تو باطنی و ظاہری
تو قاصدی و مقصدی تو ناظری و منظری

## مطلب

(۱) کل رات وہ پیارا بجروں (بیگانوں) کی طرح میرے پاس سے مانند پری کے گذر گیا۔ میں نے اُسکو سلام کیا۔ لیکن اُس نے معمولی (سرسری) جواب دیا۔

(۲) میں نے کہا کہ تو بیگانہ (غیر) کیوں بن گیا؟ اُس (پیارے) نے جواب دیا کہ تُو پاگل ہو گیا ہے۔ میں کون ہوں تُو کون ہے۔ یہ اپنے اندر تُو کیوں نہیں دیکھتا ہے؟

(۳) تُو ہی اوّل ہے تُو ہی آخر۔ تُو ہی ظاہر اور تُوہی باطن ہے تُو ہی قاصد۔ تُو ہی مقصد۔ تُو ہی دیکھنے والا اور تُو ہی قابلِ نظارہ ہے۔

(۲۱۵) غزل۔راگ سندھڑا۔تال دھامی

(۱) گفتمش خواہم کہ بینم مر ترا اے نازنیں
گفت گر خواہی مرا بینی برو خود را بہ بیں

(۲) گفتمش با تو نشستن آرزو دارم بسے
گفت گر باشد ترا ایں آرزو با خود نشیں

(۳) گفتمش کاں نقش گوئی بر مثالِ نقشِ تو
گفت ظاہر شد بہ نقشِ خویشتن نقش آفریں

(۴) گفتمش گوئی کہ آدم جمعِ کُلِّ عالم است؟
گفت جمعِ عالم است و جمعِ ربّ العالمین

(۵) گفتمش ہم من نو ام ہم جملہ تو۔ خندید و گفت
بر تو و بر دیدنت بادا ہزاراں آفریں

## مطلب

(۱) مَیں نے اُس سے کہا کہ اَے پیارے! مَیں تجھکو دیکھنا چاہتا ہُوں۔ اُس نے جواب دیا۔ کہ اگر تُو مجھے دیکھنا چاہتا ہے تو جا اپنے آپ کو دیکھ۔

(۲) مَیں نے اُس سے کہا کہ مجھے تیرے پاس بیٹھنے کی بہت خواہش ہے اُس نے یہ جواب دیا کہ اگر تجھے یہ تمنا ہے تو جا اپنے ساتھ بَیٹھ (مَیں وہاں ہی ہُوں)

(۳) مَیں نے اُس سے کہا کہ تُو ایسا نقش بتا جو تیرے نقش کے مانند ہو۔ اُس نے جواب دیا کہ اپنے (میرے) نقش سے اصلی نقاش (پرماتما) صاف ظاہر ہُوا ہُوا ہے۔

(۴) مَیں نے اُس سے کہا کیا تُو یہ کہتا ہے کہ آدمی کُل جہان کا مجموعہ ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ وہ جہان کا مجموعہ ہے اور رب العالمین کا مجموعہ

بھی ہے؟ (یعنی خدا کی ذات و صفات کا بھی بھنڈار یہ آدمی ہے)

(۵) مَیں نے اُس سے کہا کہ پھر مَیں ہی تُو ہُوں اور سب بھی تُو ہے۔ یہ سُن کر وہ ہنسا اور بولا کہ تیرے پر اور تیرے ایسے دیکھنے پر ہزار ہزار شاباش! ؂

## غزل (۲۱۶)
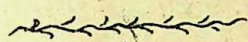
(۱) آں ماہ مُشتری است ببازار آمدہ

خودرا ز دستِ خویش خریدار آمدہ

(۲) محبوب گشتہ است محُب جمالِ خویش

مطلُوبِ خویش راست طلبگار آمدہ

(۳) زد حلقہ دوش بر درِ دِل یارِ معنوی

گفتمُ کہ کیست؟ گفت کہ در باز کُن توئی

(۴) نقّاش گشتہ نقش و نگار است بیگمان

مانیؔ نہاں شُدست دریں نقشِ مانوی

## مطلب

(۱) وہ پیارا (معشوق) خود بازار میں خریدار ہوکر آیا ہُوا ہے۔ اور اپنے ہاتھ سے اپنی ہی خریداری کر رہا ہے۔

؎ مانی مصوّر کا نام ہے۔

(۲) اپنے ہی حُسن کا عاشق (وہ پریمی ہی) خود معشوق (پیارا) ہو گیا ہے۔ اور اپنے مطلوب کا خود ہی طالبگار بن رہا ہے ÷

(۳) میرے دلی دوست دیارِ غار) نے کل رات کو دل کے دروازے پر کُنڈی کھڑکھڑائی۔ میں نے پُوچھا کہ کون ہے؟ اُس نے جواب دیا کہ دروازہ کھول تُو ہی ہے ÷

(۴) نقاش (دانشور) ہی بے شک یہ کُل نقش و نگار ہو گیا ہے اور اِس مانوی نقش میں اصلی مصوّر (مانی) خود چھپا ہُوا ہے ÷

لے یہ مانی چین کا ایک مشہور مُصوّر گذرا ہے ÷
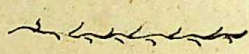
غزل (۲۱۷)

(۱) باز آمدم باز آمدم تا وقت را میموں کُنم
باز آمدم باز آمدم تا دردِ دل افزوں کنم

(۲) باز آمدم باز آمدم تا بہرِ بیمارانِ دل
از اشکِ چشم و آہِ شب وز خوں جگر معجوں کُنم

(۳) باز آمدم باز آمدم دل بر آں دِلبر نہم
وز ہر چہ جُز دِلبر بوَد از شہرِ دِل بیروں کُنم

(۴) باز آمدم باز آمدم چیزے ندارم جُز الف

قدِ الف پیدا شود چوں راست پشتِ نوں کنم

(۵) بار آدم باز آدم دِل دادۂ شوریدۂ
خود را اگر لیلیٰ کناں آں یار را مجنوں کنم

(۶) گفتم شہا در ہجرِ تو بس قطرہ ہا باریدہ ام
گفتا چہ غم ہر قطرہ را من لولوئے مکنوں کنم

(۷) گفتم شہا چوں حاضری فردا چہ حاجت وعدہ را
گفتا برو خود را ببیں تا وعدۂ اکنوں کنم

(۸) گفتم شہا در پردہ ہا خود را چرا داری نہاں
گفتا کہ گر بیروں شوم سیصد چو تو مجنوں کنم

## مطلب

(۱) مَیں پھر واپس آیا ہوں۔ مَیں پھر واپس آیا ہوں تا کہ وقت کو مبارک بناؤں۔ مَیں پھر واپس آیا ہوں مَیں واپس آیا ہوں تا کہ دِل کا درد بڑھاؤں +

(۲) مَیں پھر واپس آیا ہوں تا کہ دِل کے بیمار کے لئے اپنی آنکھ کے آنسو رات کی آہ و زاری اور جگر کے خون سے معجون بناؤں۔

(۳) مَیں بار بار واپس آیا ہوں تا کہ دِل کو اُس دلبر (پیارے) سے لگاؤں۔ اور جو کچھ ماسوائے دلبر ہو اُسکو دِل کے شہر سے باہر نکال دوں۔

(۴) میں بار بار واپس آیا ہوں تا کہ سوائے الف (وحدت) کے اور کوئی چیز

رکھوں۔ اور جب میں نون (نانیت) کی پیٹھ کو سیدھا کروں تو الف جیسا سیدھا قد پیدا ہو جائے ÷

(۵) میں بار بار واپس آیا ہوں کیونکہ میں دلدادہ اور شوریدہ ہوں مگر اپنے آپ کو لیلیٰ بنائے ہوئے ہوں تاکہ اس یار (پیارے) کو مجنوں بناؤں۔

(۶) میں نے کہا اے بادشاہ! تیری جدائی میں میں نے بہت سے آنسو گرائے ہیں۔ اس نے جواب دیا کچھ فکر نہ کر میں تیرے (آنسوؤں) کے ہر ایک قطرے کو پوشیدہ موتی (دُرِ ناسفتہ) بنا دونگا۔

(۷) میں نے کہا کہ اے بادشاہ! جبکہ تو حاضر ہے تو کل پر وعدہ پورا کرنیکی کیا ضرورت ہے؟ اس نے جواب دیا کہ جا اپنے تئیں دیکھ تاکہ میں ابھی کا وعدہ (وعدۂ دیدار فی الفور) پورا کروں۔

(۸) میں نے کہا اے بادشاہ! تو اپنے تئیں پردوں میں کیوں پوشیدہ رکھتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ اگر میں باہر ظاہر ہو جاؤں تو تجھ جیسے (تین ہزار دکھی لوگوں) کو مجنوں بنا دوں۔

## غزل (۲۱۸)

(۱) رفتم بہ طبیب و گفتم از دردِ نہاں
گفتا کہ ز غیر دوست بر بند زباں

(۲) گفتم کہ غذا؟ گفت ہمیں خونِ جگر
گفتم پرہیز؟ گفت از ہر دو جہاں

(۳) خونِ دل خود خور کہ شرابے بہ ازیں نیست
دنداں بہ جگر زن کہ کبابے بہ ازیں نیست

(۴) در کنز و ہدایا نتواں یافت خُدا را
در مصحفِ دل بیں کہ کتابے بہ ازیں نیست

## مطلب

(۱) میں ایک حکیم کے پاس گیا اور اپنے اندرُونی درد کا ذکر کیا اُس نے جواب دیا اپنے دوست (پیارے) کے ذکر کے سوائے اور کوئی ذکر نہ چھیڑ۔ کیونکہ اس درد کا صرف یہی علاج ہے۔

(۲) میں نے پُوچھا (اس دوا کیساتھ) غذا کیا ہوگی؟ اُس نے جواب دیا کہ یہی جگر کا خون۔ پھر میں نے پُوچھا کہ پرہیز کیا؟ اُس نے جواب دیا کہ دونوں جہانوں (کی خواہشات وغیرہ) سے پرہیز کر۔

(۳) اپنا خالص خون پی کیونکہ اس سے بہتر کوئی شراب نہیں ہے۔ دانت جگر میں مار کیونکہ اس سے بہتر کوئی کباب نہیں ہے۔

(۴) مُستند و متبرک کتب (خزانۂ کلام) میں خدا پایا نہیں جاتا۔ دِل کی کتاب (آئینہ) میں دیکھ کیونکہ اُس سے بڑھکر اور کوئی کتاب نہیں ہے۔

(۲۱۹) غزل - راگ بھیروی - تال تین

(۱) میار اے بخت! بہرِ غرقِ ما در شور دریا را

پرِ ماہی مگرداں بادبانِ کشتیٔ مارا

(۲) لباسِ ما سُبکساراں تعلّق بر نمی تابد
بوَد ہمچوں حباب از بخیہ خالی پیرہن مارا

(۳) دمِ جان بخشِ تو تا زنگِ حیرت ریخت در عالم
ز مہر آئینہ در پیشِ نفس دیدم مسیحا را

(۴) اگر لب از سخن گوئی فرو بندیم جا دارد
کہ نبوَد از نزاکت تابِ بستن معنیٔ مارا

(۵) شوَد از شعلۂ آوازِ قُلقُل بزم مے روشن
سرت گردم مکُن خاموش ساقی شمعِ مینا را

(۶) غنی ساغر بکف جمشید پیشِ مے فروش آمد
کہ شاید در بہائے بادہ گیرد مُلکِ دُنیا را

## مطلب

(۱) اَے نصیب ہمارے غرق کرنے کے لئے دریا کو طوفان میں مت لا (اَے بخت! ہم کو ڈبونے کے لئے خواہشاتِ دُنیوی کے دریا میں طوفان مت برپا کر) اور اَے مچھلی کے پر! ہماری کشتی کے بادبان کو مت پھیر۔
(۲) ہم ہلکے (آزاد از تعلقاتِ دُنیا) لوگوں کا لباس تعلّق کی تاب نہیں لا سکتا ہے یعنی تعلقات کی طرف راغب نہیں ہو سکتا اور ہمارا کُرتہ بُلبلہ

کی طرح بخیہ سے خالی (لا تعلّق) ہے ؛

(۳) جب سے تیرے جاں بخش دم نے دُنیا میں حیرت (تعجّب) کا رنگ بکھیر ڈالا ہے تو اُس وقت سے مَیں نے مسیحا کو تیری محبت کی وجہ سے (آئینہ در پیشِ نفس) متحیّر" دیکھا ہے۔ یعنی اَے معشوقِ حقیقی! چونکہ تیرے دمِ جاں بخش نے مریضانِ محبّت کو شفا دی ہے اِس لئے تیری محبّت کی وجہ سے اب مسیح (جس کو معجزہ تھا کہ مُردہ کو زندہ کر دیتا تھا) متحیّر ہو رہا ہے چونکہ اب اُس کا معجزہ بے سُود ہے ؛

(۴) اگر تُو کہے تو ہم بات کرنے سے لب بند رکھیں (چُپ رہیں) مگر کیا یہ واجب ہے؟ کیونکہ تیری نزاکت کی وجہ سے ہم کو معنی (راز) چھپانے کی تاب نہیں۔ یعنی قدرتاً ہمارے مُنہ سے تیری تعریف ضرور نکلے ہی گی۔ اور تیرا راز ظاہر کئے بغیر نہ رہیں گے۔

(۵) چونکہ شراب کی محفل (شراب کی) صُراحی کی آواز کے شعلہ سے روشن ہو جاتی ہے۔ اِس لئے اَے ساقی! مَیں تجھ پر قُربان جاؤں کہ شیشۂ شراب کی شمع کو مت بُجھا۔ یعنی اَے مُرشدِ کامل! شرابِ محبّتِ الٰہی کا دَور (پریم کھیر) جاری رہے۔ برائے خدا اسے چشم زدن کے لئے بھی بند نہ کر ؛

(۶) اَے غنی! جمشید اپنے پیالہ (جامِ جہاں نما) کو ہتھیلی پر رکھے ہوئے شراب فروش کے پاس آیا کہ شاید شراب کے بدلے وہ شراب فروش مُلک

دُنیا کو میلے - یعنی عشقِ الٰہی کی شراب اسقدر قیمت رکھتی ہے کہ جمشید اُسکے لینے میں مُلکِ دُنیا کو یا اپنے اُس پیالے کو جس میں کہ تمام جہان کا نظارہ دکھائی دیتا تھا بے دریغ دیتا ہے۔

(۲۲۰) بھیروی - تال تین

(۱) اَلَا یا ایہاالساقی مئے باقی بچش از ما
کہ روز افزوں شود عشقت کُند آسانٗ مُشکلہا

(۲) بہ حُسنِ موجِ خیز من کہ شُد طُرفہ نقابِ من
ز موجِ خُوبئے بحرم چہ شور اُفتاد در دِلہا

(۳) شبِ مہتاب و بادِ خوش - لبِ دریا صنم در بر
چساں دانند حالِ ما غریقانِ متوّجہا

(۴) مرا در منزلِ جاناں ہمہ عیش و ہمہ شادی
جرس بیہودہ می نالد کجا بندیم محلہا

(۵) ہمہ کارم ز بے کامی بہ خوش کامی کشید آخر
نہاں چوں ماند ایں رازے کہ بودہ شمعِ محفلہا

(۶) حضوری چہ ہمی خواہی ازو غائب نۂ اے جاں
توئی عقبیٰ - توئی مولیٰ - توئی دُنیا و ما فیہا

(۷) بہ صدقِ دِل اناالحق گو چُنینت رام فرماید
کہ در یک دم زدن گردد وصال و قطعِ منزلہا

## مطلب

(۱) خبردار اَے ساقی ! باقی (لافانی) شراب ہم سے چکھ - تاکہ تیرا عشق (پریم) روز بروز ترقّی کرتا رہے - اور تیری مُشکلوں کو آسان کر دیوے - (یہاں مجذوبِ عشقِ الٰہی اپنے مرشد سے کہتا ہے کہ ہم سے پریم بُوند چکھ تاکہ تمام عُقدہائے دِلی کھُل جائیں - اور انکشافِ رازِ حقیقی ہو جائے)

(۲) میری لہراتی ہُوئی خوبصُورتی کی وجہ سے جو کہ میرا ایک عجیب پردہ بن گئی ہے اور میرے بحرِ عشق کی خوبصُورتی کی لہر سے دِلوں میں کتنا ہی شور برپا ہو گیا ہے یعنی کتنے ہی دِل بیقرار ہو گئے ہیں -

(۳) جب چاندنی رات اور خوشگوار ہَوا - دریا کا کنارہ اور پیارا پہلو میں ہو تو ہماری ایسی حالت کو لہروں میں ڈُوبے ہُوئے لوگ (دُنیا کی ہَوا و ہَوس میں گرفتار) کیا جانیں *

(۴) مُجھ کو پیارے کی منزل میں نہایت آرام و نہایت خوشی ہے - گھنٹہ بیفائدہ شور مچاتا ہے - ہم محمل کہاں باندھیں - یعنے ہم کو تو یہاں ہی پیارے کا وصال ہو گیا اس میں ہمیں نہایت خوشی ہے - اب واعظ (ناصح) کا شور عفنت میں ہے - ہم یہاں سے نہیں ٹل سکتے - یا اب سالک کا شور

بے فائدہ ہے۔ ہمکو آنا جانا باقی نہیں رہا)

(۵) میرے تمام کام جو کہ نا مکمل تھے اب مکمل ہو گئے۔ یہ بھید کیونکر چھپا رہ سکتا ہے۔ کیونکہ یہ اب محفلوں کی شمع ہو گیا ہے (میری کل خواہشات پیارے کے ملنے سے پوری ہو گئیں ہیں۔ یہ بات اب چھپی نہیں رہسکتی)

(۶) اَے پیارے! تُو حضوری کیا چاہتا ہے؟ تُو اُس سے پوشیدہ نہیں (کیونکہ وہ ہر ایک کے اندر موجود ہے) تُو ہی آخرت ہے تُو ہی مولا ہے تُو ہی دُنیا و مافیہا ہے ؎

(۷) رامؔ یہ تجھے حکم دیتا ہے کہ سچے دِل سے اناالحق کہو کیونکہ ذراسی دیر میں اناالحق کا۔ ایک دم مارنے میں (اناالحق کو ایک دفعہ بھی کہنے سے) پیارے کا وصال ہو جائیگا۔ اور منزلیں (مرادیں) طے ہو جائیں گی۔
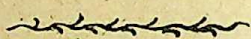
غزل (۲۲۱)

| | |
|---|---|
| (۱) در عشق نہ جسم و نہ جانم | چیزے عجبم نہ این نہ آنم |
| (۲) افزوں ز زمان و در زمانم | بیروں ز مکان و در مکانم |
| (۳) ہر جا کہ روم خراب عشقم | من کعبہ و بت کدہ نہ دانم |
| (۴) من بے خبر از نشان و نامم | باللہ مطلب دگر نشانم |
| (۵) باآنکہ نہانم از دو عالم | در ہر نظرے بہ بیں عیانم |

| | |
|---|---|
| (۶) من جامِ جہاں نمائے عشقم | من مردمِ دیدۂ جہانم |
| (۷) ہم صورتِ آفتابِ ذاتم | ہم معنئ سِرّ کُن فکانم |
| (۸) چوں شمس ز پرتوے کہ دارم | گہہ ظاہرم و گہے نہانم |

## مطلب

(۱) اُس پیارے کی محبت میں نہ میں جسم ہُوں نہ میں جان ہُوں (یعنی میرا جسم و جان سے کوئی تعلق نہیں) میں ایک عجیب چیز ہُوں نہ یہ ہُوں نہ وُہ ہُوں (یعنی نہ یہ جسم ہُوں نہ وُہ جان ہُوں)

(۲) زمانہ سے پرے ہُوں اور زمانہ میں بھی ہُوں۔ مکان سے باہر اور مکان میں ہُوں (یعنے ہر طرح سے لامحدُود ہُوں)

(۳) جس جگہ کہ میں جاتا ہُوں عشق کا متوالا ہُوں۔ اِس لئے میں کعبہ اور مندر کی تمیز نہیں رکھتا

(۴) میں نام و نشان سے بے خبر ہُوں۔ خدا کی قسم میری مراد (غرض) اور نشان سے ہے (یعنی دُنیوی نام و نشانِ فانی سے بیخبر ہُوں مگر ایک لافانی ولاثانی ہستی ہُوں)

(۵) باوجودیکہ میں ہر دو جہان سے پوشیدہ ہُوں۔ لیکن ہر نظر سے مجھے ظاہر دیکھ لے۔

(۶) میں پریم کا جہاں نُما پیالہ ہُوں اور میں جہان کی آنکھ کی پُتلی ہُوں۔

(۷) میں حقیقی آفتاب کی صورت ہوں اور میں کُن فکان[۱] (ایشور اچھا) کے بھید کا مطلب ہوں۔

(۸) سورج کی طرح جو روشنی کہ میں رکھتا ہوں اس سے میں کبھی ظاہر ہوتا ہوں اور کبھی پوشیدہ۔

---

[۱] کُن فکان کی تشریح = کُن= ہو جا۔ ف= پس۔ کان= ہو گئی۔ یعنی روز ازل میں پرماتما نے کہا کہ دنیا ہو جا۔ تب دنیا ہو گئی۔

## غزل (۲۲۲)
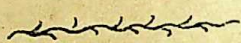
(۱) اے عاشقاں! اے عاشقاں! من عاشقِ دیرینہ ام
اے صادقاں! اے صادقاں! من عاشقِ دیرینہ ام

(۲) آدم نبود و من بُدم حوّا نہ بود و من بُدم
عالم نہ بود و من بُدم۔ من عاشقِ دیرینہ ام

(۳) با نوح در کشتی بُدم با یوسف اندر قعرِ چاہ
اندر دمِ عیسیٰ بُدم۔ من عاشقِ دیرینہ ام

(۴) آندم کہ فرعونِ لعیں در آبِ دریا غرق شُد
در حربِ موسیٰ من بُدم۔ من عاشقِ دیرینہ ام

(۵) آنجا کہ احمد برگذشت از چار و پنج و ہفت و ہشت

برہ ہمنشینِ من بُدم - من عاشقِ دیرینہ ام

(۶) آنجا کہ نورِ عاشقاں از عالمِ علوی گذشت
آنجا ہمہ خود من بُدم - من عاشقِ دیرینہ ام

(۷) اے آفتاب! اے آفتاب! گرمی مکُن گرمی مکُن
خود یک زباں خاموش کُن من عاشقِ دیرینہ ام

(۸) شاہِ حقیقت بُودہ ام دریائے حکمت بُودہ ام
مولا کہ باشد پیشِ من - من عاشقِ دیرینہ ام

## مطلب

(۱) اے عاشقو! اے بھگتو! میں سب سے پرانا عاشق ہوں - اے طالبانِ صادق! اے سچے جگیاسوؤ! میں سب سے پُرانا عاشق ہوں -

(۲) جس وقت حضرتِ آدم نہ تھا اُس وقت میں تھا - جس وقت کہ حوّا نہ تھا اُس وقت بھی میں موجود تھا - اور جس وقت دُنیا موجود نہ تھی اُس وقت بھی میں تھا (یعنی دُنیا کی ہستی سے پہلے بھی میں تھا) میں تو سب سے پُرانا عاشق (قدیمی) ہوں -

(۳) کشتی میں حضرت نوح کے ساتھ میں ہی تھا - کنوئیں کی تہ میں حضرت یوسفؑ کے ساتھ میں ہی تھا - اور حضرت عیسیٰؑ کے جاں بخش دم میں میں تھا - میں تو سب سے پُرانا عاشق ہوں ؎

(۴) جس وقت حضرت موسیٰ کی لڑائی میں ملعون فرعون دریا میں غرق ہُوا۔ اُس وقت بھی مَیں تھا۔ مَیں تو سب سے پہلے کا عاشق ہُوں۔

(۵) جس جگہ کہ حضرت احمد چوتھے پانچویں ساتویں اور آٹھویں آسمان سے گُزرا۔ اُس آٹھویں آسمان پر مَیں ہی تھا۔ مَیں تو سب سے پہلے کا عاشق ہُوں۔

(۶) جس جگہ کہ عاشقوں کا نُور عالمِ عُلوی سے گُذر گیا۔ وہاں سب کچھ خود مَیں ہی تھا۔ مَیں تو سب سے پُورانا عاشق ہُوں۔

(۷) اَے سُورج! اگر مِی مت کر چُھپکے ہو جا۔ مَیں تو سب سے پہلے کا عاشق ہُوں

(۸) حقیقت کا بادشاہ مَیں ہُوں اور دانائی کا دریا مَیں ہُوں۔ مَولا میرے آگے کیا حقیقت رکھتا ہے۔ مَیں تو سب سے پہلے کا عاشق ہُوں ÷

## (۲۲۳) غزل بھیروی تال تین

(۱) بفسُردم ہمہ تن اَلم بہ تردّد آبلہ در قدم
چو غُبارِ نالہ فسُردنم چو سرشکِ ننگ روانیم

(۲) نہ نشیمنے کہ کُنم مکاں نہ پرے کہ بر پرم از میاں
نہ کُنی بہ عشوۂ امتحاں۔ ستم آشیانِ رہائیم

(۳) بہ جہانِ جلوہ رسیدہ ام۔ بہ ہزار پردہ دریدہ ام
ثمرِ نہالِ حقیقتم۔ چمن بہارِ خُدائیم

(۴) سرِ کعبہ گرمِ فسُونِ من۔ دلِ دَیر جوششِ خُونِ من
مگذر ز سیرِ جنُونِ من کہ قیامتِ ہمہ جائیم

مطلب:۔ (۱) مُرجھانے میں تو تمام بدن مجسّم غم ہے۔ چلتے چلتے پاؤں میں چھالے پڑ گئے ہیں۔ رونے کے غبار کی طرح میرا مُرجھانا ہے اور شرم کے آنسُو کی طرح میرا چلنا ہے۔

(۲) نہ کوئی گھونسلا (گھر) ہے کہ جہاں ٹھہر جاؤں۔ اور نہ پر ہی ہے کہ

جس سے اُڑ جاؤں۔ اے ہے ظُلم ہے کہ تُو عشوۂ امتحان کی خاطر میری رہائی کی صورت نہیں بننے دیتا۔

(۲) اَنُو بھو (انکشافِ ذات) کے جہاں میں میں پہنچ گیا ہوں۔ اور تین ہزار پردے پھاڑے ہیں۔ اب حقیقت کے درخت کا پھل میں ہوں اور خُدائے بہار کا بلغ میں ہوں۔

(۴) میرا دھیان کرتے ہی (میرا منتر جپتے ہی) کعبہ کا سر جلنے لگتا ہے۔ اور بتخانے کا دِل میرے خون کا اُبال ہے۔ یعنی دیوتاؤں کے دلوں میں میرا خون جوش مارتا ہے۔ میرے جنون کی سیر سے الگ مت ہو کیونکہ میں تمام جگہ کی قیامت ہوں۔ یعنی میرے دیکھنے سے تمام جگہ پر قیامت ہو جاتی ہے ؞

## (۲۲۴) غزل بھیروی تال تین

(۱) دردِ مارا در جہاں درماں مبادا بے شُما
مرگ مُبادا بے شُما و جاں مُبادا بے شُما

(۲) سینہ ہائے عاشقاں جز از شُما روشن مباد
گُلبنِ جانہائے ما خنداں مبادا بے شُما

(۳) ہرچہ باشد بے شُما ہرگز مُبادا آنِ من

زمہریر سرد باشد آن مبادا بے شما

(۴) بشنو از ایمان کہ می گوید بآوازِ بلند۔
با دو زلفِ کافرت کایماں مبادا بے شما

## مطلب

(۱) اے پیارے! تیرے سوائے اِس دُنیا میں ہمارے درد کا علاج مت ہوجیو۔ بغیر تیرے ہماری موت ہو اور بِلا تیرے ہماری جان مت ہوجیو۔

(۲) عاشقوں کا سینہ سوائے تیرے روشن مت ہو۔ ہماری جانوں کے پھول سوائے تیرے روشن مت ہوجیو۔ ہماری جانوں کے پھول سوائے تیرے ہرگز نہ کھلیں:۔

(۳) جو کچھ بھی تیرے بغیر ہو وہ میری شے ہرگز نہ ہو۔ اگر کوئی ......
(یہاں مطلب خبط نظر آتا ہے لہذا نہیں دیا گیا)

(۴) ایمان سے سُن جو کچھ آوازِ بلند سے (شاعر) کہتا ہے کہ تیری دو کافر زلفوں کے ساتھ میرا یہ ایمان بغیر تیرے مت ہوجیو :۔

غزل (۲۲۵)

(۱) اے آنکہ ہستی روز و شب در آرزوئے وصلِ او
در آرزوے او چرا نگذشتی از ہر آرزو؟

(۲) با واعظِ خود بیں بگو۔ بگذر ز گفت و وعظِ او

کز راہِ وعظ و گفتگو نتواں رسیدن سوئے او

(۳) گر طالبِ آں گوہری۔بشکن صدف تا بنگری

ور مائلِ آں بادہ بشکن صراحی و سبو

(۴) در گنج جاں داری نہاں گنجے کہ ارزد در جہاں

تا چند گردی در بدر تا چند پوئی کو بکو

**مطلب**:۔(۱) اَے طالب! تو جو اُس کے وصل کی آرزو میں رات دن (مبتلا) ہے۔تو اُس کی آرزو میں تو ہر ایک آرزو کو کیوں ترک نہیں کر دیتا۔

(۲) خود بین (اہنکاری) واعظ سے کہو کہ (اُس کی دیپارے کی) وعظ اور گفتگو سے تو در گذر کر، کیونکہ وعظ اور گفتگو کے راستے سے اُس تک رسائی نہیں ہو سکتی۔

(۳) اگر تو اُس گوہر (حقیقی موتی) کا طالب (جگیاسُو) ہے تو سیپ کو توڑ ڈال تاکہ تو دیکھ لیوے۔اور اگر تو اُس شراب کا چاہنے والا ہے تو صراحی اور مٹھایا کو توڑ ڈال (یعنی اگر تو یارِ غار کو ملنا چاہتا ہے تو اہنکار اور انانیت کو دور کر)۔

(۴) جو خزانہ کہ جہان میں بکتا ہے وہ تیری جان کے کونہ میں (گوشۂ دل میں) پوشیدہ ہے تو اُس کے پیچھے کب تک در بدر اور کوچہ بکوچہ پھرتا رہیگا۔

غزل (۲۲۶)

(۱) مرا در دل بغیر از دوست چیزے در نمی گنجد

بخلوت خانۂ سلطاں کسے دیگر نمی گنجد

(۲) درونِ قصرِ دل دارم یکے شاہے کہ گر گاہے

زدل بیروں زند خیمہ بہ بحر و بر نمی گنجد

## مطلب

(۱) میرے دل میں سوائے دوست (پیارے) کے اور کوئی چیز نہیں سماتی ہے کیونکہ بادشاہ (مالکِ محل) کے خلوت خانہ میں کسی اور کی گنجائش نہیں ہے

(۲) میرے دل کے محل میں ایک ایسا بادشاہ جلوہ گر ہے کہ اگر وہ کبھی دل سے باہر نکل کر خیمہ گاڑ دے تو سمندر و خشکی پر نہ سما سکے ٭

# معرفتِ ذات (آتم گیان)

(۲۲۸) راگ کانڑا تال مُغلئی

قفس ایک تھا آئینوں سے بنا — لٹکتا گُلِ تازہ مرکز میں تھا

تھا پھول ایک۔ پر عکس ہر طرف سے — تھے معشوق سب بُلبُلِ[1] زار کے

گُلِ عکس کی طرف بُلبُل چلی — چلی تھی نہ دم بھر کہ ٹھوکر لگی

جسے پھول سمجھی تھی سایہ ہی تھا — یہ جھپٹی تو تڑ شیشہ سر پر لگا

جو دائیں کو جھانکا وُہی گُل کھلا — جو بائیں کو دَوڑی یہی حال تھا

مقابل اُڑی مُنہ کی کھائی وہاں — جو نیچے گری چوٹ آئی وہاں

قفس کے تھا ہر سمت شیشہ لگا — کھلا پھول تھا وسط میں واہ وا

اُٹھا سر کو جس آن پیچھے مُڑی — تو خنداں تھا گُل آنکھ اُس سے لڑی

جھجکنے لگی اب بھی دھوکا نہ ہو — ہے سچ مچ کا گُل تو فقط نام کو

چلی آخرش کر کے دِل کو دلیر — مِلا گُل۔ لگی اِک نہ دم بھر کی دیر

مِلا گُل ہُوئی مست و دِلشاد تھی — قفس تھا نہ شیشے وہ آزاد تھی

یہی حال انسان تیرا ہُوا — قفس میں ہے دُنیا کے گھبرا ہُوا

بھٹکتا ہے جس کے لئے دَر بدَر — وہ آرام ہے قلب میں جاوہ گر

۱۔ قیدی بُلبُل ۔ (نوٹ) سوامی جی کی یہ ترمیم شدہ غزل ہے۔

## (۲۲۹) راگ پیلو۔

پڑی جو رہی ایک مُدّت زمیں میں — چھُری تیز آہن کی مٹّی نے کھائی
؟ے کاٹنا پھانسنا کس طرح اب؟ — زمیں سے تھی نکلی زمیں نے مِلائی
ہُوا جب زمیں خود۔ یہ لوہا تو بس پھر — نہ آتش سہی سر پہ نَے چوٹ آئی
چھُری ہے یہ دِل اسکو رہنے دو بیخود — یہاں تک کہ مِٹ جائے نامِ جُدائی
پڑا ہی رہے ذاتِ مُطلق میں بیخود — خبر تک نہ لوہے اِسی میں بھلائی
"تیرا تیرا" کا چیرنا پھاڑنا سب — اُڑے ہو دُوئی کی نہ مُطلق سمائی
؟ غصّہ جلائے مصیبت کی نَے چوٹے — مِٹے سب تعلّق خُدائی خُدائی
؟بے مان بیٹھے تھے گھر بار بھائی — وہ گھر سے بھُلانے کی تھی ایک بھائی
بھلا گھر کو منزل میں گھر کر لیا جب — تو رنج بادشاہی کی کر دی صفائی
ہُوا کے بگولوں سے جب دِل کو باندھا — چُھٹی نا اُمیدی کی مُنہ پر ہوائی
کنول مردمِ چشم۔ سُورج بطِ آب — تعلّق کی آلودگی تھی نہ رائی
جو سچ پُوچھو سیر و تماشا بھی کب تھا — نہ تھی دُوسری شے نہ دیکھی دکھائی
؟تھی دولت کی دُنیا میں جس کی دوہائی — جو کھولا گرہ کو تو پائی نہ پائی
؟کئے ہر سہ حالت کے گرچہ نظارے — وَ لے رام تنہا تھا مُطلق اکائی

## (۲۳۰) راگ تلنگ۔ تال کیروا

کہاں جاؤں؟ کسے چھوڑوں؟ کسے لے لوں؟ کروں کیا مَیں؟

مَیں اِک طُوفاں قیامت کا ہُوں پُر حیرت تماشہ ہَیں
مَیں باطن مَیں عیاں-زیر و زبر چپ راست پیش و پس
جہاں ہَیں-ہر مکاں مَیں-ہر زماں ہُونگا سدا تھا مَیں
نہیں کچھ جو نہیں مَیں ہُوں اِدھر مَیں ہُوں اُدھر مَیں ہُوں
مَیں چاہُوں کیا؟ کسے ڈھونڈُوں؟ سبھوں میں تانا بانا مَیں
وہ بحرِ حُسن و خوبی ہُوں-حباب ہیں قاف اور کیلاس
اُڑا اِک موج سے قطرہ-بنا تب مہر آسا مَیں
زر و نعمت میری کِرنوں میں دھوکا تھا سرابِ ایسا (۱)
تجلّیٔ نُور ہے میرا کہ رامؔ احد ہُوں عیسٰی مَیں

(۱) مرگ ترشنا کا جل

(۲۳۱) سوال

| | |
|---|---|
| میرا رامؔ آرام ہے کس جا | دیکھ کر اُس کو جی کروں ٹھنڈا |
| کیا وہ اس اِک شلا پہ بیٹھا ہے | کیا وُہ محدُود اور یک جا ہے؟ |

## جملہ معترضہ

| | |
|---|---|
| واہ کیا چاندنی میں گنگا ہے | دُودھ ہیروں کے رنگ رنگا ہے |
| صاف باطن سے آب سیمیں پہ | میٹھی میٹھی سُروں سے گا گا کر |
| لُطف راوی کا آج لاتی ہے | یُوں پتہ رام کا سُناتی ہے |

## (۲۳۲) جواب

دیکھو موجود سب جگہ ہے رام
ماہ۔ بادل ہُوئے ہے اُسکا دھام

بلکہ ہے ٹھیک ٹھیک بات تو یہ
اُس میں ہے بُود باشِ عالم سِیہ

وہ آمورت ہے مُورتی اُس کی
کس طرح ہو سکے؟ کہاں؟ کیسی؟

کُل شئے محیط ہے آکاش
مُورتی میں نہ آ سکے آکاش

جو ہے اُس ایک ہی کی مُورت ہے
جس طرف جھانکیں اُسکی صورت ہے

## (۲۳۳) غزل

مست ڈھونڈے ہے ہو کے متوالا
کچھ پتہ دو کہاں ہے متوالا؟

گنگی کرتی پھرے ہے گنگ گنگ گنگ
"ہائے گنگا کا پاؤں کیونکر سنگ؟"

مُکھ سے گھونگٹ اُٹھا کے وہ پیارا
"دو کھوجتا ہے کدھر گیا پیارا؟"

بھانگ پی پی کے بھنگ کہتی ہے
"بُوٹی شِیو کی کدھر گئی ہے اے"

مستی تو چھپے ہے مست نینوں سے

ہُوں کہاں پر وہ فنشہ کے ڈورے"

رات بھر تاکتا پھرا تارا

پھاڑ آنکھوں کو "ہے کہاں تارا؟"

رام بن بن کو چھان تھک ہارا

"میرا آرام- رام ہے کس جا؟"

(۲۳۴) راگ بھیروی۔تال پشتو

سرود و رقص وشادی دم بدم ہے
عضب خُوبی ہے بیرُوں از رقم ہے
مُبارک ہو طبیعت کا یہ کِھلنا
پئے جاؤ دماوم جام بھر کر
گلوں سے پُر ہُوا ہے دامنِ شوق
تیرے دیدوں پہ بھُولے سے ہو شبنم
رکھیں آگے کو کیا کیا ہم نہ اُمید
دکھایا ہے پر کرتی لے ناچ پُورا

تفکر[1] دُور ہے اور غم کو رَم ہے
یقیناً جان تیری ہی ستم ہے
یہ رس بھینی او سنتھا جامِ جم[2] ہے
تمہارا آج لاکھوں پر قلم ہے
فلک خیمہ ہے کیوان[3] پر علم ہے
کبھی دیکھا سُنا سورج پہ نم ہے
کہ مارا گرگِ[4] غم پہلا قدم ہے
صلے میں اُڑ گئی اے ہے ستم ہے

(۱) دُور بھاگا ہُوا (۲) بادشاہ جمشید کا پیالۂ مستی (۳) سنیچر تارا (۴) جھنڈا
(۵) پیتاروپی بھیڑیا۔

| | |
|---|---|
| غلط گُفتم شکایت کی نہیں جا | ملی آ پُرسش میں - عدل و کرم ہے |
| نہ کہتا تھا تمہیں کیا رام پہلے | صباحِ عید آئی رات کم ہے |

## (۲۳۵) راگ شنکر آبھرن تال کیروا

| | |
|---|---|
| جان تُوں دِل دِیاں چشماں کھولیں | ہُو اللہ ہُو اللہ بولیں |
| مُیں مولا کہ مارِیں ترِیخ | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |
| جام شراب وحدت والا | پی پی ہر دم رہو متوالا |
| پی مَیں وارِی لاکے ڈیک | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |
| گر جا تسبیح جنجُو توڑیں | دین دُنی وَلّوں مُنہ موڑیں |
| ذات پاک نُوں لانہ لیک | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |
| جے تینُوں رام مِلن دا چاءِ | لالے چھاتی لگا داءِ |
| نام لو ہے وا دھریا پیک | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |
| سُن سُن سُن لے رام دوہائی | بے انتا کیوں انت ہے چاہی |
| الک کل تُوں۔ منگ نہ بھیک | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |
| نہ دُنیا دی کھیتے اُڑا | ہا ہا کار نہ شور مچا |
| چھڈ رونا ہس گاوتے گیت | اللہ شاہ رگ تھیں نزدیک |

(۱) دل کی آنکھیں (۲) ایکدم (۳) طرف سے (۴) دھبہ داغ (۵) شوق (۶) موقعہ ہاتھ ملا ہے

ش ٹھاکہ

| | |
|---|---|
| چُک سٹے پردہ دُوئی والا | اکھیاں وِچوں گنڈ چھڈ جالا |
| تُوں ہی تُوں نہیں ہور شریک | اللہ شاہ رگ بِھتیں نزدیک |

(۱) دُوسرا اور۔

## (۲۳۶) پرج تال چلنت
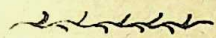
| | |
|---|---|
| دریا سے حُباب کی ہے یہ صدا | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| مُجھ کو نہ سمجھ اپنے سے جُدا | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| جب غُنچہ چمن میں صُبح کِھلا | جھٹ کان میں گُل کے یہ کہنے لگا |
| ہاں آج یہ عُقدہ ہے ہم پہ کُھلا | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| آئینہ مُقابل رُخ جو رکھا | جھٹ بول اُٹھا یُوں عکس اُسکا |
| کیوں دیکھ کے حیراں یار ہُوا | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| دانے نے بھلا خرمن سے کہا | چُپ رہ اِس جا نہیں چُون وچرا |
| وحدت کی جھلک کثرت میں دِکھا | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| ناسُوت[1] میں آکے یہی دیکھا | ہے میری ہی ذات سے نشوونما |
| جیسے پنبہ سے تار کا ہو رِشتہ | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |
| تو کیوں سمجھا مجھے غیر بتا | اپنا رُخِ زیبا نہ ہم سے چھپا |
| جِھٹ پردہ اُٹھا ٹک سامنے آ | تُم اور نہیں ہم اور نہیں |

(۱) بیداری۔ جاگرت

(۲۳۷) راگ بھیروی تال تین

ہے دَیر و حرم میں وہ جلوہ کُناں ۔ پر اپنا تو رکھتا وہ گھر ہی نہیں
مَیں دیکھوں جُوں سب کے ہے سر پرُو ہی ۔ پر اپنا تو رکھتا وہ سر ہی نہیں
یہ ستم[1] ہے کہ اسکے ہے چشم کہاں؟ ۔ پر ایسی کسی کی نظر ہی نہیں
ہے نُور کا اُس کے ظہور کھلا ۔ پر ہے وہ کہاں یہ خبر ہی نہیں
کوئی لاکھ طرح سے بھی مارے مجھے ۔ پر میرا تو کٹتا یہ سر ہی نہیں
وہ مکان ہے میرا تنہائی میں یاں ۔ شمس[2] و قمر کا گُذر ہی نہیں
نہ تو آب و ہوا نہ ہے آتش یاں ۔ کوئی میرے سوائے تو بشر ہی نہیں
درِ دل کو ہلا۔ کر درشن آ ۔ کہیں کرنا تو پڑتا سفر ہی نہیں
جس کے قبضہ میں گنج ہے وحدت کا ۔ کوئی اُس سے تو دولت ور ہی نہیں

(۱) ظلم تعجب (۲) سورج۔ چاند۔

(۲۳۸) غزل۔ راگ ضلع سندھوڑا

اگر ہے شوق ملنے کا آپس[1] کی رمز پاتا جا
جلا کر خود نمائی کو بھسم تن پہ لگاتا جا
پکڑ کر عشق کا جھاڑو صفا کر دل کے حجرے کو
دوئی کی دھول کو لے کے مصلّے پہ اُڑاتا جا

(۱) اپنی ذات کی

مصلے پھاڑ تسبیح توڑ کتاباں ڈال پانی میں
پکڑ کر دست مستوں کا سچدانند کو تو پاتا جا

نہ جا مسجد نہ کر سجدہ نہ رکھ روزہ نہ مر بھوکا
وضو کا توڑ دے کوزہ شرابِ شوق پیتا جا

ہمیشہ کھا۔ ہمیشہ پی نہ غفلت سے رہو اکدم
اپس تُوں خود خدا ہو کے خدا خود ہو کے رہتا جا

نہ ہو مُلّاں۔ نہ ہو قاضی۔ نہ خلکا پھن شیخوں کا
نشے ہیں سہر کر اپنی خودی کو تُوں جلاتا جا

کے منصور سُن قاضی! فوالا کفر کا مت پی
اناالحق کہو شوق سے تُوں یہی کلمہ پکاتا جا

(۱) سرور ذات

غزل (۲۳۹)

اب موہے پھر پھر آوت ہانسی (ٹھیک)
سکھ سروپ ہووے سکھ کو ڈھونڈے۔ جل میں رہیں پیاسی ۔ اب...
سبھی تو ہیں آتم چیتن۔ اج اکھنڈ ابناسی ۔ اب...

(۱) مچھلی (۲) جنم رہت۔ لا۔ پیدایش (۳) لاتقسیم

...رت نہیں لنگچہ سروپ کا۔ بھاجت متھرا کاشی ٭ اب مو ہے .....

کھن بھنگرتا دیکھ جگت کی۔ پھر بھی دھارت اداسی ٭ اب مو ہے

...ز بجے رام۔ رام کرپا سے کاٹے لاکھ چوراسی ٭ اب مو ہے ....

## (۲۴۰) راگ دھناسری تال دادرا

جسکو کہتے ہیں خدا ہم ہی تو ہیں ‌ ‌ مالکِ ارض و سما ہم ہی تو ہیں

عاشقانِ حق جسے ہیں ڈھونڈتے ‌ ‌ عرش پر وہ دلربا ہم ہی تو ہیں

طور[1] کو سرمہ کیا اک آن میں ‌ ‌ نور موسیٰ کو دکھا ہم ہی تو ہیں

تشنۂ دیدار لب کے واسطے ‌ ‌ چشمۂ آبِ بقا ہم ہی تو ہیں

...ار میں مہ ہیں کواکب[2] میں سدا ‌ ‌ مہر میں جلوہ نما ہم ہی تو ہیں

بوستانِ نور سے بہرِ خلیل ‌ ‌ نار کو گلشن کیا ہم ہی تو ہیں

نوح کی کشتی کو طوفان سے بچا ‌ ‌ پار بیڑا کر دیا ہم ہی تو ہیں

مرد و زن پیر و جواں وحش[3] و طیور ‌ ‌ اولیاء و انبیا ہم ہی تو ہیں

خاک و باد و آب و آتش اور خلا ‌ ‌ جملہ ما در جملہ ما ہم ہی تو ہیں

عقدۂ وحدت پسندوں کے لئے ‌ ‌ ناخنِ مشکل[4] کشا ہم ہی تو ہیں

مرغِ دل باغِ جہاں میں جبکہ یہ ‌ ‌ دامِ الفت میں پھنسا ہم ہی تو ہیں

(۱) کوہ طور سے مراد ہے (۲) ستارے (۳) حیوان و پرندے مراد ہے (۴) مشکل گرہ (عقدہ) کے کھولنے والے۔ یہاں مرشد کامل سے بھی مراد ہے

کون کِس کو سر جُھکاتا اپنے آپ | جو جُھکا جسکو جُھکا ہم ہی تو ہیں
نیک و بد کیا پیر و مُرشد طالبِ حق | با ہمہ اور بے ہمہ ہم ہی تو ہیں

(۲۴۲) راگ شام کلیان یا راگ جھنجوٹی۔ تال وادرا

خُدائی کہتا ہے جس کو عالم | سو یہ بھی ہے اِک خیال میرا
بدلنا صُورت ہر ایک ڈھب سے | ہر ایک دم میں ہے حال میرا
کہیں ہُوں ظاہر کہیں ہُوں باطن | کہیں ہُوں دِید اور کہیں ہُوں حیرت
نظر ہے میری نصیب مجھ کو | ہُوا ہے مِلنا مُحال میرا
طلسم اسرارِ گنجِ مخفی | کُھلوں نہ سینے کو اپنے کیونکر
عیاں ہُوا حالِ ہر دو عالم | ہُوا جو ظاہر کمال میرا
حجاب خورشید ذاتِ معنی | ہُوا ظہورِ نموُدِ صورت
مِٹا جو دُنیا سے نام آدم | ہُوا ہے مجھ کو وصال میرا
ہمیشہ آنکھوں کو بند رکھنا | جمالِ معنی کا دیکھنا ہے
جو گوشِ کر ہے وہ ہے سماعت | جو بے زبانی ہے قال میرا
اَلَستُ قالُو بلیٰ کی رمزیں | نہ پُوچھ مجھ سے اَے یار ہرگز
ہُوں^(۱) آپ مشغول آپ شاغل | جواب خود ہے سوال میرا

(۱) بہرہ پن۔

(۲۴۲) راگ جھنجوٹی تال دادرا

میں نہ بندہ نہ خدا تھا مجھے معلوم نہ تھا
دونوں علّت سے جدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

شکل حیرت ہوئی آئینۂ دل سے پیدا
معنئ شانِ صفا تھا مجھے معلوم نہ تھا

آپ ہی آپ ہوں یاں(۱) طالب و مطلوب ہے کون
میں جو عاشق ہوں کہا تھا مجھے معلوم نہ تھا

وجہ معلوم ہوئی تجھ سے نہ ملنے کی صنم
میں ہی خود پردہ بنا تھا مجھے معلوم نہ تھا

بعدِ مدت جو ہوئے وصل کھلا رازِ وطن(۲)
واصلِ حق میں سدا تھا مجھے معلوم نہ تھا

(۱) یہاں سے مراد ہے۔ (۲) شاعر کا بھی تخلص ہے

(۲۴۳) راگ جھنجوٹی - تال دادرا
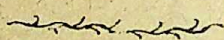
شمع رو جلوہ کناں تھا مجھے معلوم نہ تھا
صاف پردہ میں عیاں تھا مجھے معلوم نہ تھا

(۱) گل میں بلبل میں - ہر اک شاخ میں ہر پتے میں

جا بجا اُس کا نشاں تھا۔ مُجھے معلُوم نہ تھا

(۲) ایک مُدّت دیر و حرم میں ہے ڈھونڈا ناحق
وہ درِ قلب نہاں تھا۔ مُجھے معلُوم نہ تھا

(۳) سچ تو یہ ہے کہ سوا ذات کے جو کچھ تھا حیات
وہم تھا۔ شک تھا گماں تھا۔ مُجھے معلُوم نہ تھا

(۴) ہے غلط ہستیٔ موہوم کو جو سمجھے تھے
ہر وطن اپنا جہاں تھا۔ مُجھے معلُوم نہ تھا

(۱) کلپت وستو۔ فرضی شے (۲) شاعر کا بھی تخلص ہے۔

---

## (۲۴۴) غزل

مالکِ ہردو جہاں میں ہی تو ہوں۔ میں ہی تو ہوں
ظاہر و باطن سبھی میں ہی تو ہوں۔ میں ہی تو ہوں

لذّتِ دُنیا کی مُجھ کو کچھ نہیں ہے آرزُو
دونوں جہاں کی نعمتیں میں ہی تو ہوں۔ میں ہی تو ہوں

حقِ دُنیا کا مجھ میں خواب تھا مثلِ خیال
بیدار ہو دیکھا ذرا۔ میں ہی تو ہوں میں ہی تو ہوں

محبُوب اسم و جسم میں تھا۔ ہستی و علم و سرُور

پردۂ جہل اُٹھ گیا۔ مَیں ہی تو ہُوں مَیں ہی تو ہُوں

کچھ نہیں مجھ سے سوا۔ دُنیا۔ خُدا۔ رُوحیں تمام

ہر جُزو کُل کی اصلیت مَیں ہی تو ہُوں مَیں ہی تو ہُوں

چشمۂ اُلفت مُجھے حاصل ہُوا لا انتہا

مُجھ سے جُدا ہرگز نہیں۔ مَیں ہی تو ہُوں مَیں ہی تو ہُوں

اُڑ گئی جڑ سے دُوئی۔ رُخصت ہُوئی وحدانیت

معدُوم ہے دانش جہاں۔ مَیں ہی تو ہُوں مَیں ہی تو ہُوں

عالمِ دُنیا میں ہر سُو تاباں ہے میرا ہی نُور

مہر و ماہ میں روشنی۔ مَیں ہی تو ہُوں مَیں ہی تو ہُوں

(۲۴۵) راگ کافی۔ تال غزل

مجھ کو دیکھو۔ مَیں کیا ہُوں ۔ تن تنہا آیا ہُوں

مطلعِ نُورِ خُدا ہُوں۔ تن تنہا آیا ہُوں

مجھ کو عاشق کہو معشوق کہو۔ عشق کہو

جابجا جلوہ نما ہُوں۔ تن تنہا آیا ہُوں

مَیں ہی مسجُودِ ملائک ہُوں بہ شکلِ آدم

مظہرِ خاصِ خدا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
لامکاں اپنا مکاں ہے۔ سو تماشہ کے لئے
میں تو پردہ میں چھپا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
ہوں بھی۔ ہاں بھی انا الحق۔ ہے یہ تو منزل اپنی
شمسِ عرفاں کی ضیا(۱) ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں
کسکو ڈھونڈوں۔ کیسے پاؤں۔ میں بتاؤ صاحب؟
آپ ہی آپ میں چھپا ہوں۔ تن تنہا آیا ہوں

(۱) گیان کے سورج کی روشنی ہوں ۔

(۲۴۶) راگ تلنگ۔ تال کہروا

میں ہوں وہ ذات ناپیدا کنار و مطلق و بیچار
کہ جس کے سمجھنے میں عقلِ کُل بھی طفلِ ناداں ہے
کوئی مجھ کو خدا مانے۔ کوئی بھگوان جانے ہے
مری ہر صفت بنتی ہے میرا ہر نام شایاں ہے
کوئی بتخانہ میں پوجے۔ حرم میں۔ کوئی گرجا میں
مجھے بتخانہ و مسجد کلیسا تینوں یکساں ہے
کوئی صورت مجھے مانے۔ کوئی مطلق پہچانے ہے

کوئی خالق پکارے ہے کوئی کہتا یہ انساں ہے
میری ہستی میں یکتائی دوئی ہرگز نہیں بنتی
سوائے میرے نہ تھا۔ ہوگا۔ نہ ہے۔ یہ رمزِ عرفاں ہے

(۲۴۷) راگ سندھورا یا دھناسری۔تال تین

نہ دشمن ہے کوئی اپنا نہ ساجن ہی ہمارے ہیں
ہماری ذاتِ مطلق سے ہوئے یہ سب پیارے ہیں
نہ ہم ہیں دیہ۔ من۔ بدھی۔ نہیں ہم جیو نے ایشر
وَلے اِک کُن ہماری سے بنے یہ روپ سارے ہیں
ہماری ذاتِ نورانی۔ رہے اِک حال پہ دائم
کہ جس کی چمک سے چمکیں یہ مہر و ماہ ستارے ہیں
ہر اک ہستی کی ہے ہستی۔ ہماری ذات پر قائم
ہماری نظر پڑنے سے نظر آتے نظارے ہیں
برنگِ مختلف نام و شکل جو دمک مارے ہے
ہمارے طور کے شعلہ سے اُٹھتے یہ شرارے ہیں

(۲۴۸) راگ گارا۔تال دھمالی

باغِ جہاں کے گل ہیں یا خار ہیں تو ہم ہیں۔

گر یار ہیں تو ہم ہیں۔ اغیار ہیں تو ہم ہیں
دریائے معرفت کے دیکھا تو ہم ہیں ساحل
گر وار ہیں تو ہم ہیں۔ اور پار ہیں تو ہم ہیں
وابستہ ہے ہمیں سے گر جبر ہے وگر قدر
مجبور ہیں تو ہم ہیں۔ مختار ہیں تو ہم ہیں
میرا ہی حسن جگ میں۔ ہر چند موج زن ہے
تس پر بھی تیرے تشنۂ دیدار ہیں تو ہم ہیں
پھیلا کے دامِ الفت گھرتے گھراتے ہم ہیں
گر صید ہیں تو ہم ہیں۔ صیاد ہیں تو ہم ہیں
اپنا ہی دیکھتے ہیں۔ ہم بندوبست یارو
گر داد ہیں تو ہم ہیں۔ فریاد ہیں تو ہم ہیں

## (۲۴۹) راگ بھیروی غزل

دل کو جب غیر سے صفا دیکھا
آپ کو اپنا دلربا دیکھا
پی لیا جامِ بادۂ وحدت
خویش و بیگانہ آشنا دیکھا
جس نے ہے ذات اپنی کو جانا
آپکو حق سے کب جدا دیکھا
رمزِ رہبر کو اپنے جب دیکھا
نہ کوئی غیر و ماسوی دیکھا

کرکے بازار گرم کثرت کا | آپ کو اپنے میں چھپا دیکھا
غیر کا اِسم گرچہ ہے مشہور | نہ نشاں اُسکا نہ پتہ دیکھا
جب سے درشن ہے رام کا پایا | اَے رام! کیا کہوں کہ کیا دیکھا

(۲۵۰) راگ بھیروی غزل

یار کو ہم نے جا بجا دیکھا | کہیں بندہ کہیں خُدا دیکھا
صُورتِ گُل میں کِھکِھلا کے ہنسا | شکلِ بُلبُل میں چہچہا دیکھا
کہیں ہے بادشاہِ تختِ نشیں | کہیں کاسہ[1] لئے گدا دیکھا
کہیں عابد بنا کہیں زاہد | کہیں رِندوں کا پیشوا دیکھا
کرکے دعوی کہیں اناالحق کا | برسرِ دار وہ کھنچا دیکھا
دیکھتا آپ ہے سُنتے ہے آپ | نہ کوئی اُسکے ما سواء دیکھا
بلکہ یہ بولنا بھی تکلّف ہے | ہم نے اُسکو سُنا ہے یا دیکھا

(۱) فقیری پیالہ۔

(۲۵۱) راگ بھیروی تال تین

دیا اپنی خودی کو جو ہم نے اُٹھا | وہ جو پردہ سا بیچ میں تھا نہ رہا
رہے پردہ میں اب نہ وہ پردہ نشیں | کوئی دوسرا اُس کے سواء نہ رہا

نہ تھی حال کی جب ہمیں اپنے خبر
رہے دیکھتے اوروں کے عیب و ہنر
پڑی اپنی بُرائیوں پہ جو نظر
تو نگاہ میں کوئی بُرا نہ رہا
ظفر آدمی اُسکو نہ جانئے گا
گو ہو کیسا ہی صاحبِ فہم و ذکا
جسے عیش میں یادِ خُدا نہ رہی
جسے طیش میں خوفِ خُدا نہ رہا
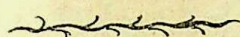
(۲۵۲) کافی

کی کردا [1] ہی کی کردا
کوئی پُچھو کھاں دلبر کی کردا (ٹیک)
اِکسے گھر وچ وسدیاں رسدیاں
نہیں ہوندا وِچ پردا۔ کی کردا۔۔
وِچ مسیت نماز گزارے
بُتخانے جا وڑدا [2] ۔ کی کردا۔۔
آپ اِکو کئی لاکھ گھراں وِچ
مالک ہے گھر گھر دا۔ کی کردا۔۔
میں جتول [3] دیکھاں اُتول [4] اوہی
ہر اِک وی سنگت کردا۔ کی کردا۔۔
موسےٰ تے فرعون بنا کے
دو ہو کے کیوں لڑدا۔ کی کردا۔۔
بُلّھا شوہ دا عشق بگھیلا [5]
رَت [6] پیندا ماس چردا۔ کی کردا۔۔

(۱) کیا کرتا ہے (۲) جا داخل ہوتا ہے (۳) جدھر (۴) اُدھر (۵) بگھیاڑ (۶) خون۔

(۲۵۳) راگ کھماچ۔ تال دادرا

بِنا گیان جیو کوئی مُکتی
نہیں پاوے (ٹیک)

(۱) چاہے دھار مالا چاہے باندھ مرگ چھالا
چاہے تلک چھاپ۔ چاہے بھسم تُو رماوے (ٹیک)

(۲) چاہے رچ کے مندر مٹھ۔ پتھروں کے لاوے ٹھٹھ
چاہے جڑ پدارتھوں کو سیس نتیہ نواوے (ٹیک)

(۳) چاہے بجا گال چاہے شنکھ اور بجا گرھیال
چاہے ڈھپ چاہے ڈورو جھانجھ تُو بجاوے (ٹیک)

(۴) چاہے پھرے تُو گیا۔ پریاگ کاشی میں جا پران تیاگ
چاہے گنگا جمنا۔ چاہے ساگر میں نہاوے (ٹیک)

(۵) دوارکا اور رامیشور بدری ناتھ پربت پر
چاہے جگناتھ میں تُو جھوٹو بھات کھاوے (ٹیک)

(۶) چاہے جٹا سیس بڑھا۔ جوگی ہو چاہے کان پھڑا
چاہے یہ پاکھنڈ رُوپ لاکھ تُو بناوے۔ (ٹیک)

(۷) گیانیوں کا کرے سنگ مُورکھوں کی تج دے بھنگ
پھر بجھے ٹھیک مکتی کا سادھن آوے (ٹیک)

(۲۵۴) راگ کھماچ۔ تال دادرا

بکے گیاں۔ گل مکدی ناہیں۔ تجے نہ منوں مکائیے

(۱) بات (۲) ختم نہ ہوگی (۳) اگر۔

| | |
|---|---|
| گنگا گیاں کچھ گیان نہ آوے | بھاویں سو سو ٹُبے لائیے |
| گیا گیاں کچھ گتی نہ ہووے | بھاویں لکھ لکھ پنڈ بٹ پائیے |
| پریاگ گیاں شانتی نہ آوے | بھاویں بہہ بہہ مُونڈھ منڈائیے |
| دیالداس جیہڑی وستو اندر ہووے | اوہنوں باہر کیونکر پائیے۔ |

(۱) چاہئے (۲) غوطے (۳) جو سنی (۴) اُسکو۔

(۲۵۵) راگ ضلع یا پیلو تال دیپ چندی

کیا خُدا کو ڈھونڈتا ہے یہ بڑی کچھ بات ہے

تُو خدا ہے تُو خدا ہے تُو خدا کی ذات ہے

کیا خُدا کو ڈھونڈتا ہے یہ بڑی کچھ بات ہے

پاس ہے پاتا نہیں جیوں پھُولن میں باس ہے

پھرے بَولا اِک مِرگ۔ اور کستوری وا کے پاس ہے

پاس ہے پاتا نہیں۔ پھر پھر سُونگھے گھاس ہے

تُجھ میں ہے اِک بولتا۔ وُہی خدا تُو آپ رے

ہے نراین ہردیہ بھیتر تُون تیرو تپاس رے

(۱) خوشبو (۲) اُس کے (۳) تحقیق کر۔ اُوبھو کرنا۔

## (۲۵۶) ٹھُمری - راگ ضلع جھنجھوٹی

جہاں دیکھت وہاں رُوپ ہمارو (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) جڑ چیتن کو بھید نہ پیکھت | آتم ایک اکھنڈ نہارو |
| کھتی - جل - تیج - پون - آکاشی | کارن - سُوکھشم - سیتھول وِچارو (ٹیک) |
| (۲) نر ناری - پشُو - پنچھی بھیتر | مجھ بِن کوئی نہ جانگن ہارو |
| کیٹ پتنگ - پشاچ - پدارتھ | سرووَر - ترووَر - جنگل پہاڑو (ٹیک) |
| (۳) ہیں سب ہیں سب ہی میرے مَیں | نام رُوپ نِرنجن دھارو |
| ناتھ کرپا نرسنگ بھیو اب | ویاپ رہیو ہم سے جگ سارو |

(۱) دیکھو (۲) زمین (۳) چشمہ (۴) درخت

## (۲۵۷)

آتم چیتن چمک رہیو - کر نڈھر ڈک دیدار

| | |
|---|---|
| (۱) تُوں ہیر مانند آپ ہے | جھُوٹیں ہیں سُت دار |
| (۲) چمڑی ہیں ہت جو کریں | وہی پُورے چمار |
| ناشوان جگ دیکھ کے | سمجھت ناہیں گنوار |
| (۳) دُرلبھ نرتن پائے کے | کیوں نہ کرت وِچار |
| تن مندر ادبھُت بنیو | تُون ٹھاکر سردار |
| (۴) وِشیوں بیچ پھنس پھنس مرے | جان کھوئے بیکار |

(۱) بیٹا - بیوی (۲) موہ - محبت

جو سُکھ چاہیں تو تیاگ دے ۔ پردھن(۱) اور پرنار(۲)۔

(۱) دوسرے کی دولت (۲) دوسرے کی بیوی۔

(۲۵۸) راگ بہاگ۔ تال دادرا

مقراضِ موج دامنِ دریا کتر گئی
وحدت کا سُرفعہ پھٹ گیا ساری ستر گئی (ٹیک)

(۱) دریائے بیخودی پہ جو بادِ خودی چلی
کثرت کی موج ہو کے وہ سارے بکھر(۱) گئی

(۲) اسم و صفت کے شوق نے ایسا کیا رذیل
گمنامی بے صفاتی کی ساری قدر گئی

(۳) جامۂ وجود پہن کے بازارِ دہر(۲) میں
ذات و صفات اپنی کی ساری خبر گئی

(۴) فرزند و زن و مال کی محبّت میں ہو کے غرق
انسان کے وجود کی ساری وقر گئی

(۵) شہوت طمع و خشم و تکبر میں آ پھنسے
یکتائے ذات کی جو شرم تھی اُتر گئی

(۱) پھیل گئی۔ (۲) زمانہ۔

(۶) ہو کر لیا - یہ کرتا ہوں - یہ کل کروں گا ہیں
اس فکر و انتظار میں شام و سحر گئی

(۷) باقی رہی کو دل کی صفائی میں صرف کر
آرائشِ وجود میں ساری گذر گئی

(۸) بھولے تھے دیکھ دُنیا کی چیزوں کو ہم یہاں
ہادی نے اِک طمانچہ دیا - ہوش پھر گئی

(۹) غفلت کی نیند میں جو تعین کی خواب تھی
بیدار جب ہوئے تو نہ جانا کدھر گئی

(۱۰) معشوق کی تلاش میں پھرتے تھے در بدر
نظر آیا بے نقاب - دوئی کی نظر گئی

(۱) دن (۲) ہدایت کرنے والا (۳) اپنے کو محدود جسم ماننے کی اُپادھی -

(۲۵۹) غزل بھیروی

ہے لہر ایک عالم بحرِ سرور میں
ہے بود و باش ساری اُسکے ظہور میں
کشتی ہے لہر جبدم وہی تو بھرے ہے
ہر چار سُو ہے شعلہ مت دیکھ طور میں

(۲۶۰) راگ بھیروی تال دادرا

چادر سے موج کی نہ چھپے چہرۂ آب کا

بُرقعہ حباب کا نہ ہوا بُرقعہ آب کا

اپنا ہی کچھ تصرّفِ اوہام ہے کہ ہم

چہرہ پہ حق کے پاتے ہیں پردہ نقاب کا

آنکھیں جو مُوند لیں تو دو پہر میں رات ہے

اس میں قصُور کیا ہے بھلا آفتاب کا

کس کام کی یہ ہستیٔ موہومِ کائنات

سیراب کب کرے ہے دھوکا سراب کا

اپنا حجاب آپ ہیں۔ تو اَے میاں نیازؔ

اُٹھنے سے تیرے ہوتا ہے اُٹھنا حجاب کا

## غزل (۲۶۱)

ہُن[1] مَیں لکھیا[2] سوہنا یار
جِدے احد[3] اکلّا سی
نہ ربّ رسُولؐ نہ اللہ سی
بیچوُن و بے چگُون سی
نہ کوئی رنگ رُوپ نمُونہ سی
پیارا بہن بیٹھا کاں آیا

جس دے حُسن دا گرم بازار دیکھ
نہ ظاہر کوئی تجلّی سی
نہ جبّار سی نہ قہار ہونی میں کیہا
بے شُبہ تے بے نمُونہ سی
ہُن گُوناں گوں ہزار۔[4] نی میں کیہا
آدم اپنا نام دھرایا۔

(۱) اب۔ (۲) پہچانا۔ جانا (۳) وحدہٗ لاشریک۔ ذاتِ حقیقی (۴) ہزاروں قسمیں۔

| | |
|---|---|
| اَحادتے احمد بن آیا | نبیاں دا سردار۔ نی میں لکھیا |
| کُن کہا فیکون کمایا | بے چُونی سے چُون بنایا |
| احمد دے وِچ مِیم رلایا | تاں کیتا ایڈ اُپسار۔ نی میں |
| بجُوں مِیت بجُوں بتخانہ | برتی رہاں نہ روزہ جاناں |
| بھل گیا وضو نماز دوگانہ | تیں پر جان گھتان بلہار۔ نی میں |
| پیر پیغمبر اُس دے بردے | اُس ملائک سجدہ کردے |
| سر قدماں اُتے دھردے | سب سے وڈی سرکار۔ نی میں |
| جو کوئی اُس نوں لکھنا چاہے | باہجھ وسیلے لکھیا نہ جائے |
| شاہ عنایت بھید بتائے | تاں سب کھلے اسرار۔ نی میں |

(۱) اتنا۔ اسقدر (۲) تجھ پر جان واروں (۳) سب سے اعلیٰ (۴) بغیر۔ بلا (۵) سمجھنا۔ پہچاننا (۶) تب

## (۲۶۲) غزل

میری بُکل دے وِچ چور — نی میری بُکل دے وِچ چور (ٹیک)

کیہنوں کوک سُناواں نی میری بُکل دے وِچ چور

چوری چوری نکل گیا۔ جگ وِچ پے گیا شور (ٹیک)

مسلماں سِوِیاں توں چڑدے۔ ہندو چڑدے گور

دونوں آپس دے وِچ لڑدے ایہو دوہاں دی کھوڑ (ٹیک)

(۱) بغل (۲) دونوں کی خراب عادت۔

رکتے راماداس رکتے فتح محمد ایہو قدیمی شور
ہٹ گیا جا دوہاں دا جھگڑا نکل پیا کوئی ہور (ٹیک)
ایہو ہی ہٹ تُسی بھی آکھو آپ گنڈھی آپ ڈور
ہیں دسنا ہاں تُسیں پکڑ لیاوو بُلھے شاہ دا چور (ٹیک)

(۱) کوئی دوسرا (۲) بتلاتا ہوں
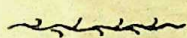
## (۲۶۳) (غزل)

مُنہ آئی بات نہ رہندی ہے (ٹیک)

جھوٹ آکھاں تے کچھ بچدا ہے
جی دوہاں گلاں توں جچدا ہے
سچ آکھیاں بھانبڑ مچدا ہے
بچ بچ کے جیبھا کہندی ہے (ٹیک)

اِک لازم بات ادب دی ہے
ہر ہر وِچ صورت رَبّ دی ہے
سانُوں بات معلومی سب دی ہے
کِدُوں ظاہر کِدُوں چُھپیندی ہے (ٹیک)

جس پایا بھید قلندر دا
سُکھ باسی ہے مُس مندر دا
راہ کھوجیا اپنے اندر دا
جھتے چُھٹ دی ہے نہ لہندی ہے (ٹیک)

ایتھے دُنیا وِچ انھیرا ہے
اندر وڑ کے دیکھو کیہڑا ہے
اَتے تِلکن بازی ویہڑا ہے
باہر ڈھونڈنا ہی ڈھونڈیندی (ٹیک)

(۱) آگ کا بھڑکنا (۲) دل۔چت (۳) جھلکتی ہے (۴) کی (۵) کہیں (۶) اندھیرا۔

رکتے[1] ناز ادا دکھلائی دا
رکتے عاشق بن بن آئی دا
جدوں ظاہر ہوے نور[2] ہوریں
تدوں دار چڑھے منصور ہوریں
جے ظاہر کراں اسرار تائیں
پھر مارن مُجھے یار تائیں
اساں پڑھیا عِلم تحقیقی ہے
ہور جھگڑا سب ودھیکی ہے
بُلھا! شوہ اساں تھیں وکھ[4] نہیں
پر ویکھن[6] والی اکھ نہیں

رکتے ہو رسول ملائی دا
رکتے جان جُدائی سہندی ہے (ٹیک)
جل گئے پہاڑ کوہ طور ہوریں
اوتھے شیخی[3] سینڈی نہ تھبنڈی ہے (ٹیک)
سب مُھل جاون تکرار تائیں
ایتھے مخفی گل سوہندی ہے (ٹیک)
اوتھے اِکو حرف حقیقی ہے
ایویں رولا پایا پہندی ہے (ٹیک)
بن شوہ تھیں دوجا ککھ[5] نہیں
تاہیں جان پئی دُکھ سہندی ہے (ٹیک)

(۱) کبھی (۲) مُراد ہے نورِ محمدؐ علی نور یعنی پرماتما (۳) میری تیری (۴) الگ۔ جُدا (۵) ایک تنکا (۶) دیکھنے کی آنکھ ؛

## (۲۶۴) راگ آساوری۔ تال تین

پاس کھڑا نظروں میں نہ آوے ایسا رام ہمارا رے
ہے گھٹ میں گھٹ کی سب جانے دہت خلق سے نیارا رے

کوئی وھیاوے پیر پیغمبر- کوئی ٹھاکر دوارہ رے
جپ تپ سنجم[1] اور برت سب کر کر سبھی ہارا رے
گورو گم سے کوئی لکھیہ[2] نہ پاوے کہت کبیر بچارا رے

(۱) اندریوں اور من کو لذتِ نفسانی سے روکنا (۲) بلا گورو کی مدد کے اصلی گیان یا رمز کو سمجھنے نہیں پاوے ہے۔

(۲۶۵)
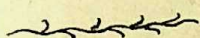
| | |
|---|---|
| ٹھوکر کھا کھا ٹھاکر ڈِٹھا[1] | ٹھاکر ٹھیکر ماہیں |
| ٹھیکر بھجدا ٹھدا سَر دا | ٹھاکر اِکسے تھاہیں |
| ٹھور ٹھور[2] وِچ ٹھہریا ٹھاکر | ٹھاکر باہر ناہیں |
| ٹھگ ٹھیک ٹھاکر ہی ٹھاکر | ٹھاکر ہی جہاں تاں[3] |
| ٹھاکر رام نچاوے ناچے | بہہ جاندا جہاں تاں |

(۱) دیکھا (۲) ہر طرف (۳) جہاں کہیں

(۲۶۶) غزل

ارض و سما[1] کہاں تری وسعت کو پا سکے
میرا ہی ہے وہ دل کہ جہاں تو سما سکے

(۱) زمین و آسمان۔

(۲) وحدت میں تیرے حرفِ دُوئی کا نہ آ سکے
آئینہ کیا مجال تجھے مُنہ دکھا سکے

(۳) قاصد نہیں یہ کام ترا اپنی راہ لے
اُس کا پیام دِل کے سوا کون لا سکے

(۴) غافل! خُدا کی یاد کو مت بھول زینہار
اپنے تئیں بھلا دے اگر تُو بھلا سکے

---

غزل (۲۶۷)

(۱) کب لباسِ دُنیوی میں چھپتے ہیں روشن ضمیر
جامۂ فانُوس میں بھی شُعلۂ عُریاں[1] ہی رہا

(۲) سب کو دیکھا اُس سے اور اُسکو نہ دیکھا چوں نگاہ
وہ رہا آنکھوں میں اور آنکھوں سے پنہاں[2] ہی رہا

(۳) مجھ میں اُس میں رابطہ ہے گویا برنگِ بوئے گل
وہ رہا آغوش[3] میں۔ لیکن گریزاں[4] ہی رہا

(۴) دین و ایماں ڈھونڈھتا ہے ذوق! کیا اس وقت میں
اب نہ کچھ دین ہی رہا باقی نہ ایماں ہی رہا

(۱) ظاہر (۲) چھپا ہُوا (۳) بغل (۴) بھاگا ہُوا۔

(۲۶۸) راگ جنگلا تال دھمار

(۱) اے کہ عمرے در پئے او میدویدم سو بسو
ناگہانش یافتم با دِل نشستہ رُو برُو

(۲) آخرالامرش بدیدم معتکف در کوئے دِل
گرچہ بسیاری دویدم در پئے او کو بکو

(۳) دِل گرفت آرام چوں۔آرام دِل در بر گرفت
جاں چو جاناں را بدید۔آسودہ گشت از جستجو

(۴) ایکہ عمرے آرزوئے وصل او بودت چرا
از پئے آں آرزو بگذشتی از ہر آرزو

(۵) تا بکے سر چشمۂ خود را بگل انباشتن
جوئے خود را پاک کن تا آید آب آبجو

(۶) آب حیواں در دروں وانگہ برائے قطرۂ
ریختہ در پیش ہر ناداں و دانا آبرو

(۷) مطرب آں مجلسی دف را منہ ہر جا گرو
طالب آں بادہ ای بشکن صراحی و سبو

(۸) ناظر آں منظری بردار از عالم نظر
عاشق آں شاہدی بردوز چشم از غیر او

(۹) نیست بے او ہیچ تابے روئے از وے بر متاب

بے ویت چوں نیست آبے دست راز وے مشو

مطلب (۱) مَیں جو ہر طرف ساری عمر اُسکے پیچھے دوڑتا تھا مَیں نے یکایک اُس کو دل میں سامنے بیٹھا ہُوا پایا۔

(۲) آخر کار مَیں نے اُسکو دِل کے گوشہ میں معتکف (گوشہ نشین) دیکھا۔ اگرچہ مَیں اُسکے لئے کوچہ بکوچہ بُہتیرا بھاگا۔

(۳) جب میرے دِل نے دِلبر کو پہلو میں پا لیا تو اُسکو آرام مل گیا۔ اور جان نے جب جانان (اپنے پیارے) کو دیکھا تو جستجو سے رہائی پائی۔

(۴) اَے طالب (جگیاسُو) تُجھے جو ساری عمر اُسکے وصل کی آرزو تھی تو تُو نے اُس آرزو کے پُورا کرنے کے لئے کیوں نہ ہر ایک آرزو کو چھوڑ دیا +

(۵) تُو کب تک اپنے چشمہ کے مُنہ کو کیچڑ سے بند کرتا رہیگا (دباتا رہے گا) اپنی نہر کو صاف کر (یعنے قلب کو پاک کر) تا کہ (حقیقی) ندی کا پانی اُس میں آ جائے۔

(۶) آبِ حیات تیرے اندر ہے۔ اور پھر تُو ایک قطرے کے لئے ہر ایک عقلمند اور بیوقوف کے سامنے اپنی بے عزتی کر رہا ہے۔

(۷) اگر تُو اُس مجلس (مجلسِ حقیقی) کا مطرب (گانے والا) ہے تو دف کو ہر ایک جگہ گروی مت رکھ (یعنی ہر ایک جگہ شور و پکار نہ کر) اگر تُو اُس (حقیقی) شراب کا طالب ہے تو صُراحی و مٹکہ توڑ ڈال +

(۸) اگر تُو اُس منظر (قابلِ دید اوستھا) کا دیکھنے والا ہے تو دُنیا کی طرف سے مُنہ پھیر لے۔ اگر تُو اُس اصلی پیارے (ساکھشی) کا عاشق (پریمی) ہے تو جو کچھ اُسکے سوا ہے تُو اسکی طرف سے آنکھ سی لے (بند کر لے)

(۹) اُس کے بغیر کوئی چیز نُورانی نہیں ہو سکتی۔ اُسکی طرف سے مُنہ مت پھیر چُونکہ اُسکے بغیر تیرے لئے کوئی نُور نہیں ہے اس لئے اُس سے ہاتھ مت دھو (یعنی علیحدہ مت ہو)

## (۲۶۹) راگ جنگلہ تال دھمار

| | |
|---|---|
| (۱) ہر سُو کہ دویدیم ہمہ سُوئے تو دیدیم | ہر جا کہ رسیدیم سرِ کُوئے تو دیدیم |
| (۲) ہر قبلہ کہ بگزید دِل از بہرِ عبادت | آں قبلۂ دِل را خمِ ابرُوئے تو دیدیم |
| (۳) ہر سروِ رواں راکہ دریں گُلشنِ دہر است | بر رُستۂ بُستانِ لبِ جُوئے تو دیدیم |
| (۴) از بادِ صبا بُوئے خوشت دوش شنیدیم | با بادِ صبا قافلۂ بُوئے تو دیدیم |
| (۵) رُوئے ہمہ خُوبانِ جہاں را بہ تماشا | دیدیم و لے زآئینہ رُوئے تو دیدیم |
| (۶) تا دیدۂ شہلائے بُتانِ ہمہ عالم | کردیم نظر نرگسِ جادُوئے تو دیدیم |
| (۷) تا مہرِ رُخت بر ہمہ ذرّات نتابد | ذرّاتِ جہاں را بہ تگ و پُوئے تو دیدیم |

**مطلب** (۱) جس طرف کہ دوڑے وہ تمام اطراف تیرے ہی دیکھے (یعنی سب طرف تُو ہی تھا) اور جس جگہ کہ ہم پہنچے وُہ تمام تیری ہی گلی کا سرا

دیکھا یعنی ہر جا تجھے ہی پایا)

(۲) جس پرستش کی جگہ کو دل نے برائے عبادت قبول کیا۔ اُس دل کے قبلہ کو تیری ابرو (بھویں) کا خم دیکھا یعنی اُس جگہ تو ہی جھانکتا ہمیں نظر آیا)

(۳) ہر سرو روان (معشوق یا پیارے) کو جو کہ اس دنیا کے باغ میں ہے اُس کو تیری ندی کے کنارے کے باغ کا اُگا ہوا دیکھا یعنی جو بھی اِس جہان میں پیارا نظر آیا وہ سب تیرے ہی سے ظہور پذیر ہوا دکھائی دیا۔)

(۴) کل رات ہم نے بادِ صبا (مشرقی ہوا) سے تیری خوشبو سونگھی۔ اور اُس بادِ صبا کے ساتھ تیری خوشبو کا قافلہ دیکھا یعنی اُس میں تیری خوشبو بسی ہوئی تھی)

(۵) دنیا کے تمام خوبصورت لوگوں کے چہرے کو تماشے کی خاطر ہم نے دیکھا لیکن تیرے چہرے کے آئینہ سے اُنکو دیکھا یعنی اِن تمام خوبصورتوں میں تیرا ہی روپ یعنی نور پایا)

(۶) تمام جہان کے پیاروں (معشوقوں) کی مست آنکھ میں ہم نے جب دیکھا تو تیری جادو کی نرگس (آنکھ ہی) دیکھی۔

(۷) جب تک تیرے چہرے کا آفتاب تمام ذرّوں پر نہ چمکے۔ تب تک جہان کے ذرّوں کو تیری ہی طرف دوڑتے ہوئے دیکھا یعنی جب تک تیری

شعاع نہ پڑے تب تک طالبِ حق تیرا ہی طلبگار رہے گا)+

(۲۷۰)
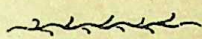
(۱) اے قوم بہ حج رفتہ کجائید کجائید۔
معشوق ہمیں جاست۔ بیائید بیائید
(۲) معشوق تو ہمسایۂ دیوار بدیوار
در بادیہ سرگشتہ چرائید چرائید
(۳) گر صورتِ بے صورتِ آں یار بہ بینید
ہم حاجی و ہم کعبہ و ہم خانہ شمائید

**مطلب** (۱) اے حج کو جانے والو! کہاں جاتے ہو کہاں جاتے ہو۔ پیارا (معشوق) تو یہیں ہے۔ یہاں آؤ یہاں آؤ۔
(۲) تمہارا معشوق (پیارا) تو تمہاری دیوار سے دیوار ملائے ہوئے پڑوسی بن رہا ہے (یعنی تمہارے از حد نزدیک ہے) جنگل میں تم پریشان کیوں پھر رہے ہو؟
(۳) اگر اس غیر تشکل (نرآکار) یار کی صورت تم دیکھ لوگے تو تم خود ہی حاجی و کعبہ اور خانۂ کعبہ ہو جاؤ گے

(۲۷۱)

مہر سرگشتہ آفتاب کجاست | آب ہر سُو دواں کہ آب کجاست

(۲) خواب دوشم ز دیدہ می پُرسد | کاے جہاں بیں بگو کہ خواب کجاست

(۳) مست پرساں کہ مست را دیدی | یارب آں بیخود و خراب کجاست

(۴) بادہ در میکدہ ہمی گردد | گردِ مجلس کہ گوء شراب کجاست

(۵) یارِ خود بے نقاب می گردد | کہ مرآں یار بے نقاب کجاست

**مطلب** (۱) آفتاب پریشان ہو رہا ہے کہ سورج کہاں ہے پانی ہر طرف بھاگ رہا (بہتا پھرتا) ہے کہ پانی کہاں ہے؟

(۲) کل رات میری نیند میری آنکھ سے پوچھتی تھی کہ اے جہان کی دیکھنے والی (آنکھ) تو بتا کہ نیند کہاں ہے؟

(۳) مست لوگ پوچھ رہے ہیں کہ تم نے مست کو دیکھا۔ یارب وہ بیخود و خراب (بدمست) کہاں ہے؟

(۴) شراب شرابخانہ میں مجلس کے گرد دورہ کرتی ہوئی پوچھتی پھرتی ہے کہ شراب کہاں ہے؟

(۵) اپنا یار مطلوب حالانکہ بے نقاب پھرتا ہے۔ لیکن پھر پوچھتا ہے کہ وہ بے نقاب کہاں ہے؟

(۲۷۲)

| | |
|---|---|
| (۱) از خدا جویاں خدا گم کردہ اند | گم دریں امواج قلزم کردہ اند |
| (۲) تن مثالِ آئینہ کردہ صفا | دل کم از اہلِ دُوم[1] و سُم[2] کردہ اند |
| (۳) در پئے غفلت کمر بستہ مدام | میل سوئے معرفت گم کردہ اند |
| (۴) حیف از توحید حق نامحرم اند | دل بوہم و شرک محرم کردہ اند |
| (۵) عین بے نقطہ چو باشد عین عین | محرمی از نقطہ مجرم کردہ اند |
| (۶) بیغمی از قرب حق افزوں شود | عمرِ خود را صرف در غم کردہ اند |
| (۷) در دوئی مانند میدانی و کی | پُشت با خود رُو بعالم کردہ اند |

مطلب (۱) ریاکار واعظوں نے طالبان حقیقی سے اُس خدا (مطلوب) کو گم کر رکھا ہے۔ اور اِن (باتوں رُوپی) لہروں میں اُس بحرِ ناپیدا کنار کو چھپا دیا ❖

(۲) بدن شیشے کی طرح صاف کیا ہُوا ہے۔ اور دل دُوئی ماننے والے (دویت باد) اور تثلیث ماننے والوں سے بھی چھوٹا بنا ہُوا ہے (ظاہری وضع داری اور باطن میں ریاکاری ہے)

(۳) اور ہمیشہ سے غفلت کی طرف کمر باندھ رکھی ہے۔ اور معرفت کے راستے

[1] دُم مخفف دُوم یعنی دُوئی کے جاننے والے (دویت بادی)
[2] سُم مخفف سُوم۔ یعنی تثلیث کے ماننے والے۔

سے بے توجہ ہو گئے ہیں۔

(۴) افسوس ہے کہ (ایسے واعظ) سچی توحید سے ناواقف ہیں۔اور دل کو وہم و کُفر کا واقف کار کر دیا ہے۔

(۵) غین (غ) بے نقطہ کیا ہوتا ہے؟ ٹھیک عین (ع)۔ تو کیا یہ جانتا ہے کہ نقطہ سے اُس (ع) کو اُنہوں نے مجرم بنا دیا ہے۔

(۶) خدا کی نزدیکی سے بے غمی ترقی کر جاتی ہے مگر اُنہوں نے اپنی عمر کو غم ہی میں صرف کر رکھا ہے۔

(۷) اے ولی تو جانتا ہے کہ وہ دوئی (غیریت) میں رہ گئے اپنی طرف پیٹھ موڑلی اور جہان کی طرف رُخ کر لیا ہُوا ہے (یعنی دیگراں را نصیحت و خود را فضیحت کا مقولہ عمل میں لا رکھا ہے)۔

## (۲۷۳) غزل

(۱) تجلّی ہاست حق را در نقابِ ذاتِ انسانی
شہودِ غیب گر خواہی۔ وجوب اینجاست امکانی

(۲) حجابِ جلوہ ہم یکسر۔ ہجوم جلوہ ہست اینجا
نقابے نیست دریا را مگر طوفانِ عُریانی

(۳) کمالِ خود شناسی شد دلیلِ قدرتِ عارف

تو گر ایں رمز بشناسی تو نیز اے بیخبر آنی

(۴) چمن را شوخی از نازت۔ فلک ہا پردۂ سازت

دو عالم محو اندازت بہ فہم اے قطرہ نادانی

**مطلب** (۱) انسانی ذات کے پردے میں انوارِ الٰہی پوشیدہ ہیں۔ اگر تو اُس غیب کی شہادت چاہتا ہے۔ (یعنی اگر تو اُس پوشیدہ نور کا اُنوبھو کرنا چاہتا ہے) تو یہاں ہی اُس کا اُنوبھو (انکشاف) ہونا ممکن ہے۔

(۲) جلوہ کا ہجوم ہی یہاں جلوہ کا پردہ بنا ہُوا ہے (یعنے نور کی زیادتی نے ہی منبع نور کو چھپا رکھا ہے) جیسے کہ دریا کو کوئی پردہ (چھپائے ہوئے) نہیں سوائے عُریانی کے طوفان کے۔

(۳) عارف (گیانی) کی طاقت کی دلیل اُس کی خود شناسی (اُس کے ننگا ہونے) کا کمال ہے۔ تو اگر اس بھید کو جان لے تو اے غافل! تو بھی وُہی ہو جائے۔

(۴) باغ کی شوخی تیرے ہی ناز کی وجہ سے ہے۔ اور آسمان تیرے ہی باجے کے پردے ہے۔ اے نادانی کے قطرے! تو سمجھ کہ دونوں جہان تیرے ہی انداز پر لٹو ہو گئے ہیں۔ یا مِٹ گئے ہیں) ٭

غزل (۲۷۴)

(۱) اَے نورِ چشمِ عقل و جاں بر تختِ سُلطاں تُوئی

چندیں ہزاراں ماہ و خور بر آسماں تاباں تُوئی

(۲) ہم ماہ و ہم اختر تُوئی ہم گنبدِ اخضر تُوئی

صُورت تُوئی - معنی تُوئی - پیدا تُوئی - پنہاں تُوئی

(۳) ہم ہستیٔ عالم تُوئی - ہم ہستیٔ آدم تُوئی

صد چوں زمین و آسماں - در مُلکِ بے پایاں تُوئی

(۴) جویاں چہ بُودم روز و شب در ذکر گویاں یارب

چوں باز کردم دیدہ را - دیدم کہ ہم جویاں تُوئی

مطلب:- (۱) عقل و جان کی آنکھ کی روشنی! بادشاہوں کے تخت پر تُو ہی جلوہ گر ہے - کتنی ہزار چاند اور سُورج جو کہ آسمان پر چمک رہے ہیں یہ خود تُو ہی ہے

(۲) چاند اور تارے اور نیلا آسمان یہ سب تُو ہی ہے - صورت و معنی اور ظاہر و باطن تُو ہی ہے

(۳) جہان کی ہستی اور آدم کی ہستی تُو ہی ہے - اور اس بے انتہا مُلک میں سَو زمین و آسمان کی مانند تُو ہی پھیلا ہُوا ہے -

(۴) یارب! مَیں رات دن تُجھے کیا ڈھونڈھتا رہا اور کس طرح تیرا ذکر کرتا

رہا۔ اور جب میں نے باطنی آنکھ کھولی تو میں نے یہ دیکھا کہ ڈھونڈنے والا بھی تو ہی ہے ÷

(۲۷۵)

| | |
|---|---|
| (۱) علم را و عقل را و قال و قیل | جملہ را اندا ختم در آب نیل |
| اِسم را و جسم را در باختم | تا کمالِ معرفت دریافتم |

**مطلب** (۱) علم عقل اور گفتگو وغیرہ اِن تمام باتوں کو میں نے دریائے نیل میں ڈبو دیا۔ جب سے میں نے معرفت کا کمال حاصل کیا تو اسم و جسم کو ہار دیا ÷
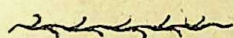
(۲۷۶) غزل

(۱) منگر بہر سوء اے جاں کہ تو خاص جانِ مائی
مفروش خویش ارزاں کہ تو بس گراں بہائی

(۲) بستاں ز دیو خاتم کہ توئی بجاں سلیماں
بشکن سیاہ اختر کہ تو آفتاب رائی

(۳) بگسل ز بے اصیلاں مشنو غریو غولاں
کہ تو از شریفِ اصلی کہ تو از بلندِ جائی

**مطلب** :۔ (۱) اے جان تو ہر طرف مت دیکھ۔ کیونکہ تو ہماری جان کا

اصل ہے (یعنی ہماری جان کی جان ہے) تو اپنے تئیں سستا مت بیچ۔ کیونکہ تو بہت بیش قیمت ہے۔

(۲) دیو (نفس امّارہ) سے اپنی انگوٹھی لے لے۔ کیونکہ جان کی قسم تُو ہی خود سُلیمان ہے۔ اُس تاریکیٔ بدبختی کو دُور کردے۔ کیونکہ تُو آفتاب کا روشن کرنے والا ہے

(۳) بدذاتوں سے تُو اپنا رشتہ توڑ دے۔ اور چیلّاووں (شیطانوں) کا غُل مت سُن۔ کیونکہ تُو ذاتی شریف ہے اور تُو ہی بلند مرتبہ والا ہے۔

# عارف (گیانی)

## عارف کی قلبی حالت

(۲۷۷) راگ بھیروی۔تال مروپک

(۱) نسیمِ بہاری چمن سب کِھلا
گلوں بوسہ لو! چاندنی کا ہلا
ہُوئی خوش۔ ہِلا تخلیہ کیا بَھلا
نہ جادُو سے لیکن ذرا وہ ہِلا

ابھی چِھینٹے دے دے کے بادل چلا
جو اِس نازنیں اِک سراپا بَلا
قریب آئی گھُوری ہنسی کِھل کِھلا
نِگہ سے دیا کام کو جھٹ جَلا

کہ سب حُسن کی جان میں ہی تو ہُوں
مہ و مہر کے پران ہیں ہی تو ہُوں

(۲) ہزاروں جمع پُوجا سیوا کو تھے
تھے دیوان دھوتے قدم شوق سے
"رِشی تُم ہو اوتار سب سے بڑے"

کھڑے رلجے چھتّر مورچھل کر رہے
کھڑے خدمت میں حاضر مدح خواں کھڑے
یہ سب دیکھ بولا لگا قہقہے

بڑا ہی نہیں ملکہ چھوٹا بھی ہُوں
نہ محدُود کیجئے گا۔سب میں ہی ہُوں

(۱) وِشے بھوگ کا خیال۔ (۲) چاند اور سورج ❖

(۳) بُرے طور تھے لوگ سب چھیڑتے　ٹھٹھولی سے تھے پھبتیاں گھڑ رہے
"تڑا تڑ۔ تڑا تڑ" وہ پتھر جڑے　لہو کے نشاں سر پہ مرغ پہ پڑے
پیاپے[1] تھے زخم اور صدمے کڑے　تھے دیدے عجب مسکراہٹ بھرے
کہ اس کھیل کی جان میں ہی تو ہوں
یہ رلیلا کے بھی پران میں ہی تو ہوں

(۴) سما نیم شب[2] ماہ تھا جنوری　ہمالہ کی برفیں سیاہ رات تھی
برف کی لگی اُس گھڑی اِک جھڑی　تھمی برف باری تو آندھی چلی
بدن کی تو گت بیدِ مجنوں سی تھی　یہ دِل میں تھی طاقت لبوں پر ہنسی
کہ سردی کی بھی جان میں ہی تو ہوں
عناصر کے بھی پران میں ہی تو ہوں

(۵) سما دوپہر ماہ تھا جون کا　جگہ کی جو پوچھو خطِ اُستوا
تمازت[3] نے لو کی دِیا سب جلا　حرارت سے تھا ریگ بھی بھونتا
بدن موم ساں تھا پگھلتا پڑا　یہ لب سے تھا خندہ پرویا ہُوا
کہ گرمی کی بھی جان میں ہی تو ہوں
عناصر کے بھی پران میں ہی تو ہوں۔

(۶) بیابان تنہا لق و دق[4] غضب　اِدھر معدہ خالی اُدھر خشک لب

(۱) لگاتار (۲) آدھی رات (۳) حرارت۔ گرمی (۴) ہموار سخت میدان جہاں گھاس نہ ہو

اُٹھائی نگہ سامنے آئے عجب | لڑی آنکھ اِک شیرِ غرّاں سے تب
یہ تیزی سے گھورا! گیا شیر دب | جلالِ جمالی تھا چتون میں اب

کہ شیروں کی بھی جان مَیں ہی تو ہُوں
سبھی خلق کے پران مَیں ہی تو ہُوں

(۷) بلا منجدھار میں کشتی گھری | یہ کہتا تھا طُوفاں کہ ہُوں آخری
تھپیڑوں سے جھٹ پٹ چٹاں وہ چڑی | اُدھر بجلی بھی وہ گری وہ گری
تھا مے ہُوئے بانس جُوں بانسری | تبسّم میں جرأت بھری تھی نری

کہ طُوفاں کی بھی جان میں ہی تو ہُوں
عناصر کے بھی پران مَیں ہی تو ہُوں

(۸) بدن درد و پیچش سے سیماب تھا | تپِ سخت و ریزش سے بیتاب تھا
نشہ گیان کا جُوں مئے ناب تھا | وہ گاتا تھا۔ گویا مرض خواب تھا
رمتا جسم جو نقش بر آب تھا | نہ بگڑا میرا کچھ کہ خود آب تھا

جہاں بھر کے ابدانِ خُوباں میں ہُوں
میں ہُوں رام ہر ایک کی جاں میں ہُوں

# دیدِ عارف

(۲۷۸) راگ کالنگڑہ۔ تال کہروا

جو خُدا کو دیکھنا ہو۔ مَیں تو دیکھتا ہُوں تمکو

میں تو دیکھتا ہوں تم کو جو خدا کو دیکھتا ہو

(۱) یہ حجابِ ساز و ساماں　　یہ نقابِ یاس و حرماں
یہ غلافِ ننگ و ناموس　　وہ دماغ و دل کا فانوس
وہ من و تُشا کا پردہ　　وہ لباسِ چُسّت کردہ
وہ حیا کی سبز کائی　　وہ فنا اِسیاہ رضائی

یہ لفافہ جامہ بُرقع یہ اُتار ستر تُم کو
جو برہنہ کرکے جھانکا تو تمہیں صفا خدا ہو (ٹیک)

(۲) اے نسیم شوق جاکے　　وہ اٹھا دے زلف رُخ سے
اے صبائے علم آجاکر　　دے ہٹا وہ خوابِ چادر
ارے بادِ تند مستی!　　دے مٹا اَبر کی ہستی
اے نظر کے گیان گولے!　　یہ فصیل جھٹ گرا دے

کہ ہو جہل بھسم اکدم۔ جلے وہم ہو یہ عالم
جو ہو چار سُو ترنّم کہ ہیں ہم خدا خدا ہم (ٹیک)

(۳) نہ یہ تیغ میں ہے طاقت　　نہ یہ توپ میں لیاقت
نہ ہے برق میں یہ یارا　　نہ ہے زہر ہی کا چارا
نہ کارِ تندِ طوفاں　　نہ ہے زورِ شیرِ غرّاں
کوئی جذبہ ہے نہ شہوت　　کوئی طعنہ نے شرارت

## جو تجھے ہلانے آئے

جو تجھے ہلانے آئیں — تو ہو راکھ بھسم ہو جائیں
وہ خدائی دیدے کھولو — کہ ہوں دُور سب بلائیں
وہ پہاڑی نالے چھم چھم — وہ بہاری ابر چھم چھم
وہ چمکتے چاند تارے — ہیں تیرے ہی رُوپ پیارے
دلِ عندلیب میں خُوں — رُخِ گُل کا رنگِ گُلگُوں
وہ شفق کے سُرخ عشوے — ہیں تیرے ہی لال پٹھے!

ہے تمہارا دھام تو رام ذرا گھر کو مُنہ تو موڑو
کہ رحیم رام ہو تم۔ تُم ہی تو خُود خدا ہو (ٹیک)

## گیانی کا حوصلہ

(۲۷۹) راگ پرج تال غزل

اگرچہ قُطب جگہ سے ٹلے تو ٹلجائے — اگرچہ بحر بھی جگنو کی دُم سے جلجائے
ہمالہ باد کی ٹھوکر سے گو پھسل جائے — اور آفتاب بھی قبلِ عُروج ڈھلجائے
مگر نہ صاحبِ ہمت کا حوصلہ ٹوٹے — کبھی نہ بھولے سے اپنی جبیں پہ بل آئے

نوٹ:۔ بھیشم کی پرتگیا کے مطابق گیانی کے دل کی حالت رام نے دکھلائی ہے۔

# گیانی کی محفل

(۲۸۰) راگ پہاڑی تال دھمالی

سر پر آکاش کا منڈل ہے
دھرتی پہ سہانی مخمل ہے
دن کو سورج کی محفل ہے
شب کو تاروں کی سبھا بابا
جب جھوم کے یاں گھن[1] آتے ہیں
مستی کا رنگ جماتے ہیں
چشمے طنبور بجاتے ہیں
گاتی ہے ملار ہوا بابا
یاں پنچھی مل کر گاتے ہیں
پیتم کے سندیس سناتے ہیں
یاں روپ انوپ دکھاتے ہیں
پھل پھول اور برگِ[2] گیا بابا
دھن دولت آنی جانی ہے
یہ دنیا رام کہانی ہے
یہ عالم عالم فانی ہے
باقی ہے ذاتِ خدا بابا

(۱) بادل سے مراد ہے (۲) گھاس کی پتی۔

# گیانی کو سوپنا (خواب)

(۲۸۱) راگ کلیان تال تین

گھر میں گھر کر

کل خواب ایک دیکھا میں کام کر رہا تھا
بیلوں کو ہانکتا تھا اور ہل چلا رہا تھا

محنت سے سیر ہو کر ورزش سے سیر ہو کر
یہ جی میں اپنے آئی۔ بس یار اب چلو گھر
گھر سے لیئے تھی محنت۔ گھر کے لئے تھے باہر
جھٹ پٹ شنان کر کے پوشاک کر کے در پر
گھر کی طرف میں لپکا پاؤ شوق سے اُٹھا کر
تیزی سے ڈگ بڑھا کر۔ جلدی سے گڑبڑا کر
کہ لو دَوڑ دھوپ ہی نے یہ مچا دیا بکھیڑ
وہ خواب جھٹ اُڑایا۔ یہ پاؤں گھر میں آیا
بیدار خود کو پایا۔ لے یار گھر میں گھر کر
سُو پنے کے گھر کو دَوڑا گھبرا جاگنے میں آیا
کیا خوب تھا تماشا! یہ خواب کیسا آیا
بَن بن میں رام ڈھونڈا۔ مَیں رام خود بن آیا
مَیں گھر جو کھوجتا تھا۔ میرا ہی تھا وہ سایا
اب سب گھروں کا ہوں گھر۔ اے رام۔ گھر میں گھر کر

## (۲۸۳) گیانی کی سیر (نمبر ۱)

راگ بھاگ۔ تال تین

ہَیں سیر کرنے نکلا اوڑھے ابر کی چادر | پربت میں چل رہا تھا ہوا کے بازؤں پر

متوالا جھومتا تھا۔ ہر طرف گھومتا تھا
نیچر سے گونج اُٹھی اُس وید کی دھونی کی
یہ نظارہ پیارا پیارا تیرا ہی ہے پیارا
یہ حُسن جو میں نے جھانکا نیچے کو سیا بھابا کا
الوانِ نوع در نوع! اشخاصِ جنس ہر نوع
ماں ماستا کی ماری جاتی ہے واری نیاری
مُدت کا بچھڑا بچہ روتا ہے ماں کو ملتا
وہ گدازِ فرحت آمیز۔ وہ دردِ دل ولا ویز

جھرنے ندی و نالے پہچان کر پکارے
تتُّو مسی تو مسی تو ہی ہے جان سب کی
جو کچھ بھی ہم بنے ہیں یہ رُوپ بس تو ہی تو ہے
ہر آبشار و چشمہ گُل و برگ کا کرشمہ
ہر رنگ میں تو میں تھا۔ ہر سنگ میں تو میں تھا
شوہر کو پا کے دُلہن سونپے ہے اپنا تن من
بے اختیار میرا دِل و جان بہہ ہی نکلا
پُرسوز راحتِ جاں۔ لذّت بھرے ہیں ارماں

بہہ نکلے جیبِ دل سے۔ وصلِ رواں میں بارلے
مینہ برسا موتیوں کا طوفاں آنسوؤں کا جھم! جھم!! جھم!!!

نوٹ:- یہ انگریزی نظم (Drizzle, 2.) کا حاصلِ مطلب ہے۔

## گیانی کی سیر نمبر (۲) (۲۸۳)

راگ کلیان۔ تال تین

یہ سیر کیا ہے عجب انوکھا کہ رام مجھ میں۔ میں رام میں ہوں
بغیر صُورت عجب ہے جلوہ کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
مُرقعِ حُسن و عشق ہوں میں۔ مجھی میں راز و نیاز سب ہیں
ہوں اپنی صُورت پہ آپ شیدا کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں

زمانہ آئینہ رام کا ہے۔ ہر ایک صُورت سے ہے وُہ پیدا
جو چشمِ حق بیں کھلی تو دیکھا کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
وُہ مجھ سے ہر رنگ میں مِلا ہے کہ گُل سے بُو بھی کبھی جُدا ہے؟
حُباب و دریا کا ہے تماشا کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
سبب بتاؤں میں وجد کا کیا؟ ہے کیا جو درپردہ دیکھتا ہوں
صدا یہ ہر ساز سے ہے پیدا کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
بسا ہے دِل میں میرے وُہ دِلبر۔ ہے آئینہ میں خود آئینہ گر
عجب تحیّر ہُوا یہ کیسا؟ کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
مقام پُوچھو تو لامکاں تھا۔ نہ رام ہی تھا نہ میں وہاں تھا
لیا جو کروٹ تو ہوش آیا۔ کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
علی التواتر ہے پاک جلوہ۔ کہ دِل بنا طُورِ برقِ سِینا
تڑپ کے دِل یُوں پکار اُٹھا کہ رام مجھ میں میں رام میں ہوں
جہاز دریا میں اور دریا جہاز میں بھی تو دیکھئے آج
یہ جسم کشتی ہے رام دریا۔ ہے رام مجھ میں میں رام میں ہوں

نوٹ:۔ بجائے "رام مجھ میں میں رام میں ہوں" کے "وہ یار مجھ میں میں یار میں ہوں" بھی کہیں کہیں سوامی جی نے باہر کر کے تحریر فرمایا ہے۔ سو دونوں طرح سے یہ گایا جا سکتا ہے۔ اور اِسے پڑھنے والے کے اُوپر سوامی جی نے چھوڑ

رکھا ہے۔ یہاں سہولیت کے لئے صرف ایک ہی طرز دیگئی ہے (نارائن)

# ابر کوہسار میں گیانی کی حالت

(۴۸) غزل

بن کے گیسوئے رُخ ہستی پہ بکھر جاتا ہُوں میں

شانۂ موجۂ صرصر[1] سے سنور جاتا ہُوں

سیر کرتا ہُوا جس دم لب جُو آتا ہُوں

بالیاں نہر کو گرداب کی پہنا تا ہُوں

سر پہ سبزہ کے کھڑے ہو کے کہا قُم[2] میں نے

غنچۂ گُل کو دیا ذوقِ تبسّم میں نے

مجھے ہے دامنِ کوہسار میں سُننے کا مزہ

آبشاروں کے وہ خوش نغمہ ترانہ کی صدا

وہ سر کوہ سے تھم تھم کے اُترنا میرا

گاہ مشرق کبھی مغرب کو یہ پھرنا میرا

ہر گھڑی پل میں نیا رُوپ بدلنا میرا

جامۂ صورتِ نَو پہن نکلنا میرا

(۱) آندھی یا بادِ تُند کی لہر رُوپی کنگھی سے مُراد ہے (۲) اُٹھ کھڑا ہو:-

ہاتھ پر دُودھ کی ٹھلیا کو اُٹھاتے آنا
گاہ ہنستے ہُوئے۔ گہ آنکھیں دکھاتے آنا
دوڑتے دُور سے وہ اشک بہاتے آنا
اور وہ تھم تھم کے اُترتے ہُوئے گاتے آنا
کون کہہ سکتا ہے کیا میرا نشاں میرا پتا
حشر ڈھاتی ہے یہ البیلی خرامی کی ادا
مجھ سے چلنے میں نہ ہوگا کوئی غافل بڑھکر
گر پڑے ہیں میرے دامن کے گرہ کھُلکے گہر

(نوٹ) یہ نظم سوامی جی نے واسشٹ آشرم (اپنے آخری خلوت گاہ) سے راولپنڈی کی سناتن دھرم سبھا کو اُنکی چٹھی کے جواب میں بھیجی تھی۔ جو اخباروں میں بعد ازاں شائع ہُوئی تھی۔
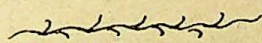
## (۲۸۵) گیانی ہمالہ میں

### غزل

برف نے باندھی ہے دستارِ فضیلت میرے سر
خندہ زن ہے جو کلاہِ مہرِ عالمتاب پر
سلسلہ میرا ہے یا بحرِ بلندی موج زن۔

رقص کرتی ہے مزے سے جس پہ سُورج کی کرن

چشمۂ دامن ہے یا آئینۂ سیّال ہے

دامنِ مَوجِ ہَوا جس کے لئے رُومال ہے

نہر چلتی ہے سرودِ خامشی گاتی ہُوئی

آئینہ سا شاہدِ قُدرت کو دکھلاتی ہُوئی

کانپتا پھرتا ہے رنگِ شفق کہسار پر

خوشنما لگتا ہے یہ غازۂ[1] میرے رُخسار پر

وہ اُچھالی پنجۂ قُدرت نے گیند اِک نُور کی

جھانکتا ہے وہ درختوں کے پرے خورشید بھی

(۱) گلگونہ۔ایک قسم کی سُرخی ہوتی ہے جو عورتیں اپنے مُنہ پر ملتی ہیں۔

# روشنی کی گھاتیں

(۲۸۶) راگ دیش۔تال دھمار

(جنُونِ نُور)

میں پڑا تھا پہلو میں رام کے

دونو ایک نیند سے لیٹے تھے

میرا سینہ سینہ پہ اُسکے تھا

میرا سانس اُسکا تو سانس تھا

آئی چپکے چپکے سے روشنی

دیئے بوسے دیدوں پہ ناز سے

لمبی پتلی لال سی اُنگلیوں سے خوشی سے گدگدا دیا

کچھ تم کو آج دکھاؤنگی میں دکھاؤں گی ۔ ایسا کہہ کے ہائے سُلادیا
یہ جگا دیا کہ سُلا دیا۔ جانے کس بلا میں پھنسا دیا
اَلیو! کیا ہی نقشہ جما دیا۔ کیسا رنگ جادُو رچا دیا!
چلی بکھر کر ہمیں ساتھ لے۔ کری سیر ہاتھوں میں ہاتھ دے
مجے کھیل آنکھوں میں آنکھ دے۔ غُل وَلولہ اِک بپا کیا!
اِک شور غوغا اُٹھا دیا۔ رنج دھام کو تو بھلا دیا
منہ رام سے تو مُڑا دیا۔ آرام جاں کو مِٹا دیا!
تھک ہار کر جھک مار کر ہر سُو ء سے بولا پکار کر
اری ناکارہ روشنی! اری! چکما تُو نے بھلا دیا!
خندی کرنیں بال تیرے سفید ہیں۔ بالوں میں رنگ بھرے تو
گلگونہ مُنہ پہ ملے ہے تُو۔ نٹنی نے رُوپ بٹا لیا
رُخ دیکھئے تو ہے فق تیرا۔ دِل گردشوں سے ہے شق تیرا
تو اُڑتی پیپہ سے دُھول ہے۔ رکھ رام نے جو چلا دیا
کہو کس جوانی کے زور پر تُو نے ہم کو آکے اُٹھا دیا
یوُں کہہ کے قصّہ سمیٹ کر۔ دِل جان میں یار لپیٹ کر
پھر لمبی تانوں میں پڑ گیا۔ گویا غیرِ رام جلا دیا
ابھی رات بھر بھی نہ بیتی تھی کہ لو۔ روشنی کو ہوا لگی۔

(۱) چہرا مُوا

نئے نخرے نخرے سے پیارے میرے چشم خانہ کو وا کیا

کچھ آج تم کو دکھاؤنگی - ایسا کہنہ کے ہائے نچا دیا

کہوں کیا؟ جی! بھرّے میں آگئے - کیسا سبز باغ دکھا دیا

لڑ بھڑ کے آخر شام کو - کہہ الوداع سب کام کو

آغوش میں لے رام کو - تن اُس کے من میں چھپا دیا

لیکن پھر آئی روشنی - لو دم دلاسا چل گیا -

اور پھر وُہی شیطانیاں! ویسی ہی کار ستانیاں!

ہنسنے ہیں اور پھنسنے ہیں پھر دن بھر کو یُوں ہی بتا دیا

بیہودہ ٹال مٹول! جی یاروں کا بھرم کتا گیا

ہم سو گئے - جاگ اُٹھے پھر - یُوں ہی علیٰ ہذا القیاس

وعدہ نہ! روشنی نے ایک دن ایفا کیا

تھکنے نہ پائی روشنی - معمول پر حاضر تھی یہہ

عمروں پہ عمریں ہو گئیں اس کا تواتر[3] دور تھا

کس دھن میں سب افراد تھے کیوں دن بدن یہ مدار تھے؟

کس بات کے درپے تھی یہ؟ مست و خراب مے تھی یہ؟

یہ تو معمّا نہ کھلا - صدیوں کا عرصہ ہو گیا

ہر بات جو سمجھی عجب - پاس جا دیکھا تو تب

(۱) کھول دیا - جگا دیا (۲) لگاتار (۳) انحصار

خالی سُہانا ڈھول تھا۔ دھوکا تھا فتنۂ غول تھا
سب گنگ(۱) و کر(۲) اشجار تھے۔ چپ و راست سب اغیار تھے
سب یار دِل پہ بار تھے۔ اور سب بے ٹھکانہ کار تھا۔
اپنا تو ہر شب رُوٹھ جانا۔ روشنی کا پھر منانا
آج اور کل اور روز و شب کی قید ہی میں تلملانا
سب محنتیں تو تھیں فضول اور کار ناہموار تھا
وُہ روشنی کا ساتھ چلنا اپنا نہ ہرگز اس کو تکنا
وُہ روشنی کے جی کی حسرت ہم کو نہ پرواہ بلکہ نفرت
سود و زیاں(۳) بیم و رجا کی رگڑ(۴) بکارِ زار تھا
یُونہی رفتہ رفتہ پڑے کبھی۔ کبھی اُٹھ کھڑے ہوئے مرے کبھی
کبھی شکم مادر گھر ہُوا۔ کبھی۔ زن سے بوس و کنار تھا۔
بڑھنا کبھی۔ گھٹنا کبھی۔ مدّ و جذر(۵) دشوار تھا
غرض انتظار و کشاکشی۔ دن رات سینہ فگار تھا
کیا زندگی یہ ہے بگولے کی طرح پیچاں رہیں
اور کورِ(۶) سگ بن کر شکارِ باد میں حیران رہیں ؟
لو آخرش آیا وہ دن اقرار پُورا ہو گیا

(۱) گونگے و بے زبان (۲) بولے۔ بہرے (۳) نفع و نقصان (۴) لڑائی (۵) اُتار چڑھاؤ (۶) اندھا کتا۔

صدیوں کی منزل کٹ گئی سب کار پورا ہو گیا

ہاں! روشنی ہے سرخرو تیرا وعدہ آج وفا ہوا

تیرے صدقے صدقے ہیں نازنیں! اکل بھید آج فدا ہوا

عمروں کا عقدہ حل ہوا قفل وگرہ سب کھل گئے

سب قبض و تنگی اُڑ گئی پاپ اور شبہے سب دھل گئے

سب خواب دوئی مٹ گیا۔ دیدے عجب یہ کھل گئے

اے روشنی! اے روشنی! خوش ہو میں تیرا یار ہوں

خاوند گھر والا ہوں میں۔ پشت و پناہ سرکار ہوں

وہ رام جو معبود تھا سایہ تھا میرے نور کا

کیا روشنی۔ کیا رام۔ ایک شعلہ ہے میرے طور کا

ان آنسوؤں کے تار کے سہرے سے چہرہ کھل اٹھا

کیا لطف شادی مرگ ہے ہر شے سے شادی واہ واہ

ہاں مژدہ باد اے سانپ سگ اے زاغ ماہی چیل گدھا

اس جسم سے کرلو ضیافت۔ پیٹ بھر بھر واہ واہ

آنند کے چشمہ کے ناکے پر یہ جسم اک بند تھا

وہ بہ گیا بندِ خودی۔ دریا بہا ہے واہ واہ!

سب فرض قرض اور غرض کے امراض یکدم اڑ گئے

ہَل بھر گیا زیر و زبر پر اور سُہاگا واہ واہ!
دُنیا کے دَل بادل اُٹھے تھے نظرِ غلط انداز سے
لو اِک نگاہ سے مِٹ گیا سارا سیاپا واہ واہ!

تن نُور سے بھرپور ہو۔ معمُور ہو مسرُور ہو
وہ اُڑ گیا۔جاتا رہا۔ پُر نُور ہو کافُور ہو

اب شب کہاں؟ اور دن کہاں؟ فردا ہے نے امروز ہے
ہے اِک سُرورِ لاتغیّر۔ عَیش ہے نے سوز ہے

اُٹھنا کہاں؟ سونا کہاں؟ آنا کہاں؟ جانا کہاں؟
مجھ بحرِ نُور و سُرور میں کھونا کہاں؟ پانا کہاں؟

مَیں نُور ہوں۔ مَیں نُور ہوں مَیں نُور کا بھی نُور ہوں
تاروں میں ہوں سُورج میں ہوں نزدیک سے نزدیک ہوں
اور دُور سے بھی دُور ہوں

مَیں معدن و مخزن ہوں مَیں منبع ہوں چشمۂ نُور کا
آرامگہ[1] آرام دہ ہوں روشنی کا نُور کا

میری تجلّی ہے یہ نُورِ عقل و نُورِ عنصری
مجھ سے درخشاں ہیں یہ کُل اجرام چرخِ چنبری

(۱) آرامگاہ کا مخفف ہے۔

ہاں! اَے مبارک روشنی! اے نُورِ جاں! اَے پیاری "مَیں"
تُو رام اور ہیں ایک ہیں۔ ہاں ایک ہیں۔ ہاں ایک ہیں!
ہر چشم ہر شے ہر بشر ہر فہم ہر مفہوم مَیں
ناظر نظر منظور مَیں۔ عالم ہُوں مَیں معلوم مَیں
ہر آنکھ میری آنکھ ہے۔ ہر ایک دِل ہے دِل میرا
ہاں! بُلبل و گُل مہر و مہ کی آنکھ میں ہے تِل میرا
وحشت بھرے آہُو کا دِل۔ شیر ببر کا قہر کا
دِل عاشقِ بیدل کا پیارے یار کا اور دہر کا
امرت بھرے سوامی کا دِل اور مار پُر از زہر کا
یہ سب تجلّی ہے میری۔ یا لہر میرے بحر کا
ایک بُلبلہ ہے مجھ میں سب ایجادِ نو ایزادِ نَو
ہے اِک بھنور مجھ میں یہ مرگِ ناگہاں اور زادِ نَو
سوئے پڑے بچّے کو وُہ جا کی اُٹھا کر گھُورنا
آہستہ سے مکھّی اُڑانا۔ طِفل کا وُہ بسُورنا
وہ دو بجے شب کو شفا خانہ میں تشنہ مریض کو
اُٹھ کر پلانا سوڈا واٹر کاٹ اپنی نیند کو

(۱) زہریلے سانپ۔ (۲) اچانک موت (۳) نئی پیدایش۔

وُہ مست ہونگے نہانا۔ کُود پڑتا گنگ میں
چھینٹے اُڑانا۔ غُل مچانا۔ غوطے کھانا رنگ میں
وہ ماں سے لڑنا۔ ضِد میں اَڑنا۔ مچلنا ایڑی رگڑنا
والد سے پِٹنا اور چلّاتے ہُوئے آنکھوں کو مَلنا
کالج کے سائنس رُوم میں گلاسوں سے شیشے پھوڑنا
بارُود اور گولوں سے صف درصف سپاہیں توڑنا

اِن سب چالوں میں ہم ہی ہیں
یہ مَیں ہی ہُوں۔ یہ ہم ہی ہیں

گرمی کا موسم صُبحدم۔ ساعت ہے دو یا تین کا
کھِڑکی میں دِیوا دیکھتے ہو ٹِمٹِماتا ٹِین کا؟
دِیوے پہ پروانے ہیں گِرتے بیخودی میں باربار
بیچارہ لڑکا کر رہا ہے عِلم پہ جاں کو نثار
بیچارے طالبِ علم کے چہرے کی زردی ہے میری
بے نیند لمبے سانس اور آہوں کی سردی ہے میری

اِن سب چالوں میں مَیں ہی ہُوں
یہ ہم ہی ہیں یہ مَیں ہی ہُوں

ہے لہلہاتا کھیت۔ پوروا چل رہی ہے ٹُھم ٹُھمک

گاڑھے کی دھوتی-لال چیرا-چودھری کی لٹ لٹک!

جوشِ جوانی! مست الغوزا بجانا-اُچھلنا!

مُگدر گھمانا کُشتی لڑنا پچھڑنا اور کُچلنا!

چھکڑا لدا ہے بوجھ سے ہچکولے کھانا بار بار

وہ ٹانگ پر دھر ٹانگ پڑنا بوجھ اوپر ہو سوار

شدت کی گرمی چیل انڈے کے جسے سر دوپہر

جا کھیت میں ہل کا چلانا عرق میں ہو تر بتر

اور سر پہ لوٹا چھاچھ کا کچھ روٹیاں کچھ ساگ دھر

بھتّا اُٹھا کتے کو لے عورت کا آنا اینٹھ کر

اِن سب چالوں میں ہم ہی ہیں

یہ مَیں ہی ہوں یہ ہم ہی ہیں

دُلہن کا دِل سے پاس آنا اُوپر سے وکنار جھجک جانا

شرم و حیا کا عشق کے چنگال میں رہ رہ کے آنا

وُہ ماہِ گلرو کے گلے میں ڈال باہیں پیار سے

ٹھنڈے چشموں کے کنارے بوسہ بازی یار سے

ہاں! اور وُہ چپکے سے چُھپ کر آڑ میں اشجار کے

(۱) ایک قسم کی بانسری

بے[1] دام خفیہ پولس بنتا[2] رام کی سرکار کے

اِن سب چالوں میں ہم ہی ہیں

یہ مَیں ہی ہوں یہ ہم ہی ہیں

یہ سب تماشے ہیں مرے یہ سب مری کرتوت ہے

وہ اِس طرف کھا کھا کے مرنا۔ اُس طرف فاقوں سے گم

وُہ بلبلانا جیل میں۔ جنگل میں پھرنا صُمّ[3] بُکم

اور وہ گدیلے کرسیاں۔ تکیے بچھونے بگیاں

سب مادِ سُستی بواسیر و زکام اور ہچکیاں

یہ سب تماشے ہیں میرے یہ سب میری کرتوت ہے

وہ ریل میں یا تار گھر میں۔ محل قوارن ٹین میں

رُوس امرِکا۔ ایران میں جاپان میں یا چین میں

دُکھڑے سُنانا۔ سِسکنا۔ خوں بہانا زار زار

وہ کھلکھلانا قہقہوں اور چہچہوں میں بار بار

وہ وقت پر بارش نہ لانا۔ ہند میں یا سندھ میں

پھر رام کو گالی سُنانا تنگ ہو کر ہند میں

وہ دُھوپ سے سب کو مثالِ مُرغِ بریاں[4] بھونتا

(۱) بے تنخواہ (۲) ہوکر، ہونا (۳) گونگا و بہرہ۔ (۴) بھُنا ہوا پرند۔

بادل کی ساڑھی کو کناری چاندنی سے گوندنا

دکرشن بن کر چپ ہو کے کھانی گالیاں سالے سے اُس شِشپال سے

خوش ہو صلیب و دار پہ چڑھنا مبارک حال سے

یہ کُل تماشے ہیں مرے یہ سب مری کرتوت ہے

اِن سب چالوں میں ہم ہی ہیں

یہ مَیں ہی ہوں یہ ہم ہی ہیں

محتاج کے۔ بیمار کے۔ پاپی کے۔ اور نادار کے

ہیں ہم لب و ہم بغل ہوں ہمراز ہوں بے یار کا

سُنسان شب دریا کنارے ہیں کھڑے ڈٹ کر تو ہم

اور قیدِ تخت و تاج میں گر ہیں پڑے جکڑے تو ہم

سستے سے سستے ہیں تو ہم۔ مہنگے سے مہنگے ہیں تو ہم

تازہ سے تازہ ہیں تو ہم سب سے پرانے ہیں تو ہم

واحد ہوں۔ مجھ کو میرا ہی سجدہ سلام ہے

میری منتے مجھ کو ہے اور رام رام ہے

جانتے ہو؟ عاشق و معشوق جب ہوتے ہیں ایک

بے شبہ میری ہی چھاتی پر ہم سوتے ہیں نیک

پُن میں اور پاپ میں ہر بال سائنس اور مائنس میں

دُور کر آنکھوں سے پردہ دیکھ جلوہ گھاس ہیں

کچھ سُنا تم نے ؟ عجب چالیں میری چالاکیاں

بے حجابانہ کرشمے۔ لادھڑک بے باکیاں

ہاں کروڑوں عیب۔ جُرم۔ افعال نیک۔ اعمالِ زِشت

مجھ میں متصوّر ہیں دوزخ میکدہ مسجد بہشت

مار دینا۔ جھوٹ بکنا۔ چور یاری اور ستم

کُل جہاں کے عَیب رِندانہ پڑے کرتے ہیں

اَے زمیں کے بادشاہو! پنڈتو! پرہیزگارو!

اَے پولس! اَے مدعی! حاکم! وکیل! اے میرے یارو

لو بتا دیتے ہیں تم کو رازِ خُفیہ آج ہم

اپنے مُنہ سے آپ ہی اقرار خود کرتے ہیں ہم

خواہ چوری سے کہ یاری سے کھپا لیتا ہُوں مَیں

سب کی ملکیت کو مقبوضات کو اور شان کو

یہ ستم یارو! کہ ہرگز بھی تو سہ سکتا نہیں

غیرِ خود کے ذکر کو یا نام کو کہ نشان کو

خود کُشی کرتے ہیں سب قانُون۔ تنقیح و جرح

دُور ہی سے دیکھ پاتے ہیں جو مجھ طُوفان کو

کُل جہاں بس ایک خرّاٹا ہے مستی میں مرا
اے غضب! سچ کر دکھاتا ہوں میں اس بہتان کو
کیا مزا ہو لو بھلا دوڑو۔ مجھے پکڑو۔ مجھے پکڑو۔ مجھے پکڑو کوئی
رِندِ مستوں کا شہنشاہ ہوں مجھے پکڑو مجھے پکڑو۔ مجھے پکڑو کوئی
سینہ زوری اور چوری۔ چھیڑ چھاڑ اٹکھیلیاں
چُٹکیاں سینے میں بھرتا ہوں۔ مجھے پکڑو کوئی
کھا کے ماکھن۔ دل چُرا کر وہ گیا۔ مَیں وہ گیا
مار کر مَیں ہاتھ ہاتھوں پر بہہ جاتا ہوں مجھے پکڑو کوئی
رات دن چُھپ کر تمہارے باغ میں بیٹھا ہوں مَیں
بانسری میں گا بُلاتا ہوں مجھے پکڑو کوئی
آیئے گا۔ لو اُڑا دیجے گا میرے جسم کو
نام مٹ جانے سے مِلتا ہوں مجھے پکڑو کوئی
دست و پا گوش و دیدہ مثلِ دستانہ اُتار
حُلیہ صُورت کو مٹاتا ہوں! مجھے پکڑو کوئی
سانپ جیسے کینچلی کو پھینک نام و ننگ کو!
بے سلح کے بس میں آتا ہوں مجھے پکڑو کوئی
نٹ گیا! وہ نٹ گیا! نٹ کر بھلا جائیے کہاں؟

مُنہ تو پھیرو یہ کھڑا ہُوں! لو مُجھے پکڑو کوئی

آتے آتے مجھ تلک میں ہی تو تم ہو جاؤ گے

آپ کو جکڑو! اگر چاہو مجھے پکڑو کوئی

آتشِ سوزاں ہُوں مجھ میں پُن کیا اور پاپ کیا؟

کون پکڑے گا مجھے؟ اور ہاں! میرا پکڑیگا کیا؟

## دُنیا کی چھت پر سے گیانی کی للکار

(۲۸۷) راگ آنند بھیروی۔تال دھمالی

بادشاہ دُنیا کے ہیں مُہرے میری شطرنج کے

دِل لگی کی چال ہیں سب رنگ صُلح اور جنگ کے

رقصِ شادی ہے مِرے جب کانپ اُٹھتی ہے زمیں

دیکھ کر ہیں کھلکھلا زنا قہقہاتا ہُوں وہیں

خوش کھڑا دُنیا کی چھت پر ہُوں تماشا دیکھتا

گاہ بہ گاہ دیتا لگا ہُوں وحشیوں کی سی صدا

اے مُکالی ریل گاڑی! اُڑ گئی۔ اے سرجلی

اے خرِ دجّال[1]! نخرہ بازیوں میں جُوں پری

(۱) ایک گدھا ہے جس کا پیٹ نہایت لمبا مشہور ہے۔ اِس جگہ ریل کو اُس سے مشابہت دی گئی ہے

بھولے بھالے آدمی بھر بھر کے لمبے پیٹ ہیں
لے ڈکاریں لوٹتی ہے ریت میں یا کھیت میں

چھوڑ دھوکا بازیاں اور صاف کہہ سچ سچ بتا
منزلِ مقصود تک کوئی ہُوا تجھ سے رسا؟

پیٹ میں تیرے پڑا جو۔ وُہ گیا۔ لو وُہ گیا
لیکؔ ہائے منزلِ مقصود پیچھے رہ گیا؟

اے جواں بابُو! یہ گرمی کیوں؟ ذرا تھم کر چلو
بیگ لے کر ہاتھ میں سرپٹ نہ یوں جلدی کرو

دوڑتے کیا ہو براتِ نُور کے ملنے کو تم؟
وُہ نہ باہر ہے۔ ذرا پیچھے ہٹو باطن کو تم

کیوں ہو مجرم! اہلکاروں کی خوشامد میں پڑے؟
یہ کچہری وُہ نہیں تُم کو رہائی دے سکے

پہن کر پوشاک گہنے بُرقع اوڑھے ناز سے
چوری چوری گلبدن ملنے چلی ہے یار سے

اَے محبّت سے بھری! اَے پیاری بی بی خوبرو!
چونک مت گھبرا نہیں سُن کر میری للکار کو

(۱) لیکن کا مخفف ہے۔

نکل بھاگا دل تیرا پیروں سے بڑھ کر دوڑ ہیں

دل حرم ہے یار کا۔ ساکن ہو گر سنے[1] دوڑ ہیں

ہو کھڑی جا! برقع جامہ اور بدن تک دے اُتار

بے حیا ہو۔ ایک دم ہیں لے ابھی مِلنا ہے یار

دوڑ قاصد پر لگا کر۔ اُڑ میری جاں! اپیچ کھا کر

ہر دِل و ہر جاں ہیں جا کر بیٹھ جم کر گھر بنا کر

"مَیں خُدا ہوں۔ مَیں خُدا ہوں" راز جاں ہیں پھونک دے!

ہر رگ و ریشہ ہیں گھُس کر مستی وہی جھونک دے

غیر بینی۔ غیر دانی اور غلامی بندگی دکو

مار گولے دے دھڑا دھڑ۔ ایک ہی ایک کوک دے

روشنی پر کر سواری۔ آنکھ سے کر نور باری

ہر دِل و دیدہ ہیں جا۔ جھنڈا الف[2] کا ٹھونک دے

(۱) نہیں سے مراد ہے (۲) برہم ودیا کے اُس رسالۂ الف سے مراد ہے۔ جو سوامی جی کی قلم سے جاری ہُوا تھا۔ اور یہ غزل بھی اُس سنوئے ہُوئے (یعنی بند ہو گئے ہُوئے) رسالہ کو دوبارہ جاری کرنے کی خاطر لکھی گئی تھی (نوٹ) اِس نظم کا باقیماندہ حصّہ مضمون کے لحاظ سے آتم گیان کے باب میں دیا گیا ہے ×

## رام کا گنگا اشنان

(۲۸۸) راگ خبگلہ۔ تال تین

گنگا تیتھوں صد بلہارے جاؤں (ٹیک)

(۱) ہاڈ چام سب وار کے پھینکوں — یہی پھول بتاشے لاؤں گنگا تیتھوں

(۲) من تیرے بندرن کو دیدوں — بدھ دھارا میں بہاؤں۔ گنگا تیتھوں

(۳) چت تیری مچھلی چپ جاویں — اہنگ گر گہا میں دباؤں گنگا تیتھوں

(۴) پاپ پن سبھی سلگا کر — یہ تیری جوت جگاؤں گنگا تیتھوں

(۵) تجھ میں پڑوں تو تو بن جاؤں — ایسی ڈبکی لگاؤں۔ گنگا تیتھوں

(۶) پنڈے جل تھل پون دشوں دِک — اپنے روپ بناؤں گنگا تیتھوں

(۷) رمن کروں ست دھارا ماہیں — نہیں تو نام نہ رام دھراؤں گنگا تیتھوں

## رام کی گنگا ستتی

(۲۸۹) راگ سنا ڈھرہ۔ تال تین

ندیاں دی سردار۔ گنگا رانی!

چھینٹے جل دے دیں بہار۔ گنگا رانی!

ساتوں رکھ جندڑی دے نال۔ گنگا رانی!

کدے وار کدے پار۔ گنگا رانی!

سو سو غوطے گن گن مار۔ گنگا رانی!

تیریاں لہراں رام اسوار۔ گنگا رانی!

# رام کی (کشمیر میں امرناتھ کی) یاترا

(۲۹۰) راگ پہاڑی تال چلنت

(۱) پہاڑوں کا قدموں لمبی تلے یہ سونا
وہ گنجاں درختوں کا دوشالہ ہونا

وہ دامن میں سبزہ کی مخمل بچھونا
ندی کا بچھونے کی جھالر پرونا

یہ راحت مجسّم یہ آرام میں ہوں
کہاں کوہ و دریا یہاں میں ہی میں ہوں

(۲) یہ پربت کی چھاتی پہ بادل کا پھرنا
وہ دم بھر میں ابروں سے پربت کا گھرنا

گرجنا۔ چمکنا۔ کڑکنا۔ نکھرنا۔
چھماچھم۔ چھماچھم۔ یہ بوندوں کا گرنا

عروسِ فلک کا وہ ہنسنا یہ رونا
مرے ہی لئے ہے فقط جان کھونا

(۳) کوسوں تک قدرتی گلزار کا چلے جانا۔ رنگارنگ کے پھول ہر چارسُو شگفتہ

(۴) یہ وادی کا رنگیں گلوں سے لہکنا
فضا کا یہ بُو سے سراپا مہکنا

یہ بلبل سا خنداں لبوں کا چہکنا
وہ آوازِ نے(۱) کا ہر سُو لپکنا

گلوں کی یہ کثرت اِرم(۲) رو بُرو ہے
یہ میری ہی رنگت ہے میری ہی بُو ہے

(۱) بانسری کی آواز۔ (۲) بہشت۔

(۴) ایک اور دلکش مقام

(۴) جو جُو اور چشمہ ہے نغمہ سرا ہے
یہ ٹکیوں پہ ٹکیے ہیں ریشم بچھا ہے

کس انداز سے آب تل کھا رہا ہے
سہانا سماں من لبھانا سماں ہے

جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں
میں اپنی ہی تاب اور شاں دیکھتا ہوں

(۵) آبشاروں کی بہار

(۵) نہیں چادریں ناچتی سیمتن ہیں
پہاڑوں کے دالانِ زمرد نگیں ہیں

یہ آوازِ پازیب ہیں نعرہ زن ہیں
صفائی آہا ! روئے مہ پُرشکن ہیں

صبا ہوں میں گل چومتا بوسہ لیتا
میں شمشاد ہوں جھوم کر داد دیتا

(۶) قدرتی محفل

(۶) مِرے سامنے ایک محفل سجی ہے
شجر کیا ہیں ؟ مِینا پہ مِینا دھری ہے

ہیں سب سیم سر پیڑ۔ پُر سبزجی ہے
نہ جھرنوں کا جھرنا۔ ہے قُلقُل لگی ہے

لُنڈھائے یہ شیشے کہ یہ نکلیں نہریں
ہے مستی مجسّم یہ۔ یا اپنی لہریں

(۷) شِری نگر سے اننت ناگ کو کشتی میں جانا۔

(۷) رواں آبِ دریا پہ کشتی رواں ہے
یہ لہروں پہ سُورج کا جلوہ عیاں ہے

صبا نُزہت آگیں صُبحدم وزاں ہے
بلندی پہ برف اِک تجلّی فشاں ہے

ظہور اپنے ہی نُور کا طُور پر ہے
پردہ اپنی ہی دید کُل بجرو بر ہے

(۸) جھیل ڈل میں ارد گرد کے سُرجیت پہاڑوں کا عکس پڑ رہا ہے اور پانی کو ہوا ہلا رہی ہے (بدیں صُورت) ہلکی ہوا کے جھونکوں سے اتنے بڑے پہاڑ ہلتے نظر آتے ہیں۔ کیا لُطف ہے۔ تعجب ہے۔

(۸) ڈلکتا ہے ڈل دیدۂ مہ لقا سا
ہلاتا ہے کوہوں کو صدمہ ہوا کا

دھڑکتا ہے دِل آئینہ پر صفا سا
کھلے ہیں کنول پھول ہے اِک بلا کا

یہ سُورج کی کرنوں کے چپّو لگے ہیں
عجب ناؤ بھی ہم ہیں خود کھے رہے ہیں

سُورج کشتی کی طرح ڈل میں لرزاں نظر آتا ہے۔ اور اُسی سُورج کی کرنیں چپّوں کی طرح کشتی چلانے والی ہیں۔ مَیں ہی وہ سُورج ہُوں جو کشتی بنا ہے۔ مَیں ہی کھینے کے اوزار ہُوں۔

(۹) امر ناتھ کی چڑھائی۔ پُورنماشی کی رات۔

(۹) چڑھائی مُصیبت اُترنا یہ مشکل
قیامت یہ سردی کہ بجھتا ہے بادِل

پھسلتی برف رش پہ آفت یہ بادل
یہ بُو بُوٹیوں کی کہ گھبرا گیا دِل

چندر رُکھ پیارے کا نیتر۔

یہ دِل لینا جاں لینا کس کی ادا ہے
مری جاں کی جاں جس پہ شوخی فدا ہے

(خوشبو جو جیرا ہی انتر آتا ہے)
(ڈاکا یا روتی)

(۱۰) پورنماشی کی رات

(۱۰) عجب لطف ہے کوہ پر چاندنی کا
دکھاتا ہے آدھا چھپاتا ہے آدھا

یہ نیچر نے اوڑھا ہے جالی دوپٹا
دوپٹے نے جوبن کیا ہے دوبالا

نشہ ہیں جوانی کے معشوق نیچر
ہے لیٹی ہوئی رام سے مست ہوکر

(۱۱) امرناتھ کا از حد وسیع خدائی ہال (جسے لوگ گپھا کہتے ہیں)۔

(۱۱) برف جس میں ہستی ہو جڑتا ہو لاشے
ملے یار ہوا وصل سب فاصلہ طے

امرلنگ استادہ چیتن کی جا ہے
یہی روپ دائم امرناتھ کا ہے

وہ آئے اُپاسک نتیجن مٹا سب
رہا رام ہی رام ہیں تو مٹا سب

## اُترا کھنڈ میں نواس ستھان (مقامِ رہائش) کا بیان

(۲۹۱) راگ آسا۔ تال دادرا

رات کا وقت ہے بیاباں ہے | خوش وضع پربتوں میں میداں ہے

٭نوٹ: جب سوامی جی مع کُنبہ کے ریاست ٹہری میں ایکانت نواس کے لئے پہنچے تو وہاں اُنہوں نے ایک باغیچہ سیٹھ مُرلیدھر کا برلب گنگ اپنی رہائش کے لئے چُنا۔ یہ باغیچہ نہایت خوشنما اور جنگل میں منگل رچے ہوئے تھا۔ جس روز اُس باغ میں رہائش اختیار کی اُسی رات کو پورنماشی کا

آسماں کا بتائیں کیا ہم حال
موتیوں سے بھرا ہُوا ہے تھال

چاند ہے موتیوں میں لال دھرا
ابر ہے تھال پر رومال پڑا

سر پہ اپنے اُٹھا کے ایسا تھال
رقص کرتی ہے نیچر خوش حال

باد کو کیا مزے کی سُوجھی ہے
رام کے دِل کی بات بُوجھی ہے

ق

پاس جو بہ رہی ہے گنگا جی
ابھرے اُس کے لہ لہاتے ہی

لا رہی ہے لپک کر رام کے پاس
کیا ہی ٹھنڈک بھری ہے گنگا باسن

فخرِ خدمت سے باد ہے خورسند
جا ملی بادلوں سے ہو کے بلند

اب تو اٹکھیلیاں ہی کرتی ہے
دامن ابر کو اُلٹتی ہے

لو اُڑایا وہ پردہ و رُومال
آسماں دکھایا ہے مالا لال

شاد نیچر ہے جگمگاتی ہے
آنکھ ہر چارسُو پھراتی ہے

کیا کہوں چاندنی میں گنگا ہے
دُودھ ہیروں کے رنگ رنگا ہے

واہ! جنگل میں آج ہے منگل
سبز گر اُس طرف کی چل چل چل

اے جاں بیا بیا کہ ایں دنیاے دیگرست
آبِ دیگر ہوائے دِگر جائے دیگرست

(بقیہ صفحہ گذشتہ) چاند نکلتے ہی سوامی جی کے بحرِ سرُور (آنند بھرے دِل) سے یہ نظم بہی
اسی نظم کے چند ماہ بعد بسنت رِتُو (موسمِ بہار) نے وہاں عجب نقشہ جمایا۔ اِس دلکش
موسم سے از حد محظوظ ہو ہی رہے تھے کہ ایک پیارے کا خط بابت دریافتِ حال
(۲۹۲)
طبع و مقام آپہنچا۔ اُس کو مفصلہ ذیل نظم سے جواب بھیجا گیا + (۱) موشبو۔

## (۲۹۲) راگ آسا۔ تال دادرا

گنگا کا ہے کنار عجب سبزہ زار ہے　　بادل کی ہے بہار ہوا خوشگوار ہے
اور خوشنما پہاڑ پہ وہ سبزہ زار ہے　　گنگا دُھنی سُریلی ہے کیا لطف دار ہے

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

(۲) وقتِ صباح عید تماشا تیار ہے　　گلگونہ منہ پہ مل کے کھڑا گلعذار ہے
شاہِ فلک سے یا جو ہوئی آنکھ چار ہے　　مارے شرم کے چہرہ بنا سُرخ نار ہے

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

(۳) قطرے ہیں اوس کے کہ دُرّوں کی قطار ہے　　کرنوں کی اُنہیں بل بے نزاکت ایہ نار ہے
مُرغانِ خوش نوا[1] انہیں کا ہے کی عار[2] ہے　　گاڈ بجاؤ شب کا مٹادل سے بار ہے

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

(۴) معشوق قد درختوں پہ بیلوں کا ہار ہے　　لے نے غلط ہے زُلف کا پیچاں یہ مار ہے
واہ واہ سجے سجائے ہیں کیسا سنگار ہے　　اشجار میں چمکتا ہے خوش آبشار ہے

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

(۵) اشجار سر ہلاتے ہیں کیا مست وار ہیں　　ہر رنگ کے گُلوں سے چمن لالہ زار ہیں
بھنورے جو گُونجتے ہیں پڑے تم رنگا رہیں　　آنند بھری صدا کرتے اونکار ہیں

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

(۱) خوش آواز پرندے۔ (۲) شرم ؂

| | |
|---|---|
| (۶) گنگا کے رو صفا سے پھسلتی نہ گر نظر<br>وشنو کے شو کے گھر کا اثاثہ یہ گنگ ہے | لہروں پہ عکس مہر کا کیوں بیقرار ہے<br>یاں موسم خزاں میں بھی فصل بہار ہے |

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

| | |
|---|---|
| (۷) ساقی وہ مے پلاتا ہے تشنہ کو ہار ہے<br>دلدارِ خوش ادا انو سدا ہمکنار ہے | واہ کیا مزے سے کھانیکو غم کا شکار ہے<br>ورشِ شرابِ نابِ سخن دل کے پار ہے |

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

| | |
|---|---|
| (۸) باہر نگاہ کیجے تو گلزار ہے کھلا<br>کالج قدیم کا یہ سر تو نہیں ہلا | اندر سرور کی تو بھلا حد کہاں دلا<br>پڑھانا معرفت کا سبق میرا یار ہے |

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

| | |
|---|---|
| (۹) اے جان بیا بیا کہ ایں دُنیائے دیگر ست<br>خوبانِ خویش دور و در جہل افگنند | آب دگر ہوائے دگر جائے دیگر ست<br>خوب است و جہل دور کنند جائے دیگر ست |

سادھو فقیر کا تو اسی پر مدار ہے
آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

| | |
|---|---|
| (۱۰) مستی مدام کار یہی روزگار ہے<br>کیوں غم سے تو نزار ہے کیوں دلفگار ہے | گل ہیں نگاہ پڑتے ہی پھر کس کا خار ہے<br>جب رام قلب میں ترے خود یارِ غار ہے |

آ دیکھ لے بہار کہ کیسی بہار ہے

## گیانی کے اندر باہر برشا۔ (ابر باری)

(۳۹۵) راگ بہاگ۔ تال دادرا

چار طرف سے ابر کی واہ اُٹھی بھی کیا گھٹا
بجلی کی چمکاہٹیں رعد رہا تھا کڑ کڑا
برسے تھا مینہ بھی جھوم جھوم چھاجوں اُمنڈ اُمنڈ پڑا
جھونکے ہوا کے لے گئے ہوشِ بدن کو وہ اُڑا
ہر رگِ جاں میں نور تھا۔ نغمہ تھا زور و شور کا
ابر بروں سے تھا سوائے دِل میں سرور برستا
آبِ حیات کی جھڑی زور جو روز و شب پڑی
فکر و خیال بہ گئے ٹوٹی دوئی کی جھونپڑی

## گیانی کی مُبارکبادی

(۳۹۶) راگ بھیروی۔ تال چلنت

نظر آیا ہے ہر سُو مہ جمال اپنا مُبارک ہو
"وہ میں ہوں" اِس خوشی میں دِل کا بھر آنا مُبارک ہو
یہ عُریانیٔ رُخِ خورشید کی خود پردہ حائل تھی
ہُوا اب فاش پردہ ستر اُڑ جانا مُبارک ہو

(۱) سورج کا صاف نکل آنا۔ (۲) بُرقعہ یا نقاب

یہ جسم و اسم کا کانٹا جو بے ڈھب سا کھٹکتا تھا
خلش سب مٹ گئی۔ کانٹا نکل جانا مبارک ہو
مسخر سے ہوئے تھے قید ساڑھے تین ہاتھوں میں[1]
وہ اب وسعتِ فکر و تخیل سے بھی بڑھ جانا مبارک ہو
عجب تسخیر عالمگیر۔ لائی سلطنتِ عالی
مہ و ماہی کا فرماں کو بجا لانا مبارک ہو
نہ خارشِ ہرج کا مطلق نہ اندیشہ خلل باقی
پھریرے کا بلندی پر یہ لہرانا مبارک ہو
تعلق سے بری ہونا حروفِ ر۔آ۔م کی مانند
ہر اک پہلو سے نقطہِ داغ مٹ جانا مبارک ہو

(۱) ٹھٹھے مخول سے ۔

## گیانی کی نوید

(۲۹۵) راگ بھیروی۔ تال دادرا

بدلے ہے کوئی آن میں اب رنگِ زمانہ
آتا ہے امن جاتا ہے اب جنگِ زمانہ
اے جہل چلو۔ درد اُڑو۔ دُور ہٹو حسد

کمزوری مرو ڈوب۔ بس اُے ننگِ زمانہ
غم دُور۔ مِٹا رشک - نہ غصّہ نہ تمنّا
پلٹے گا گھڑی پل میں نیا ڈھنگِ زمانہ
آزاد ہے آزاد ہے آزاد ہے ہر ایک
دِل شاد ہے کیا خُوب اُڑا تنگِ زمانہ
لو کاٹھ کی ہنڈیا تے رِنبھے بھی تو کہاں تک
اگنی تو جلا گیان کی دے سنگِ زمانہ
آتی ہے جہاں میں شہِ مشرق کی سواری
رِٹتا ہے سیاہی کا ابھی زنگِ زمانہ
وُہ ہی جو اِدھر خار اُدھر ہے گُلِ خنداں۔
ہو دنگ جو یُوں جان لے نیرنگِ زمانہ
دیتا ہے تمہیں رام۔ بھرا جام یہ پی لو
سُنو لئے گا آہنگ سنئے چنگِ زمانہ

## بیماری میں گیانی کی حالت

(۲۹۶) راگ بھیروی تال شُول

| واہ وا اُے تپ و ریزش! واہ وا | حبّذا اُے درد وپیچش واہ وا |
|---|---|

اے باہئے ناگہانی واہ وا
یہ بھنور یہ قہر برپا واہ وا
کھانڈ کا کُتّا گدھا چُوہا بلا
پگڑی پاجامہ ڈوپٹہ انگرکھا
دامنی توڑی و مالا کو گھڑا
موتیا بند دِل کی آنکھوں سے ہٹا

ویلکم! اے مرگِ جوانی! واہ وا
بحرِ مہرِ رامؔ میں کیا واہ وا
مُنہ میں ڈالو ذائقہ ہے کھانڈ کا
غور سے دیکھا تو سب کچھ سُوت تھا
پر نگاہِ حق میں ہے وُہی طلا
مرض و صحت عینِ راحت رام تھا
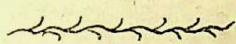
## گیانی کا ناچ

(۲۹۷) راگ نٹ نارائن۔ تال دیپ چندی

ناچوں مَیں نٹ راج رے۔ ناچوں مَیں مہاراج (ٹیک)

سُورج ناچوں تارے ناچوں ✦ ناچوں بن مہتاب رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج
تن تیرے میں من ہو ناچوں ✦ ناچوں ناڑی ناڑ رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج
بادر ناچوں بائیو ناچوں ✦ ناچوں ندی ارنابؔ رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج
ذرّہ ناچوں سُمدر ناچوں ✦ ناچوں موگھرا کاج رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج
دھوا لب ✦ مستی والا ✦✦ ناچوں پی پی آج رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج
گھر لاگو رنگ رنگ گھر لاگو ✦ ناچوں پاپا واج رے ✦✦ ناچوں مَیں نٹ راج

لہ اصل لفظ ناؤ بمعنے کشتی ہے۔ مگر اُردو میں ناب لکھا گیا ہے۔

راگ گیت سب ہووت ہردم ؛ ناچوں پورا ساج رے ؛ ناچوں ہیں نٹ راج
رام ہی ناچت رام ہی باجت ؛ ناچوں ہوں نرلاج رے ؛ ناچوں ہیں نٹ راج

(۲۹۸) امین کلیان - تال چانت
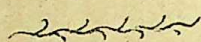
اُڑا رہا ہوں ہیں رنگ بھر بھر طرح طرح کی یہ ساری دُنیا
چہ خوب ہولی مچا رکھی تھی۔ ہے اب تو ہولی یہ ساری دُنیا
ہیں سانس لیتا ہوں رنگ کھُلتے ہیں۔ چاہوں دم میں ابھی اُڑا دوں
عجب تماشا ہے رنگ رلیاں ہیں کھیل جادو ہے ساری دُنیا
پڑا ہوں مستی میں غرق و بے خود نہ غیر آیا چلا نہ ٹھیرا
نشے ہیں خرّاٹا سا لیا تھا۔ جو شور برپا ہے ساری دُنیا
بھری ہے خوبی ہر اِک خرابی میں ذرّہ ذرہ ہے مہر آسا
لڑائی شکوے میں بھی مزے ہیں یہ خواب چوکھا ہے ساری دُنیا
لفافہ دیکھا جو لمبا چوڑا۔ ہوا تحیّر کہ کیا ہی ہوگا
جو پھاڑ دیکھا اوہو! کہوں کیا؟ ہوئی ہی کب تھی یہ ساری دُنیا
یہ رام سُنیئے گا کیا کہانی۔ شروع نہ اس کا ختم نہ ہو یہ
جو ستّیہ پوچھو ہے رام ہی رام یہ محض دھوکا ہے ساری دُنیا

(۱) مانند سورج ؛
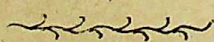
## گیانی کی لاپرواہی (اُداستا)

(۲۹۹) راگ پیلو۔ تال دیپ چندی

نہ ہے کچھ تمنّا نہ کچھ جستجو ہے
کہ وحدت میں ساقی نہ ساغر نہ بُو ہے

مِلیں دِل کو آنکھیں جبھی معرفت کی
جدھر دیکھتا ہُوں صنم رُوبرو ہے

گُلستاں میں جا کر ہر اِک گُل کو دیکھا
تو میری ہی رنگت و میری ہی بُو ہے

میرا تیرا اکٹھا ہُوئے ایک ہی ہم
رہی کچھ نہ حسرت نہ کچھ آرزو ہے

## گیانی کا پرن (مصمّم ارادہ)

جو وسعتِ محبّت کے بڑھ جانے سے عارف کامل سے بہے نکلتا ہے

(۳۰۰) راگ خنبگاں۔ تال چلنت

ہم رُوکھے ٹکڑے کھائیں گے
بھارت پر وارے جائیں گے

ہم سُوکھے چنے چبائیں گے
بھارت کی بات بنائیں گے

ہم ننگے عمر بتائیں گے
بھارت پر جان مٹائیں گے

شولوں پر دوڑے جائیں گے
کانٹوں کو راکھ بنائیں گے

ہم در در دھکّے کھائیں گے
آنند کی جھلک دکھائیں گے

سب رِشتے ناطے توڑیں گے
دِل اِک آتم سنگ جوڑیں گے

سب رِشتوں سے مُنہ موڑینگے
سر سب پاپوں کا پھوڑیں گے

نوٹ :- یہ نظم ہندی رام برشا کے چھپ جانے کے بعد رام کی نوٹ بکوں میں ترمیم شدہ ملی۔ اِس لئے بجائے پہلی نظم کے ترمیم شدہ اب درج کی گئی ہے۔

## گیانی کی سم درِشٹی

(۳۰۱) راگ سورٹھ (محلہ ۹)

جو نر دُکھ میں دُکھ نہیں مانے۔ (ٹیک)

(۱) سُکھ سِنیہہ اور بھے نہیں جا کے۔ کنچن ماٹی مانے

| | |
|---|---|
| (۲) نہ نِندا نہ اُستتی جا کے - | لوبھ موہ ابھیمانا |
| ہرش شوک سے رہے نیارہ | ناہیں مان اپمانا |
| (۳) آشا منشا۔ سکل تیاگے - | جگ سے رہے نِرآشا |
| کام کرودھ جیہیں پرسے ناہیں | تِیَن گھٹ برہم نواسا |
| (۴) گُرو کرپا جیہیں نر کو کینو | تَہیں یہ جُگت پچھانی |
| نانک لین بھیو گوبند سیوں | جیوں پانی سنگ پانی |

(۱) چھوئیں نہیں - سپرش نہ کریں - (۲) مُکتی ٭

## مُکت کے رچنہ

(۳۰۲) راگ گوڑی یا دھناسری تِیال دھمالی (محلہ ۹)

سادھو رام شرن وِسراما (ٹیک)

| | |
|---|---|
| (۱) وید پُران پڑھے کو یہ گن | سمرے ہری کو ناما |
| (۲) لوبھ موہ مایا ممتا پھُنی | اور وشئین کی سیوا |
| ہرش شوک پرسے جاہی ناہیں | سو مورت ہے دیوا |
| (۳) دُکھ سُکھ یہ باندھے جاہی ناہیں | تین تُم جانو گیانی |
| نانک مُکت تاہیں تُم جانو | یہ بدھی کو جو پرانی |

(۱) پھر (۲) چھُوئے (۳) جسکو (۴) اُسے ÷

## گیانی کی ویاپک درشٹی

### (۳۰۴) غزل۔ راگ پیلو

(۱) جدھر دیکھتا ہوں جہاں دیکھتا ہوں

میں اپنا ہی جلوہ عیاں دیکھتا ہوں

(۲) نہ تن دیکھتا ہوں نہ جاں دیکھتا ہوں

خود ہی کو نہاں اور عیاں دیکھتا ہوں

(۳) یہ جو کچھ کہ پیدا ہے سب ہی تو میں ہوں

میں کُل بحر ہستی اک شاں دیکھتا ہوں

(۴) اگر کوئی اپنے بنا جگت جانئے

(۱) ظاہر (۲) چھپا ہوا ÷

تو اُسکو میں دھوکا رساں[1] دیکھتا ہُوں

(۵) میں اب کہُوں کس سے یہ راز و حقیقت

یہ عالم سراپا گمانؔ[2] دیکھتا ہُوں

(۱) دھوکا کھایا ہُوا (۲) وہمِ محض۔ بھرم ماتر۔

(۱۵)

# فقیری (تیاگ)

(۳۰۴) کافی دیپ چندی

میرا من لگا فقیری میں (ٹیک)

(۱) ڈنڈا کونڈا لیا بغل میں ۔ چاروں چک جاگیری میں

منگ تنگ کے ٹکڑا کھاوے ۔ چال چلیں امیری میں

جو سکھ دیکھیو رام سنگت میں ۔ نہیں ہے وزیری میں

## جنگل کا جوگی

(۳۰۵) راگ بھیروں تال تین

جنگل میں جوگی بستا ہے ۔ گاہ روتا ہے گاہ ہنستا ہے

دل اسکا کہیں نہیں پھنستا ہے ۔ تن من میں چین برستا ہے

ہر ہر اوم ۔ ہر ہر اوم

خوش پھرنا ننگ منگا ہے ۔ نینوں[۱] میں بہتی گنگا ہے

جو آ جائے سو چنگا ہے ۔ مکھ رنگ بھرا من رنگا ہے (ٹیک)

(۱) آنکھیں۔

گاتا مولا منوالا ہے
من منکا اُسکی مالا ہے
نہیں پروا مرنے جینے کی
کچھ دن کی سُدھ نہ مہینے کی
پاس اُسکے پنچھی[2] آتے ہیں
بادل اشنان کراتے ہیں
گُلنار شفق وہ رنگ بھری
جوگی کی نگاہ حیران گھری
وُہ چاند چمکتا گُل جو کھلا
فوّارہ فرحت کا اُچھلا

جب دیکھو بھولا بھالا ہے
تن اُسکا ایک شِوالا ہے (ٹیک)
ہے یاد نہ کھانے پینے کی
ہے پون[1] رومال پسینے کی (ٹیک)
اور دریا گیت سُناتے ہیں
برچھ[3] اُسکے رشتے ناطے ہیں (ٹیک)
جوگی کے آگے ہے جو کھڑی
کو نکلتی رہ رہ کر ہے پڑی (ٹیک)
اِس مہر کی جوت[4] سے پھول جھڑا
پُہار کا جگ پر نُور پڑا (ٹیک)

(۱) ہوا (۲) پرند (۳) درخت (۴) لاٹ۔ شعلہ ؎

## الوداع

(۳۰۶) راگ پیلو۔ تال دیپ چندی۔ یا راگ بھیروں تال شُدل

الوداع میری ریاضی الوداع!
الوداع اے اہلِ خانہ الوداع
الوداع اے پیاری راوی[1] الوداع!
الوداع معصوم ناداں الوداع!

(۱) دریا کا نام ہے جو لاہور میں بہتا ہے۔

| الوداع اے دوست و دشمن الوداع | الوداع اے رشتے انسیت، اُونش الوداع |
| --- | --- |
| الوداع اے کتب و تدریس الوداع | الوداع اے خُبث و تفریق الوداع |
| الوداع اے دل اجتناب الوداع | الوداع رام۔ الوداع اے الوداع |

(۱) سردی گرمی (۲) گپشپیں اور پُستکوں کا پڑھانا وغیرہ یعنی مکتب (۴) ناپاک منبرک یانیک
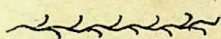
# تیاگ کا پھل

(۳۰۷) راگ بھیروی تال دیپک

اپنے مزے کی خاطر گُل چھوڑ ہی دیئے جب

رُوئے زمیں کے گُلشن میرے ہی بن گئے سب

جتنے زباں کے رس تھے۔ کُل ترک کر دیئے جب

بس ذائقے جہاں کے میرے ہی بن گئے سب

خود کے لئے جو مجھ سے دیدوں کی دید چھوٹی

خود حسن کے تماشے میرے ہی بن گئے سب

اپنے لئے جو چھوڑی خواہش ہوا خوری کی

بادِ صبا کے جھونکے میرے ہی بن گئے سب

رنج کی غرض سے چھوڑا سُننے کی آرزو کو

اب راگ اور باجے میرے ہی بن گئے سب

جب بہتری کے اپنی فکر و خیال چھوٹے

فکر و خیالِ رنگیں میرے ہی بن گئے سب

آہا عجب تماشا میرا نہیں ہے کچھ بھی
دعویٰ نہیں ذرا بھی اِس جسم و اسم پر ہی
یہ دست و پا ہیں سب کے آنکھیں یہ ہیں تو سب کی
دُنیا کے جسم لیکن میرے ہی بن گئے سب
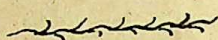
(۳۰۸) راگ شنکرا بھرن تال دھمالی

گھر ملے تُست جو اپنا گھر کھووے ہے
جو گھر رکھے وہ گھر گھر میں رووے ہے
(۱) جو راج تجے وہ مہاراج کرے ہے
دھن تجے تو پھر دَولت سے گھر بھرے ہے
سُکھ تجے تو پھر اوروں کا دُکھ ہرے ہے
جو جان تجے وہ کبھی نہیں مرے ہے
جو پلنگ تجے وہ پھولوں پر سووے ہے
جو گھر رکھے وہ گھر گھر میں رووے ہے
(۲) جو پر دارا کو تجے وُہ ہاوے رانی
اور جھوٹ بچن وے تیاگ سِدھ ہو بانی
جو دُر بُدھی کو تجے وہی ہے گیانی۔

من سے تیاگی ہو رِدھ سِدھی من مانی

جو سرب تجے اُسی کا سب کچھ ہووے ہے
جو گھر رکھے وہ گھر گھر میں رووے ہے
جو اِچھا نہیں کرے وہ اِچھا پاوے
اور سواد تجے پھر امرت بھوجن کھاوے
نہیں مانگے تو پھل پاوے جو من بھاوے
ہیں تیاگ میں تینوں لوک وید یہی گاوے
جو ہو بہت ناصاف[1] وہ مَل[1] دھووے ہے
جو گھر رکھے وہ گھر گھر میں رووے ہے

(۱) غلاظت - میلا پن +
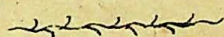
(۳۰۹) لاؤنی - راگ دھناسری - تال دھمالی

نہیں ملے ہر دھن تیاگے - نہیں ملے رام جان تجے
نارائن تو ملے اُسی کو جو دیہہ کا ابھمان تجے

(۱) شُت دارا[1] یا کُٹمب تیاگے یا اپنا گھر بار تجے
نہیں ملے ہے پھوکھیو کداپی[2] - جگ کا سب بیوہار تجے

(۱) بیٹیاں - بیوی - (۲) کبھی بھی -

کند مول پھل کھائے رہے اور ان کا بھی آہار تجے
وستر تیاگے نگن ہو رہے اور پرائی[1] نار تجے
تو بھی ہر نہیں ملے یہ تیاگے چاہے اپنے پران تجے
ناراین تو ملے اُسی کو جو دیہ کا ابھمان تجے

(۲) تجے پلنگ پھولوں کا اور ہیرے موتی لال تجے
ذات کی عزت نام اور پیج اور کُل کی ساری چال تجے
بن میں بسنے دن بچرے اور دُنیا کا جنجال تجے
دیہ کو اپنی چاہے جلاوے۔ شریر کی بھی کھال تجے
برہم گیان نہیں ہو تو بھی چاہے وہ اپنی شان تجے
ناراین تو ملے اُسی کو جو دیہ کا ابھمان تجے

(۳) رہے مون بولے نہیں مُکھ سے اپنی ساری بات تجے
بال پن سے یوگ لے چاہے تات[2] تجے یا مات تجے
تُشکھا شوتر تیاگ جو کردے اور اپنی اُتم[3] ذات تجے
کبھی جیو کو نہ مارے اور گھات تجے اگھات[4] تجے
اتنا تجے تو کیا ہووے جو دیہ کا نہیں گمان تجے
ناراین تو ملے اُسی کو جو دیہ کا ابھمان تجے

(۱) دوسرے کی بیوی (۲) والد (۳) اعلیٰ (۴) حفاظت۔ بچاؤ +

(۴) رہے رات دن کھڑا نہ سووے - پرتھوی کا بھی شین[1] تجے
کشٹ اُٹھاوے رہے بیچین - سُکھ اور ساری چین تجے
میٹھا ہو کر بولے سب سے - کڑوے اپنے بین[2] تجے
اتنا تیاگے اور دیہ ابھمان نہیں دن رین[3] تجے
بنارسی اُسے ملے نہیں ہر چاہے سکل[4] جہان تجے
نارائن تو ملے اُسی کر جو دیہ کا ابھمان تجے

(۱) سونا - آرام کرنا (۲) سخت کلامی - کڑوی گفتگو (۳) دن - رات (۴) تمام -

(۳۱۰) راگ سوہنی تال غزل

فقیری خدا کو پیاری ہے
امیری کون بچاری ہے (ٹیک)

(۱) بدن پر خاک سو ہے اکسیر[1]
فقیروں کی ہے یہی جاگیر
ہاتھ باندھے ہیں کھڑے امیر
بادشاہ ہو یا ہو وزیر
صدا[2] یہ سچ ہماری ہے
گدا[3] کی خدا سے یاری ہے (ٹیک)

(۲) ہے اُن کا نام سُنو درویش
کوئی نہیں پاوے اُسے پیش
خدا سے ملے رہیں ہمیش[4]
کوئی نہیں جانے اُنکا بھیش[5]
کبھی تو گریا و زاری ہے
کبھی چشموں میں خماری[6] ہے (ٹیک)

(۱) رسائن - کیمیا (۲) آواز (۳) فقیر (۴) ہمیشہ (۵) لباس (۶) مستی -

(۳) ہے اُنکا رتبہ بہت بلند
خُدا کے تئیں ہُوا پسند
بادشاہ سے بھی ہے دوچند
اُنہیں مت بُرا کہو ہرچند
اُنکی دل پر سواری ہے
ایسی کہیں نہیں تیاری ہے (ٹیک)

(۴) چیتھڑے شال سے ہیں اعلیٰ
چشم ہرتال سے ہیں اعلیٰ
چنے بھی دال سے ہیں اعلیٰ
چلن ہر چال سے ہیں اعلیٰ
زخم جو دِل پر کاری ہے
وہی خود مرہم بچاری ہے (ٹیک)

(۵) مکان لامکاں فقیروں کا
نشان بے نشان فقیروں کا
فقر ہے نہان فقیروں کا
خُدا ہے ایمان فقیروں کا
طاقت صبر وہ بھاری ہے
موت بھی اُنسے ہاری ہے (ٹیک)

(۶) بڑھ گئے بال تو کیا پرواہ
اُتر گئی کھال تو کیا پرواہ
آگیا مال تو کیا پرواہ
ہُوئے کنگال تو کیا پرواہ
خُدا ہی جناب باری ہے
فقر کو یہی قراری ہے (ٹیک)

(۱) بھاری (۲) پوشیدہ (۳) برقراری۔ دھیرج۔ نشٹھا۔

---

(۳۱۱) غزل آنند بھیروی تال غزل

نہ غم دُنیا کا ہے مجھکو نہ دُنیا سے کنارا ہے
نہ لینا ہے نہ دینا ہے۔ نہ حیلہ ہے نہ چارا ہے

نہ اپنے سے محبت ہے۔ نہ نفرت غیر سے مجھ کو
سبھوں کو ذاتِ حق دیکھوں یہی میرا نظارہ ہے
نہ شاہی میں مَیں شیدا ہُوں۔ گدائی میں نہ غم مجھ کو
جو بَن جاوے سوئی اچّھا۔ وُہی میرا گُذارا ہے
نہ کُفر اسلام سے فارغ۔ نہ مِلّت سے غرض مُجھ کو
نہ ہندو گبر و مُسلم ہُوں سبھوں سے پنتھ نیارا ہے

## جوگی کا سچّا روپ

(۳۱۲)

(۱) پیاروں! کیا کہُوں احوال کی اپنے پریشانی
لگا ڈھلنے میری آنکھوں سے اِک دن خود بخود پانی
یکایک آ پڑی اُس دم مرے دِل پر یہ حیرانی
کہ جسکی ہو رہی ہے یہ جو ہر اِک جا ثنا خوانی
کسی صُورت سے اُسکو دیکھیئے کیسا ہے وہ جانی
(۲) چڑھا اِس فکر کا دریا بھرا اِس جوش میں آکر
کہ اِک اِک لہر اُسکی نے لے اُڑایا ہوا اُوپر
قرار و ہوش و عقل و صبر و دانش بہے گئے یکسر

اکیلا رہ گیا عاجز غریب و بیکس و بے پر
لگا رونے کہ اس مشکل کی ہو اب کیسے آسانی

(۳) یہ صورت تھی کہ جی میں عشق نے یہ بات لا ڈالی
منگا تھوڑا سا گیرو اور وہیں کفنی رنگا ڈالی
بنا مُدرے گلے کے بیچ سیلی برملا ڈالی
لگا منہ پر بھبھوت اور شکل جوگی کی بنا ڈالی
ہوا اودھوت جوگی جوگیوں میں آپ گرگیانی

(۴) اٹھائی چاہ کی جھولی۔ پیالہ چشم کا کھپر
بنا کر عشق کا گنٹھا طلب کا سر پہ رکھ چکر
منڈا سا گیروا باندھا رکھا ترشول کاندھے پر
لگا جوگی ہو پھرنے ڈھونڈتا اُس یار کو گھر گھر
دکاں بازار و کوچہ ڈھونڈنے کی دل میں پھر ٹھانی

(۵) لگی تھی دل میں اک آتش دھواں اٹھتا تھا آہوں کا
تماشے کے لئے حلقہ بندھا تھا ساتھ لوگوں کا
طلب تھی یار کی اور گرم تھا بازار باتوں کا
نہ کچھ سر کی خبر تھی اور نہ تھا کچھ ہوش پاؤں کا
نہ کچھ بھوجن کا اندیشہ نہ کچھ فکر اَمل پانی

(۶) پھر اس جوگ کا ٹھہرا عجب کچھ آن کر نقشہ
جو آیا سامنے میرے تو کہتا اُس سے سُنتا جا
کہو پیارے ہمارے یار کو تُم نے کہیں دیکھا؟
جو کچھ مطلب کی وہ بولا تو اُس سے اور کچھ پُوچھا
وگر یُوہی لگا کہنے تو پھر دینا اُنا کانی
(۷) کبھی مالا سے کہتا تھا لگا کر جپ سے اَے مالا
ہُوا ہُوں جب سے مَیں یوگی تُوہی اُس یار کو بتلا
کبھی گھبرا کے ہنستا تھا کبھی لے سوانس روتا تھا
لبوں سے آہ آنکھوں سے بہا پڑتا تھا دریا سا
عجب جنجال میں چکر کے ڈاسے ہے پریشانی
(۸) کوئی کہتا تھا باباجی! اِدھر آؤ اِدھر بیٹھو!
پڑے پھرتے ہو لیسے راتدن ٹک بیٹھو ستاؤ
جو کچھ درکار ہو میوہ مٹھائی حُکم فرماؤ
نہ کہنا اُس سے "دے آؤ" نہ کہنا اُس سے "مت لاؤ"
خبر ہرگز نہ تھی کچھ اُس گھڑی اپنی نہ بیگانی
(۹) بڑی دُبدا میں تھا اُس دم کہاں جاؤں کہاں دیکھوں

(۱) ٹال مٹول—

کسے دیکھوں کسے پُوچھوں؟ کہاں جاؤں کِدھر ڈھونڈوں
کروں تدبیر کیا جس سے میں اُس دلدار کو پاؤں؟
نشاں ہرگز نہ ملتا تھا پڑا پھرتا تھا جُوں مجنُوں
عجب دریائے وحشت کی ہُوئی تھی آکے طُغیانی
(۱۰) اُسی کو ڈھونڈتا پھرتا ہُوا مسجد میں جا پہنچا
جو دیکھا واں[1] بھی ہے روزہ نمازوں کا ہی اِک چرچا
کوئی جُبّے میں اٹکا ہے کوئی ڈاڑھی میں ہے اُلجھا
تسلّی کچھ نہ پائی جب تو آخر واں سے گھبرایا
چلا روتا ہُوا باہر بہ احوالِ پریشانی
(۱۱) یہی دِل نے کہا ٹک مدرّسے کو جھانکئے جاکر
بھلا شاید اُسی میں ہو نظر آجائے وُہ دِلبر
گیا جب واں تو دیکھی واہ وا کچھ اور بھی بدتر
کتابیں کھل رہی ہیں مچ رہی ہے شور و غل یکسر
ہر اک مسئلے پہ فاضل کر رہے ہیں بحثِ نفسانی
(۱۲) چلا جب واں سے گھبراکر تو پھر یہ آگئی جی میں
کہ یہ جگہ تو دیکھی اب چلو ٹک مندر[2] بھی دیکھیں

(۱) وہاں کا مخفف ہے (۲) مندر ہا

گیا جب واں تو دیکھا مورت اور گھنٹوں کی جھنکاریں
پکارا تب تو رو کر آہ کس پتھر سے سر ماریں
کہیں ملتا نہیں وہ شوخ کافر دشمن جانی
(۱۳) کہا دل نے کہ اب ٹک تیرتھوں کی سیر بھی کیجیے
بھلا وہ دلربا شاید اسی جگہ پہ ملجائے
بہت تیرتھ منائے اور کئے درشن بھی بہتیرے
تسلی کچھ نہ پائی تب تو ہولا چار پھر واں سے
محبت چھوڑ کر بستی کی لی راہ بیابانی
(۱۴) گیا جب دشت و صحرا میں تو رویا آہ کیا کریئے
کہاں تک ہجر میں اس شوخ کے رو رو کے دن بھریئے
کدھر کو جایئے اور کسکے اوپر آسرا دھریئے
یہی بہتر ہے ابتو ڈوب یئے یا زہر کھا مریئے
بھلا جی جان کے جانے میں شاید آملے جانی
(۱۵) رہا کتنے دنوں روتا پھرا ہر دشت میں نالاں
غریب و بیکس و تنہا مسافر بے وطن حیراں
پہاڑوں سے بھی سر پٹکا پھرا شہروں میں ہو گریاں

(۱) شوخ سے مراد یہاں ایشور پرماتما یعنی آتم دیو سے ہے +

پھرا بھوکا پیاسا ڈھونڈھتا دِلبر کو سرگرداں
نہ کھانے کو مِلا دانہ نہ پینے کو مِلا پانی

(۱۶) پڑا تھا ریت میں اور دھوپ میں سُورج سے جلتا تھا
لگی تھیں دِل کی آنکھیں یار سے اور دم نکلتا تھا
اُسی کے دیکھنے کے دھیان میں ہر دم نکلتا تھا
وَلے محبُوب سے کچھ ہائے میرا بس نہ چلتا تھا
پڑے بہتے تھے آنسُو لالہ گُوں لعلِ بدخشانی

(۱۷) جب اِس احوال کو پہنچا تو وہ محبُوب بے پروا
وہیں سو بیقراری سے میری بالیں پہ آ پہنچا
اُٹھا کر میرا سر زانُو پہ اپنے رکھ کے فرمایا
کہا لے دیکھ لے جو دیکھنا ہے اب مجھے اِس جا
عیاں ہیں اس گھڑی کرتے تِرے پہ بھید پنہانی

(۱۸) یہ رسم رکھ پہلے ہم عاشق کو اپنے آزماتے ہیں
جلاتے ہیں ستاتے ہیں رُلاتے ہیں۔ بِلاتے ہیں
ہر اِک احوال میں جب خُوب ثابت اُسکو پاتے ہیں
اُسی سے آکے ملتے ہیں اُسی کو مُنہ دکھاتے ہیں
اُسے پُورا سمجھتے ہیں ہم اپنے دھیان کا دھیانی

(۱۹) صدا محبوب کی آئی جونہی کانوں میں واں میرے
بدن میں آگیا جی اور وہیں دکھ درد سب ٹھہرے[1]
پھر آنکھیں کھول کر دلبر کے منہ پر ٹک نظر کرکے
زمین و آسماں چودہ طبق کے کھل گئے پردے
مٹی اِک آن میں سب کچھ خرابی اور پریشانی
(۲۰) ہوئی جب آکے یکتائی دوئی کا اٹھ گیا پردہ
جو کچھ وہم و دنما تھے اُڑ گئے اِکدم میں ہو پارا
نظیر اُس دن سے ہم نے پھر جو دیکھا خوب ہر اِک جا
وُہی دیکھا وُہی سمجھا۔ وُہی جانا وُہی پایا
برابر ہوگئے ہندو مسلماں گبر و نصرانی

(۱) سب دور ہوئے، ناش ہوئے ٭

---

(۳۱۳) راگ سوہنی تال دیپ چندی

ہر آن ہنسی۔ ہر آن خوشی۔ ہر وقت امیری ہے بابا
جب عاشق مست فقیر ہوئے پھر کیا دلگیری ہے بابا
(۱) ہیں عاشق اور معشوق جہاں۔ وہاں شاہ وزیری ہے بابا
نہ رونا ہے نہ دھونا ہے نہ درد اسیری ہے بابا

دِن رات بہاریں چُہلیں ہیں۔ اور عشق صغیری ہے بابا
جو عاشق ہوئے سو جانے ہے یہ بھید فقیری ہے بابا دہران

(۲) ہے چاہ فقط اِک دلبر کی۔ پھر اور کسی کی چاہ نہیں
اِک راہ اُسی سے رکھتے ہیں۔ پھر اور کسی سے راہ نہیں
یاں جتنا رنج و تردد ہے۔ ہم ایک سے بھی آگاہ نہیں
کچھ مرنے کا سنشا ہے نہیں کچھ جینے کی پرواہ نہیں دہران

(۳) کچھ ظُلم نہیں کچھ زور نہیں۔ کچھ داد نہیں فریاد نہیں
کچھ قید نہیں کچھ بند نہیں۔ کچھ جبر نہیں آزاد نہیں
شاگرد نہیں اُستاد نہیں۔ ویران نہیں آباد نہیں
ہیں جتنی باتیں دُنیا کی۔ سب بھول گئے کچھ یاد نہیں دہران

(۴) جس سمت نظر بھر دیکھیں ہیں۔ اُس دلبر کی پُھلواڑی ہے
کہیں سبزے کی ہریالی ہے کہیں پھولوں کی گلکاری ہے
دن رات مگن خوش بیٹھے ہیں۔ اور آس اُسی کی بھاری ہے
بس آپ ہی وہ داتاری ہے اور آپ ہی وہ بھنڈاری ہے دہران

(۵) نت عشرت ہے۔ نت فرحت ہے۔ نت رنگ نئی آزادی ہے
نت مہر و کرم ہے دلبر کا۔ نت خوبی خوب مرادی ہے
جب دُنڈا دریا الفت کا۔ ہر چار طرف آبادی ہے۔

(۱) جیسے پرند بُلبل گُل کا عاشق ہے اور اُسکے عشق میں بولتا رہتا ہے ایسے ہی اپنے دلبر کے نام کو ...

ہر رات نئی اِک شادی ہے ہر روز مبارکبادی ہے (ہر آن)

(۶) ہے تن تو گُل کے رنگ بنا۔ اور مُنہ پہ ہر دم لالی ہے
جُز عیش و طرب کچھ اور نہیں جس دن سے مُسرت سنبھالی ہے
ہونٹوں میں راگ تماشے کا۔ اور گت پہ بجتی تالی ہے
ہر روز بسنت اور ہولی ہے۔ اور ہر اِک رات دیوالی ہے (ہر آن)

(۷) ہم عاشق جس صنم کے ہیں وہ دِلبر سب سے اعلیٰ ہے
اُس نے ہی ہم کو جی بخشا۔ اُس نے ہی ہم کو پالا ہے
دِل اپنا بھولا بھالا ہے اور عِشق بڑا متوالا ہے
کیا کہیئے اور نظیرؔ آگے اب کون سمجھنے والا ہے (ہر آن)

---

(۱۳۱۴) راگ ایمن کلیان تال چلنت

ٹیک
{ نہ باپ بیٹیا نہ دوست دُشمن نہ عاشق اور صنم کسی کے
{ عجب طرح کی ہُوئی فراغت نہ کوئی ہمارا نہ ہم کسی کے

(۱) نہ کوئی طالب ہُوا ہمارا نہ ہم نے دِل سے کسی کو چاہا
نہ ہم نے دیکھیں خُوشی کی لہریں نہ درد و غم سے کبھی کراہا
نہ ہم نے بویا نہ ہم نے کاٹا نہ ہم نے جوتا نہ ہم نے گاہا
اُٹھا جو دِل سے بھرم کا پردہ۔ تو اُسکے اُٹھتے ہی پھر اپاہا۔

(۲) یہ بات کل کی ہے جو ہمارا کوئی تھا اپنا کوئی بیگانا
کہیں تھے ناتی کہیں تھے پوتے کہیں تھے دادا کہیں تھے نانا
کسی پہ پھٹکا۔ کسی پہ کوٹا۔ کسی پہ پیسا۔ کسی پہ چھانا
اُٹھا جو دِل سے بھرم کا تھانا تو پھر جبھی سے یہ ہمنے جانا

(۳) ابھی ہماری بڑی دُکاں تھی۔ ابھی ہمارا بڑا کسب تھا
کہیں خوشامد۔ کہیں درآمد۔ کہیں تواضع۔ کہیں ادب تھا
بڑی تھی ذات اور بڑی صفات اور بڑا حسب اور بڑا نسب تھا
خودی کے مٹتے ہی پھر جو دیکھا نہ کچھ حسب تھا نہ کچھ نسب تھا

(۴) ابھی یہ ڈھب تھا کسی سے لڑیئے۔ کسی کے پاؤں پہ جا کے پڑیئے
کسی سے حق پر فساد کریئے۔ کسی سے ناحق لڑائی لڑیئے
ابھی یہ دُھن تھی دِل اپنے ہیں۔ کہیں بگڑیئے کہیں جھگڑیئے
دُوئی کے اُٹھتے ہی پھر یہ دیکھا کہ اب جو لڑیئے تو کس سے لڑیئے

نوٹ۔ اِسی نظم کو اِس سے پہلے ادھیائے میں مختصراً دیا گیا ہے۔ وہ اختصار سوامی جی مہاراج کا اپنا کیا ہُوا تھا۔ یہاں کُل نظم دیدی گئی ہے تاکہ طالبِ حق اِس کُل کے لُطف سے محروم نہ رہے ؎

## (۳۱۵) راگ دھنا سری۔تال دھمالی

واہ وارے موج فقیراں دی (ٹیک)

کبھی چباویں چنا چبینا۔ کبھی لپٹ لیں کھیراں دی۔ واہ وا...

کبھی تو اوڑھیں شال دوشالے۔ کبھی گدڑیا لیٹراں دی۔ واہ وا...

کبھی توسوویں رنگ محل میں۔ کبھی گلی اہیراں دی۔ واہ وا...

منگ تنگ کے ٹکڑے کھاندے۔ چال چلیں امیراں دی۔ واہ وا...

(۱) سواد لیں۔ مزہ چکھیں (۲) ادنی ذات۔ یعنی نیچ لوگوں کا کوچہ ÷
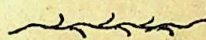
## (۳۱۶) راگ پہاڑی۔تال وادرا

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں (ٹیک)

(۱) جو فقر ہیں پورے ہیں وہ ہر حال میں خوش ہیں

ہر کام میں ہر دام میں ہر چال میں خوش ہیں

گر مال دیا یار نے تو مال میں خوش ہیں

بے زر جو کیا تو اسی احوال میں خوش ہیں

افلاس میں ادبار میں اقبال میں خوش ہیں

پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۲) چہرے پہ ہے ملال نہ جگر میں اثرِ غم
ماتھے پہ کہیں چین نہ ابرو میں کہیں خم
شکوہ نہ زباں پر - نہ کبھی چشم ہوئی نم
غم میں بھی وہی عیش - اَلم میں بھی وہی دم
ہر بات - ہر اوقات - ہر افعال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۳) گر یار کی مرضی ہوئی سر جوڑ کے بیٹھے
گھربار چھڑایا تو وہیں چھوڑ کے بیٹھے
موڑا انہیں جدھر وہیں منہ موڑ کے بیٹھے
گدڑی جو سلائی تو وہیں اوڑھ کے بیٹھے
اور شال اُڑھائی تو اُسی شال میں خوش ہیں
پورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۴) گر اُس نے دیا غم تو اُسی غم میں رہے خوش
ماتم[1] جو دیا تو اُسی ماتم میں رہے خوش
کھانے کو دیا کم تو اُسی کم میں رہے خوش
جس طرح رکھا اُسنے اُس عالم میں رہے خوش
دُکھ درد میں آفات میں جنجال میں خوش ہیں

(۱) ماتم - افسوس -

پُورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۵) جینے کا نہ اندوہ ہے نہ مرنے کا ذرا غم
یکساں ہے اُنہیں زندگی اور موت کا عالم
واقف نہ برس سے نہ مہینے سے وُہ اِکدم
شب کی نہ مصیبت نہ کبھی روز کا ماتم
دن رات گھڑی پہر و مہ و سال میں خوش ہیں
پُورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۶) کچھ اُنکو طلب گھر کی نہ باہر سے اُنہیں کام
تکیہ کی نہ خواہش ہے نہ بستر سے اُنہیں کام
اُستغفل کی ہوس دِل میں نہ مندر سے اُنہیں کام
مُفلس سے نہ مطلب نہ تونگر سے اُنہیں کام
میدان میں بازار میں چوپال میں خوش ہیں
پُورے ہیں وہی مرد جو ہر حال میں خوش ہیں

(۱) خانقاہ فقیروں کے رہنے کی جگہ - منڈپ *

نوٹ - یہ غزل اور بھی لمبی ہے - ہندی رام برشا میں اتفاق سے کُل کی کُل چھپ گئی ہے - مگر یہاں باقی ماندہ حصہ چنداں ضروری نہ سمجھ کر چھوڑ دیا گیا ہے اور سوامی جی مہاراج نے تو اپنی نوٹ بکوں و تحریروں میں صرف آخری دو مصرع ہی تحریر فرمائے ہیں - (نارائن)

(۳۱۷) راگ بلاول - تال روپک

گر ہے فقیر تو تُو نہ رکھ یاں کسی سے میل
نہ تُونبڑی نہ بیل پڑا اپنے سر پہ کھیل } (ٹیک)

(۱) جتنے تُو دیکھتا ہے یہ پھل پھول پات بیل
سب اپنے اپنے کام کی ہیں کر رہے جھیل
ناتہ جو ہے سو ناتہ - جو رشتہ ہے سو نکیل
جو غم پڑے تو اُسکو تُو اپنے ہی تن پہ جھیل (ٹیک)

(۲) جب تُو ہُوا فقیر تو ناتہ کسی سے کیا؟
چھوڑا کُٹم[1] تو پھر رہا رشتہ کسی سے کیا
مطلب بھلا فقیر کو بابا کسی سے کیا؟
دلبر کو اپنے چھوڑ کے مِلنا کسی سے کیا؟ (ٹیک)

(۳) تیری نہ یہ زمین نہ تیرا یہ آسمان
تیرا نہ گھر نہ بار نہ تیرا یہ جسم و جان
اِس کے سوا کہ جب ہُوا تُو فقیر یاں
کوئی ترا رفیق نہ ساتھی نہ مہرباں (ٹیک)

(۴) یہ اُلفتیں کہ ساتھ ترے آٹھ پہر ہیں
یہ اُلفتیں نہیں ہیں میری جاں یہ قہر ہیں

(۱) کُٹمب - خاندان -

جتنے یہ شہر دیکھے ہیں جادو کے شہر ہیں
جتنی مٹھائیاں ہیں میری جاں یہ زہر ہیں (ٹیک)

(۵) خوباں کے یہ جو چاند سے منہ پر کھلے ہیں بال
مارا ہے تیرے واسطے صیاد نے یہ جال
یہ بال بال اب ہے تیری جان کا وبال
پھنسیو خدا کے واسطے آہیں نہ دیکھ بھال (ٹیک)

(۶) جس کا تو ہے فقیر اسی کو سمجھ تو یار
مانگے تو مانگ اس سے کیا نقد کیا اُدھار
دیوے تو لے وہی جو نہ دیوے تو دم نہ مار
اسکے سوا کسی سے نہ رکھ اپنا کار وبار (ٹیک)

(۷) کیا فائدہ اگر تو ہوا نام کو فقیر
ہو کر فقیر تو بھی رہا چال ہیں اسیر
ایسا ہی تھا تو فقر کو ناحق کیا اسیر
ہم تو اسی سخن کے ہیں قائل میاں نظیر (ٹیک)

(۳۱۸) راگ کھنبگا

لاج مول نہ آئیا نام دھرایو فقیر (ٹیک)

(۱) راتی راتی بدیاں کرینیدا | دن نوں سداوئیں پیر

---

(۱) شرم (۲) کہلادیں -

(۲) اپنا بھار چاڑے نہ سکدا　　لوکاں بدھاویں دھیر
(۳) کُڑم کٹمب کی پھاہی پھنسیا　　گل وِچ پالیا ٹیڑ
(۴) آخر نتیجہ ملے گا پیارے　　رووینگا نیر و نیر

(۱) مُٹھا نہیں سکتا (۲) لوگوں کو (۳) کُنبہ - رشتہ دار (۴) گلہ میں (۵) کپڑے (۶) زار زار

(۳۱۹) راگ رام کلی - (بادشاہی ۱۰)

رے من! ایسو کر سنّیاسا - (ٹیک)

(۱) بن سے سدن سبے کر سمجھو　　من ہی ماہین اُداسا
(۲) جت کی جٹا - یوگ کے مجن　　نیم کے ناخن بڑھایو
گیان گورو آتما اُپدیشیو　　نام بھبوت لگایو (ٹیک)
(۳) الپ اہار سولپ سی نِندرا　　دیا کھشما تن پریت
شیل سنتوش سدا نرباہیو　　ہے یہ تر گنا رتیت (ٹیک)
(۴) کام کرودھ اہنکار لوبھ ہٹھ　　موہ نہ من سیوں لیاوے
تب ہی آتم تتو کو درشے　　پرم پُرش کو پاوے

(۱) جنگل برابر مندر (۲) یتن یعنی ہونے کی (۳) تھوڑا (۴) بہت تھوڑا (۵) دھارن کیو (۶) تینوں گنوں سے پرے (۷) من کے ساتھ موہ کا واسطہ نہ رکھے -

(۳۲۰) راگ بسنت

(۱) کت[۱] جائیے رے۔ گھر لاگو رنگ ] ٹیک
میرا چت نہ چلے۔ من بھیو رے پنگ[۲] ]

(۲) ایک دوس[۳] من بھئی امنگ — گھس چندن چووا بہو سگندھ
(۳) پوجن چالی برہم ٹھائیں[۴] — سو برہم بتایو گورو من ماہیں
(۴) جہاں جائیے تہاں جل پکھان — تو پور[۶] رہیو ہے سب سمان
(۵) وید پوران سب دیکھے جوئی — اوہاں تو جائیے جو ایہاں نہ ہوئی
(۶) ست گورو میں بلہاری تیرا — جن سکل وکل بھرم کاٹے میرا
(۷) رامانند سوامی رمت برہم — گورو کا شبد کاٹے کوٹ کرم

(۱) کہاں (۲) ہنگلا۔ لنگڑا ہے کام (۳) دن (۴) برہم کی جگہ یا طرف پوجنے چلی (۵) پتھر کی مورتی۔ (۶) بھر رہیو ہے (۷) وہاں تب جائیے (۸) یہاں (۹) سب۔ تمام (۱۰) گھبراہٹ۔ بیاکلتا (۱۱) رم رہا ہے

(۳۲۱) راگ دھناسری۔ محلہ ۹

کاہے رے بن کھوجن جائی (ٹیک)

(۱) سرب نواسی سدا الیپا[۱] — توہے سنگ رہت سدائی
(۲) پشپ مدھیہ جیوں باس بست ہے — درپن ماہیں جیون چھائی
تیسے ہی ہر بست نرنتر — گھٹ ہی ہیں کھوجو بھائی
(۳) باہر بھیتر ایکو[۲] مانو — یہ گورو گیان بتائی
جن نانک بن آپا[۳] چینے — مٹے نہ بھرم کی کائی

(۱) ناقابل بیان۔ یا سمجھ سے دور (۲) تیرے ساتھ (۳) اپنے آپ کو پہچانے بغیر

# خودستی

## (نجانند)

(۳۲۴) راگ مانڈ تال دادرا
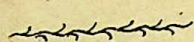
آپ ہیں یار دیکھ کر آئینہ پُر صفا کہ یُوں
مارے خوشی کے کیا کہیں ششدر سا رہ گیا کہ یُوں
رو کے جو التماس کی۔ دِل سے نہ بھُولیو کبھی
پردہ اُٹھا دُوئی مِٹا۔ اُس نے بھُلا دیا کہ یُوں
مَیں نے کہا کہ رنج و غم مِٹتے ہیں کس طرح کہو!
سینہ لگا کے سینے سے مہ[1] نے بتا دیا کہ یُوں
گرمی ہو اِس بلا کی ہائے پُھنکتے ہوں جس سے مرد و زن
اپنی ہی آب و تاب ہے خود ہی ہُوں دیکھتا کہ یُوں
دُنیا و عاقبت تبا۔ واہ وا جو جہل نے کیا
تاروں سا مِہرِ رام نے پل میں اُڑا دیا کہ یُوں

(۱) دِلبر۔ یہاں مُراد دِل کے چین لینے والے آتم دیو (ذاتِ حق) سے ہے +

(۳۲۳) غزل تال دادرا

ہستی و علم ہوں مستی ہوں ہئیں نام مرا
کبریائی و خدائی ہے فقط کام مرا
چشم لیلیٰ ہوں دلِ قیس و دستِ فرہاد
بوسہ وینا ہو تو دے لے۔ ہے لبِ جام مرا
گوشِ گل ہوں رُخِ یوسف۔ دمِ عیسیٰ۔ سیر سرد
تیرے سینے میں بسوں ہوں۔ ہے وُہی دھام مرا
حلق منصور تنِ شمس و علمِ عُلماء
واہ وا بحر ہوں اور مبلبلہ اِک رام مرا

(۳۲۴) راگ ضلع تال دادرا

کیا پیشوائی باجا ہے اناہد[1] صدا ہے آج
ویلکم کو کیسی روشنی صمدانیہ[2] ہے آج
چکّر سے اِس جہان کے پھرے اصل گھر کو ہم
فُٹ بال سب زمین ہے پاء پر فدا ہے آج
چکّر میں ہے جہاں۔ میں مرکز ہوں مہر ساں

(۱) انحد شبد سے مُراد ہے یا اوم کی دُھنی (۲) پاک۔ صاف۔ رب بے نیاز ؟

غلطی سے لوگ کہتے ہیں "سورج چڑھا ہے آج"[1]

شہزادے کا جلوس ہے اب تختِ ذات پر

ہر ذرّہ صدقے جاتا ہے نغمہ سرا ہے آج

ہر برگ و مہر و ماہ کا رقص و سرود ہے

آرام و امن و چین کا طوفان بپا ہے آج

کس شوخ چشم کی ہے یہ آمد کہ نورِ برق

آنکھوں کو پھاڑ پھاڑ کے راہ دیکھتا ہے آج

آتما کرم فشاں[1] شہِ ابر[2] دست ہے

بارش کی راہ پانی چھڑکتا خدا ہے آج

جھک جھک سلام کرتا ہے اب چاند عید ہے

اقبال[3] رام[4] رام کا خود ہو رہا ہے آج

(۱) کرپالو۔ مہربان (۲) وہ بادشاہ جس کے ہاتھ میں بادل ہو۔ یعنی مہربانی کی بارش کرنے والا بادل جس کا ماتحت ہو۔ مطلب سورج (۳) تابعدار۔ غلام۔ (۴) سوامی رام کا تخلص ٭

(۳۲۵) راگ ضلع۔ تال دادرا
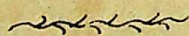
گُل کو شمیم آب گہر اور زر کو ہیں

دیتا ہوں جبکہ دیکھوں اُٹھا کر نظر کو مَیں

شاہوں کو رُعب اور حسینوں کو حُسن و ناز

دیتا بہادری ہوں بلا شیرِ نر کو مَیں

سورج کو سونا چاند کو چاندی تو دے چُکے

پھر بھی طواف کرتے ہیں دیکھوں جدھر کو مَیں

ابروئے کہکشاں بھی انوکھی کمند ہے

بے قید ہوا اسیر جو دیکھوں اُدھر کو مَیں

تارے جھمک جھمک کے بُلاتے ہیں رام کو

آنکھوں میں اُنکی رہتا ہوں جاؤں کدھر کو مَیں

## (۳۲۶) راگ بھیروی تال چلپت

یہ ڈر سے مہر آچمکا اہاہاہا۔ اہاہاہا! اُدھر مہ بیم سے لپکا اہاہاہا اہاہاہا!

ہوا اٹکھیلیاں کرتی ہو میرے اِک اشارہ پر ہے کوڑا موت پر میرا اہاہاہا اہاہاہا!

اکائی ذات میں میری آنکھوں رنگ ہیں پیدا مزے کرتا ہوں مَیں کیا کیا اہاہاہا اہاہاہا

کہوں کیا حال اس دل کا کہ شادی موج مارے ہے اِک اُمڈا ہوا دریا اہاہاہا اہاہاہا

یہ جسمِ رام اے بدگو ہے القصور محض ہے تیرا ہمارا بگڑتا ہے کیا اہاہاہا اہاہاہا

(۳۲۷) غزل- تال پشتو

پیتا ہُوں نُور ہردم جامِ سُرور پیہم
ہے آسمان پیالہ- وہ شرابِ نُور والا } ٹیک

(۱) ہے جی میں اپنے آتا
ہاتھی غلام گھوڑے
لے جو ہے جسکو بھاتا
دُوں جو ہے جسکو بھاتا
زیور زمین- جوڑے
مانگے بغیر داتا- پیتا ہوں نُور

(۲) ہر قوم کی دُعائیں
آتی ہیں پاس میرے
جیسے اڑانی گائیں
ہر مت کی التجائیں
کیا دیر کیا سویرے
جنگل سے گھر کو آئیں- پیتا ہوں نُور

(۳) سب خواہشیں نمازیں
ہاتھوں میں ہوں پھراتا
معمار جیسے اینٹیں
گُن کرم اور مُرادیں
دُنیا ہوں یُوں بناتا
ہاتھوں میں ہے گھماتا- پیتا ہوں نُور

(۴) دُنیا کے سب بکھیڑے
دِل میں نہیں اٹکتے
گویا گُلال ہیں یہ
جھگڑے فساد جھیڑے
نہ نگاہ کو بدل سکتے
سُرمہ مثال ہیں یہ- پیتا ہوں نُور

(۵) نیچر کے راز سارے
کیا مہر کیا ستارے
احکام ہیں ہمارے
ہیں مانتے اشارے

ہیں دست و پا ہر اک سے
مرضی پہ میری چلتے - پیتا ہوں

(۶) کشش ثقل کی قدرت
میری ہے مہر و اُلفت

ہے نگاہ تیز میری
اِک نُور کی اندھیری

بجلی شفق انگارے
سینے کے ہیں شرارے - پیتا ہوں

(۷) میں کھیلتا ہوں ہولی
دُنیا ہے گیند گولی

خواہ اس طرف کو پھینکوں
خواہ اُس طرف چلاؤں

پیتا ہوں جام ہر دم
ناچوں مارام دھم دھم

دن رات ہے ترنّم
ہوں شاہِ رام بے غم - پیتا ہوں

(۳۲۸) تال قوّالی

(۱) حباب جسم لاکھوں مرٹے پیدا ہوئے مجھ میں
سدا ہوں بحرِ واحد لہر ہے دھوکا فراواں کا

(۲) میرا سینہ ہے مشرق آفتاب ذاتِ تاباں کا
طلوعِ صبحِ شادی واشدن ہے میرے مژگاں کا

(۳) زباں اپنی بہارِ عید کا مژدہ سُناتی ہے
دُرِّ دِل کے جگمگانے سے ہُوا عالم چراغاں کا

(۱) کثرت (۲) کھلنا (۳) سخن سے مُراد ہے

(۴) سراپا نور پیشانی پہ میری مہ درخشاں ہے
کہ جھومر ہے جبیں سیمیں پہ گر جائے زمستاں کا

(۵) خوشی سے جان جامہ میں نہیں پھولی سماتی اب
گلو کے بار سے ٹوٹا یہ لو داماں بیاباں کا

(۶) چمن میں دور ہے جاری طرب کا چہچہانے کا
چہکنے میں ہوا تبدیل شیون مرغ نالاں کا

(۷) نگاہِ مست نے جب رام کی آمد کی سن پائی
ہے مجمع صید ہونے کو یہاں وحشی غزالاں کا

(۱) چاندی کی پیشانی - مراد برفستان سے ہے (۲) پاربتی سے مراد ہے (۳) کل سطر سے مراد ہے کہ رام ابھی جنگلوں سے ممتاز کہ اتر اد (۴) مرگ یہاں جگیاسو سے مراد ہے

نوٹ - یہ غزل جوشی مٹھ کے نیچے کمار چٹی کے سامنے ایک مندر کی بلند چوٹی پر لکھی گئی تھی - وہ مندر شو کا تھا - اس لئے اس میں تمام اشارے پہاڑ اور شوجی کیطرف ہیں ۔ چونکہ اس غزل کا مطلب ذرا مشکل سا ہے - اس لیئے اسے یہاں ذرا کھولکر دیا جاتا ہے ۔

(۱) جدا جدا روپی اجسام لاکھوں مجھ میں پیدا ہو کر مر مٹے - لیکن میں ہمیشہ ایک واحد سمندر ہوں - اور یہ لہریں یعنے اجسام کا اٹھنا اور غروب ہونا مجھ میں محض دھوکا ہے ۔

(۲) میرا جو دل ہے وہ مشرق ہے - جہاں سے تمام کو روشن کرنیوالا سورج نکلتا ہے - اور میری پلکوں کا کھلنا یا کھولنا ہی آنند دسرور) کی صبح دپراتہ کال) کو چڑھاتا ہے - یعنی میرے ہی دیکھنے سے یہ کل نمودار ہوتا ہے -

(۳) میری زبان آنند کی بہار کی خوشخبری سناتی ہے اور موتیوں کے جگمگانے سے یعنی الفاظ روپی جو موتی ہیں - اُن کے نکلنے سے ایک دیپ مالا کا سمے بندھ جاتا ہے - یعنی اندھیرا کافور ہونے لگتا ہے - اور علم کے چراغ جلنے لگ پڑتے ہیں -

(۴) میری چمکیلی پیشانی پر یعنے پربتوں کی چوٹی پر چاند ایسے چمک رہا ہے گویا چاند جیسی چمکیلی پیشانی دبرستان) پر پاربتی کا ایک جھومر لٹک رہا ہے

(۵) آنند اتنا بڑھ گیا ہے کہ جان بھی اب تن کے اندر سمانے نہیں پاتی دیعنے اندرونی مستی اب رام کو پہاڑوں میں ایک جگہ پر بیٹھنے نہیں دیتی) بلکہ جیسے پھولوں کے بوجھ سے جنگل کا پلا ٹوٹ جاتا کہلاتا ہے - اسی طرح رام بھی اب آنند کے ازحد بڑھ جانے سے نیچے میدانوں میں ابھی اترا کہ اترا دیعنے رام میدانوں میں ابھی پہاڑوں سے اترا کہ اترا)

(۶) دنیا روپی باغ میں خوشی کے چہچہانے کا زمانہ جاری ہو رہا ہے دیا رام کے دل روپی باغ میں خوشی کی ترنگیں اٹھ رہی ہیں) جس سے روتے ہوئے پرندوں کا رونا بھی رام کے درشن سے خوشی دچہچہانے) میں بدل گیا ہے

(۷) میدانوں کے طالبان حق نے جب رام کے نیچے اُتر آنے کی خبر پائی تو جیسے وحشی ہرنوں (مرگوں) کا گروہ پانی کی انتظار میں ٹکٹکی باندھے رہتا ہے۔ ایسے ہی وہ لوگ رام کے انتظار میں ٹکٹکی باندھے منتظر رہنے لگے
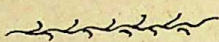
(۳۲۹) غزل بطرز انگریزی نظم وہالٹ وہٹمیں

مجھ بحرِ خوشی کی لہروں پر دُنیا کی کشتی رہتی ہے
از سیلِ سُرور دھڑکتی ہے چھاتی اور کشتی بہتی ہے
مجھُ میں! مجھُ میں!! مجھُ میں!!! مجھ میں!!!!

(۱) گل کھِلتے ہیں۔ گاتے ہیں رو رو بُلبُل۔ کیا ہنستے ہیں نالے ندیاں
رنگِ شفق گھلتا ہے۔ بادِ صبا چلتی ہے۔ گرتا ہے چھم چھم باراں
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

(۲) کرتے ہیں انجم جگمگ۔ جاتا ہے سورج دھک دھک سجتے ہیں باغ و بیاباں
بستے ہیں نارن پیرس پُجتے ہیں کاشی مکہ۔ بنتے ہیں جنت و رضواں
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

اُڑتی ہیں ریلیں پھر پھر۔ بہتی ہیں بوٹیں جھر جھر۔ آتی ہے آندھی سر سر
لڑتی ہیں فوجیں مر مر۔ پھرتے ہیں جوگی در در۔ ہوتی ہے پوجا ہر ہر
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

(۴) چرخ کا رنگ رسیلا۔ نیلا نیلا۔ ہر طرف دمکتا ہے
کیلاس جھلکتا ہے۔ بحر ڈلکتا ہے۔ چاند چمکتا ہے
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

قطعہ
آزادی ہے۔ آزادی ہے۔ آزادی ہے میرے ہاں
گنجایش و جاء سب کے لئے بیحد و پایاں

(۵) سب وید اور درشن سب مذہب۔ قرآن انجیل اور نرے ٹیکا
بدھ۔ شنکر۔ عیسیٰ اور احمد۔ تھا رہنا سہنا ان سب کا
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

(۶) تھے کپل[1]۔ کناد اور افلاطون۔ اسپنسر۔ کنیٹ اور ہیملٹن ہے
شری رام۔ یدھشٹھر۔ سکندر۔ بکرم۔ قیصر۔ الزبتھ اکبر
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

(۷) میدانِ ابد اور روزِ ازل۔ کل ماضی حال اور مستقبل
چیزوں کا بیحد ردّ و بدل۔ اور تختۂ دہر کا ہے ہل چل
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

(۸) ہوں رشتۂ وحدت در کثرت۔ ہیں علّت و صحت اور راحت
ہر وِدّیا۔ علم و ہنر۔ حکمت۔ ہر خوبی۔ دولت اور برکت
ہر نعمت۔ عزّت۔ اور لذّت۔ ہر کشش کا مرکز ہر طاقت

(۱) یہ سب نام ہیں

ہر مطلب۔ کارن۔ کارج۔ سب۔ کیوں۔ کس جا۔ کیسے۔ کیونکر کب
مجھ میں! مجھ میں!! مجھ میں!!! مجھ میں!!!!

قطعہ
ہُوں آگے پیچھے اُوپر نیچے۔ ظاہر و باطن مَیں ہی مَیں
معشوق اور عاشق۔ شاعر مضموں۔ بُلبُل گلشن مَیں ہی مَیں

**نوٹ**۔ یہ نظم اُردو طریقے کی نظم پر نہیں۔ بلکہ امریکہ کے والٹ وہٹمین (Whalt Whitman) کی انداز پر ہے۔ اور سوامی جی نے اراوتاً انگریزی طرز کو اُردو نظم میں داخل کیا ہے۔ تا کہ مست والٹ وہٹمین کی انگریزی طرز سے بھی اُردو خواں کچھ لُطف اُٹھائیں۔ جس لئے اِس نظم کی طرز کو پُوری پُوری طرح سمجھنا ہو وہ کرپا کرکے والٹ وہٹمین کی کتاب لیوز اوف گراس (Leaves of Grass) کا مطالعہ کریں۔

(۳۳۰) غزل تال پشتو

ٹھنڈک بھری ہے دِل میں آنند بہے رہا ہے
امرت برس رہا ہے۔ جھم اجھم!! جھم!!!

پھیلی ہے صُبحِ شادی کیا چَین کی گھڑی ہے
سُکھ کے چُھٹے پھوّارے فرحت چھلک رہی ہے
کیا نُور کی جھڑی ہے جھم اجھم!! جھم!!!

شبنم کے دل نے چاہا۔ پامال کروے گل کو
سب فکر مل کے آئے کہ نڈھال کر دیں دل کو
آیا صبا کا جھونکا وہ صباے روشنی کا
جھڑتی ہے شبنم غم رجھم! رجھم!! رجھم!!!
ڈٹ کر کھڑا ہوں خوف سے خالی جہان ہیں
تسکینِ دل بھری ہے میرے دل ہیں جان ہیں
شونگھیں زمان مکان مرے پاؤں مثلِ سگ
ہیں کیسے آسکوں ہوں قیدِ بیان ہیں
ٹھنڈک بھری ہے دل ہیں آنند بہ رہا ہے
امرت برس رہا ہے رجھم! رجھم!! رجھم!!!

نوٹ۔ یہ غزل انگریزی نظم (Drizzle Drizzle) کا مطلب ہے۔

(۳۰۳) راگ کوشنبہ تال تین یا غزل تال قوالی
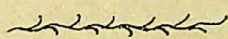
(۱) جب امڈا دریا الفت کا ہر چار طرف آبادی ہے
ہر رات نئی اک شادی ہے ہر روز مبارکبادی ہے
خوش خندہ ہے رنگیں گل کا خوش شادی شاد مرادی ہے
بن شو رج آپ درخشاں ہے خود جنگل ہے خود وادی ہے

نت راحت ہے نت فرحت ہے نت رنگ نئے آزادی ہے

(۲) ہر رگ ریشے میں ہر مُو میں امرت بھر بھر بھرپور ہُوا
سب کُلفت دُوری دُور ہُوئی مَن شادی مرگ سے چُور ہُوا
ہر برگ بدھائیاں دیتا ہے ہر ذرّہ ذرہ طُور[2] ہُوا
جو ہے سو ہے اپنا مظہر خواہ آبی ناری بادی ہے
کیا ٹھنڈک ہے کیا راحت ہے کیا شادی ہے آزادی ہے

(۳) رِم جھم رِم جھم آنسو برسیں۔ یہ ابر بہاریں دیتا ہے
کیا خُوب مزے کی بارش ہیں وہ لُطف وصل کا لیتا ہے
کشتی موجوں میں ڈوبے ہے بدمست اُسے کب کھیتا ہے
یہ غرقابی ہے جی اُٹھنا مت رنجکو اُف بربادی ہے
کیا ٹھنڈک ہے کیا راحت ہے کیا شادی ہے آزادی ہے

(۴) ماتم رنجوری بیماری ۔غلطی ۔کمزوری ناداری
ٹھوکر اونچا نیچا محنت جاتی ہے ان پر جاں واری
اِن سب کی مَددوں کے باعث چشمہ مستی کا ہے جاری
گم شیر کہ شیریں طُوفاں میں کوہ اور تیشہ فرہادی ہے
کیا ٹھنڈک ہے کیا راحت ہے کیا شادی ہے آزادی ہے

(۱) مُبارکبادی (۲) کوہِ طُور سے مراد ہے۔ جہاں حضرت مُوسیٰ کو نُورِ خدا کا انکشاف ہُوا۔

(۵) اِس مرنے میں کیا لذّت ہے جس مُنہ کو چاٹ گے اِسکی
ٹھوکے ہے شاہنشاہی پر سب نعمت دولت ہو پھیکی
مے چاہیئے؟ دِل مردے پھونکو اور آگ جلاؤ بھٹی کی
کیا سُستا بادہ بکتا ہے "لے لو"! کا سور منادی ہے
کیا راحت ہے کیا ٹھنڈک ہے کیا شادی کیا آزادی ہے

(۶) عِلت معلول میں مت ڈوبو سب کارن کارج تم ہی ہو
تم ہی دفتر سے خارج ہو۔ اور لیتے چارج تم ہی ہو
تم ہی مصروف بنے بیٹھے ہو۔ ہوتے ہارج تم ہی ہو
تو داور ہے تو وکلا ہے تو پاپی تو فریادی ہے
نت راحت ہے نت فرحت ہے نت رنگ نئی آزادی ہے

(۷) دِن شب کا جھگڑا نہ دیکھا گو سورج کا رچنا سر ہے
جب کھلتی دیدۂ روشن ہے ہنگامۂ خواب کہاں پھر ہے
آنند سُرور سمندر ہے۔ جس کا آغاز نہ آخر ہے
سب رام پسارا دُنیا کا جادوگر کی استادی ہے
نت راحت ہے نت فرحت ہے نت رنگ نئی آزادی ہے

(۱) جج - منصف ✦

# یمنوتری

اِس بلندی پر ماش کی دال نہیں گلتی۔ نہ دُنیا کی دال ہی گلتی ہے نہایت گرم گرم چشمہ سار۔ قُدرتی لالہ زار۔ آبشاروں کی بہار۔ چمکدار چاندی کو شرمانے والے سفید دُودھ جیسے (جھاگ۔ پھین) اور اُنکے نیچے آکاش کی رنگت کو لجانے والا جمنا راج کا گات پات بات ہیں کشمیر کو مات کرتے ہیں۔ آبشار تو ترنگِ بیخودی میں نرتیہ (ناچ) کرتے ہیں۔ جمنا اپنی ساز بجا رہی ہے۔ رام شہنشاہ گا رہا ہے۔

## (۳۳۲) غزل تال قوالی

ہپ ہپ ہُرّے ہپ ہپ ہُرّے (ٹیک)

اب دیوں کے گھر شادی ہے لو رام کا درشن پایا ہے
پاکو باں ناچتے آتے ہیں۔ ہپ ہپ ہُرّے ہپ ہپ ہُرّے
خوش خورّم مِل مِل گاتے ہیں ہپ ہپ ہُرّے۔ ہپ ہپ ہُرّے
ہے منگل ساز بجاتے ہیں ہپ ہپ ہُرّے۔ ہپ ہپ ہُرّے
سب خواہش مطلب حاصل ہیں سب خوبوں سے میں واصل ہوں
کیوں ہمسے بھید چھپاتے ہیں۔ ہپ ہپ ہُرّے ہپ ہپ ہُرّے
ہراِک کا انتر آتم ہوں۔ میں سب کا آقا صاحب ہوں
مجھ پائے دُکھڑے جاتے ہیں ہپ ہپ ہُرّے ہپ ہپ ہُرّے

سب آنکھوں میں میں دیکھوں ہوں سب کانوں میں میں سُنتا ہوں
دِل برکت مجھ سے پاتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
گہ عِشوہ سیمیں[1] بر کا ہوں گہ فقرہ شیر ببر کا ہوں
ہم کیا کیا سوانگ بناتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
میں کرشن بنا میں کنس بنا میں رام بنا میں راون تھا
ہاں وید اب قسمیں کھاتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
میں انترجامی ساکن ہوں۔ ہر پُتلی ناچ نچاتا ہوں
ہم سُوتر تار ہِلاتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
سب رِشیوں کے آئینۂ دِل میں میرا نُور درخشاں تھا
مجھ ہی سے شاعر لاتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
میں خالق مالک داتا ہوں۔ چشمک[2] سے دہر بناتا ہوں
کیا نقشے رنگ جماتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
اک کُن[3] سے دُنیا پیدا کر اس مندر میں خود رہتا ہوں
ہم تنہا شہر بساتے ہیں ہِپ ہِپ ہُرّے ہِپ ہِپ ہُرّے
وُہ مِصری ہوں جسکے باعث دُنیا کی عِشرت شیریں ہے

(۱) چاندی جیسی خوبصورت نازنین کا نخرہ۔ (۲) آنکھ کی پلک ہیں۔
(۳) حُکم۔ یعنی وہ حُکم جو پیدایش دُنیا سے پہلے دیا گیا تھا۔

گُل مجھ سے رنگ سجاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
مسجُود[1] ہوں قبلہ کعبہ ہوں معبود اذاں[2] ناقوس[3] کا ہوں
سب مجھ کو گوک بلاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
کُل عالم میرا سایہ ہے - ہر آن بدلتا آیا ہے
ظلّ[4] قامت[5] گرد گھماتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
یہ جگت ہماری کرنیں ہیں - پھیلیں ہر سُو مجھ مرکز سے
شاں گوناگوں[6] دکھلاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
میں ہستی سب اشیا کی ہوں - میں جان ملائک کُل کی ہوں
مجھ بن بے جُود کہاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
بیجانوں میں ہم سوتے ہیں - حیوان میں چلتے پھرتے ہیں
انسان میں نیند جگاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
سنسار تجلّی ہے میری - سب اندر باہر میں ہی ہوں
ہم کیا شعلے بھڑکاتے ہیں - ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے
جادُو گر ہوں جادُو ہوں خود - اور آپ تماشا ہیں میں ہوں
ہم جادُو کھیل رچاتے ہیں ہپ ہپ ہرّے ہپ ہپ ہرّے

(۱) قابل پرستش - پُوجا کیا ہُوا (۲) بانگ (۳) شنکھ (۴) سایہ (۵) قد کے گرد
(۶) طرح طرح کے

ہے مست پڑا ممحا میں اپنی - کچھ بھی غیر از رام نہیں
سب کلپت دھوم مچاتے ہیں، ہپ ہپ ہرّے، ہپ ہپ ہرّے

**نوٹ** - بینو تزی مندر میں یہ نظم لکھی گئی تھی - اس لئے پہلے اس مقام کا ذکر کیا گیا - پھر اپنی اندرونی حالت کو بذریعۂ نظم ظاہر کیا گیا ہے - اب رام وہاں اپنی طرزِ رہایش بیان فرمانے لگے ہیں -

دیوانگی کو دن دونی رات چوگنی ترقی ہے "دیوانہ را ہوئے بس ست" والا حال ہے - قالبِ عنصری کا کچھ پتہ نہیں -

**خوراک** - پھلاہار جو جمنا رانی اپنے ہاتھ سے پکا دیتی ہے - یعنی گرم کنڈ میں خود تیار کر دیتی ہے ؛

**سنان** - کبھی سو سو فیٹ کی بلندی سے گرنے والے آبشاروں کے نیچے سنان کی موج لوٹی جاتی ہے - کبھی صدیوں کی جمی ہوئی برف سے تازہ تازہ نکل کر جو جمنا جی آتی ہے - اس میں نہانے کا لطف اٹھایا جاتا ہے - اور کبھی کنڈوں کے تتے پانی میں شہنشاہ سلامت غسل فرماتے ہیں ؛

**چلنا پھرنا** - سب جگہ بالکل ننگے بدن سے ہوتا ہے ؛ **رام شہنشاہ**

# مبارکبادی

## (۳۳۴) راگ کھماچ - تال دادرا

چلنا صبا کا ٹھُم ٹھُمک لاتا پیامِ یار ہے
ٹُک آنکھ کب لگنے ملی تیرِ نگہ تیّار ہے

ہوش و خرد سے اتفاقاً آنکھ گر دو چار ہے
بس یار کی پھر چھیڑ خانی کا گرم بازار ہے

معلوم ہوتا ہے ہمیں مطلب کا ہمسے پیار ہے
سختی سے کیوں چھینے ہے دل کیا یوں ہمیں انکار ہے

لکھنے کی نے پڑھنے کی فرصت کام کی نے کلاج کی
ہم کو نکمّا کر دیا وُہ آپ تو بیکار ہے

پہرہ محبّت کا جو آئے ہم بغل ہوتا ہے وُہ
غصّہ طبیعت کا نکالیں رُو برُو دلدار ہے

سوئے پہ حاضر خواب میں - جاگے پہ خاک و آب ہے
ہنسنے میں ہنس ملتا ہے ملِ - روتا ہے تو تو بار ہے

گہہ[1] برق[2] وش خنداں بنا - گہہ ابرِ تر گریاں بنا
ہر صورت و ہر رنگ میں پیدا اُبتِ[3] عیّار ہے

(۱) کبھی - خواہ (۲) مانند بجلی کے (۳) جس سے یار کا اندازہ لگایا جائے یا اپنے پیارے کے انکشاف کی معیار۔

دولت غنیمت جان دردِ عشق کی مت کھوئیو اُسے
مال و متاع گھر بار۔ صدقے مُبارک نار ہے

منظور نالائق کو ہونا ہے علاجِ دردِ عشق
جب عشق ہی معشوق ہو کیا صحت ہیں بیمار ہے

کیا انتظار و کیا مُصیبت کیا بلا کیا خارِ دشت
شعلہ مبارک جب بھڑک اُٹھا تو سب گُلنار ہے

دولت نہیں طاقت نہیں تعلیم نے تکریم نے
شاہِ[1] غنی کو تو فقط عرفانِ حق درکار ہے

عمروں کی اُمیدیں اُڑا۔ چھوٹی بڑی سب خواہشیں
دیدار کا لیجے مزا۔ جب اُڑ گئی دیوار ہے

منصور سے پوچھی کسی نے کوچۂ[2] جاناں کی راہ
کھب صاف دِل میں راہ بتلاتی زبانِ دار[3] ہے

اِس جسم سے جاں کود کر دریائے وحدت میں پڑی
کرلیں ضیافت[4] جانور لو وہ پڑا مُردار ہے

تشریف لاتا ہے جنوں۔ چشم و سر و دِل فرشِ راہ
پہلو میں مت رکھنا خِرد[5] کو۔ رانڈ یہ بدکار ہے

(۱) سخی دِل یا بے پرواہ بادشاہ (۲) پیارے کے کوچہ کا رستہ (۳) سُولی کی نوک سے مُراد ہے
(۴) ضیافت (۵) عقل

پلا چھٹا اِس جسم سے سر سے ٹلی اپنے بلا

دیکھو اے تیغ خوں چکاں[1] کیا مرگ لذت دار ہے

خوش ہو کے کرنا کام ہے نوکر مرا چاکر مرا

ہو رام بیٹھا بادشہ ہشیار خدمتگار ہے

سوتا نہیں یہ رات دن - کیا اُڑ گئی دیدوں سے نیند

غفلت نہیں دم بھر اسے یہ ہر گھڑی بیدار ہے

نوکر مرا یہ کون ہے ؟ آقا ہوں اس کا کون رام

خادم ہوں میں یا بادشہ ؟ یہ کیا عجب اسرار ہے

واحد مجرد لاشریک و غیر ثانی بے بدل

آقا کہاں ؟ خادم کہاں ؟ یہ کیا لغو گفتار ہے

تنہا ستم تنہا ستم - در بجرد بہ یکتا ستم

نطق و زباں کا رام تک آپہنچنا دشوار ہے

اے بادشاہانِ جہاں - وے انجم ہفت آسماں

تم سب پہ ہوں میں حکمراں سب سے بڑی سرکار ہے

جادو نگاہِ یار ہوں - نشۂ لب میگوں ہوں میں

آبِ حیاتِ رخ ہوں میں - ابرو میری تلوار ہے

(۱) خون پینے والی تلوار ؎

یہ کاکُلِ ظُلماتِ مایا پیچ ہیچاں ہے وَلے
سیدھے کو جلوۂ رام ہے اُلٹے کو ڈستا مار۲ ہے

(۱) مایا کی کالی زُلفیں (۲) سانپ - یوں رام لفظ کو اُلٹ کر دیا جائے تو مار ہی لفظ نکلتا ہے ÷
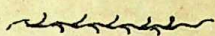
نوٹ { اماوس کی رات ایک بجے گپھا کے سامہنے گنگی نے نرم بستر (ریگ کا) بچھا دیا ہے - رام بادشاہ لیٹ رہا ہے - گنگی چرنوں کو چھُوتی بہ رہی ہے -

(پج) رچناتے چڑھن شکھا لڑا ہے گھُٹ ساہ اکو چھال مار دیئی
نرد پریم دی کھیڈنی کھری اوکھی - ترس ترس بازی جان ہار دیئی
سارا چاڑھ پیالڑے مست رہنا - دین دُنی دی مرض وسار دیئی

(۳۳۴)

راگ اساوری - تال جھپ یا راگ بھیروی تال کیرڈا

(۱) بچھڑتی دُلہن وطن سے ہے جب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے
کہ پھر نہ آنے کی ہے کوئی ڈھب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۲) یہ دین و دُنیا تمھیں مُبارک - ہمارا دُلہا ہمیں سلامت
یہ یاد رکھنا یہ آخری چھپ - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۳) ہے موت دُنیا میں بس غنیمت - خرید و راحت کو موت کے بھاؤ

نہ کرنا چوں تک یہی ہے مذہب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۴) جیسے ہو سمجھے کہ جاگرت ہے - یہ خوابِ غفلت ہے سخت اے جان
کلوروفارم ہیں سب مطالب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۵) ٹھگوں کو کپڑے اُتار دیدو - لٹادو اسباب و مال و زر سب
خوشی سے گردن پہ تیغ دھر تب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۶) جو آرزو کو ہیں دل میں رکھتے - ہیں بوسہ دیوانہ سگ کو دیتے
یہ پھوٹی قسمت کو دیکھ جب کب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۷) کہا جو اُسنے وہ مڑا دو ٹکڑے جگر کے ٹکڑوں کے پیارے ارجن!
یہ سُن کے ناداں کے خشک ہیں لب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۸) لہو کا دریا جو چیرتے ہیں - ہیں سخت ہانے وہی حقیقی
تعلقوں کو جلا بھی دو سب کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے -

(۹) ہے رات کالی - گھٹا بھیانک - غضب درندے ہیں وائے جنگل
اکیلا رونا ہے طفل یارب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۰) گُلوں کے بستر پہ خواب ایسا کہ دل میں دیدوں میں خار بھر دے
ہے سینہ کیوں ہاتھ سے گیا دب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۱) نہ باقی چھوڑینگے علم کوئی" بٹھے اِس ارادے سے جبکے بیٹھے
ہے پچھلا لکھا پڑھا بھی غائب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۲) ہے بیٹھا پٹھوں میں اکچا پارہ - رہی نہ ہلنے کی تاب و طاقت
نہ اثر کرتا ہے، نبضِ عقرب کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۳) پٹے نگاہوں کے بام رچ کر نہ سر کی سُدھ بُدھ رہی نہ تن کی
نہ دِن ہی سُوجھے ہے اب تو نے شب کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۴) حواسِ خمسہ کے بند تھے در - کدھر سے قابض ہُوا ہے آکر
بلا کا نشہ ستم تعجب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۵) یہ کیسی آندھی ہے جوشِ مستی کی - کیسا طُوفاں سرُور کا ہے
رہی زمیں مہ نہ مہر و کوکب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۶) رِہیں من کے مندر میں رقص کرتی طرح طرح کی سی خواہشیں ہل
چراغِ خانہ سے جل گیا سب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۷) ہے چور چوپٹ یہ کھیل دُنیا - پیبٹ گنگا میں اسکو پھینکا
مرا ہے فیلہ - اُڑا ہے اشہب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۸) پڑا ہے چھاتی پہ دھر کے چھاتی - کہاں کی دُوئی کہاں کی وحدت
ہے کسکو طاقت بیان کی اب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۱۹) یہ جسمِ فرضی کی موت کا اب مزا سمیٹے نہیں سمٹتا
اُٹھانا دُوبھر ہے وہمِ قالب - کھڑے ہیں روم اور گلا رُکے ہے

(۲۰) کلیجے ٹھنڈک ہے جی میں فرحت بھرا ہے شادی سے سینہ راسم

(۱) [illegible] (۲) کھڑا